# الانسان



جسمین

فضایل و اخلاق انسانی کا نو ایجاد باغ لگا ہوا ہے اور جس کی انوکھی بہار حق جو و حق طلب
طبیعتون کو اپنا مفتون و شیدا بنانے والی ہے اور جس کے پہل - پہول -
پتّے - شاخین - حقائق و معارف و نکات عجیبہ و لطائف غریبہ کے نقش و نگار سے
منقش ہین

مرتبہ

جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب ماجر سررشتہ دار محکمہ
تعلقداری ضلع گلبرگہ شریف علاقہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

جلوہ مفت است دیدنی دارد
بتماشا رسیدنی دارد

در مطبع شمسی حیدرآباد دکن باہتمام محمد ابراہیم خان اکبرآبادی
طبع شد

هو العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال

الحق یعلو ولا یعلی

ایها الشایقون

آئیے آئیے!! جلد آئیے!!! اور اس نوبہار باغ کی ذرا سیر کیجیے اور اس کی ہوائے خوش کھائیے۔ اگر آپ کا دل و دماغ اس سے تازہ اور معطر نہ بھی ہوگا تو انشاء اللہ تعالی آپ مکدر بھی نہ ہوں گے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں اور سچی [illegible] کا اظہار کرتے ہیں کہ اس نوا[illegible]د باغ کی خوشنما اور دل آویز قطعہ بندی آپ کا [illegible] آپ کے تکلیف وہ افکار کو دور کرنے کے لیے بے نظیر اثر رکھتا

اور اس کے شیرین چشمے کا پانی حیات جاودانی بخشتا ہے بشرطیکہ آپ ذرا اس کی سیر کرین اور ایک دو قدم چل کر دیکھین کہ درحقیقت ہمارا بیان صحیح نکلتا ہے یا غلط ہو رہتا ہے رباعی

| | |
|---|---|
| بیا بیا درین گلستان تفرج کن | نواے بلبل شیدا شنو تفرج کن |
| زچشمہاے دل انگیزان تتبع گیر | نہ قطرہ بحر شنو زود ترمیوج کن |

دریا کوزہ مین بھرا ہوا لہرا رہا ہے اور ایک بیج مین پھولا پھلا سرسبز باغ اپنی نرالی رنگت اور دل آویز خوشبو کے ساتھ لہلہاتا نظر آتا ہے حقایق پسند طبیعتون کے لئے آئینۂ جام جہان نما ہے۔ مجربۂ تمدن و اخلاق کے شایقین و ناظرین کے لئے مژدۂ جان فزا ہے نصیحت دوست حضرات کے یاد کرنے کے لئے موعظت و پند کا قانون سب بے بہا ہے قومی درد خواہون کے واسطے معجون مفرح قلب کی عمدہ خوراک شفا ہے۔ عبّاد و صالحین کے لئے زہد و تقوی کا گنجینۂ بے انتہا ہے۔ عشق مجازی و حقیقی کی راہ چلنے والون کے واسطے دو آتشہ شراب از دیاد ذوق و شوق کا جام فرحت افزا ہے شعر

| | |
|---|---|
| یارب این نو باغ را از باد صرصر دور دار | صبح و شام از بلبلان معنوی معمور دار |

اگر آپ کل اشارات و نکات کو اس رسالہ کے بالاستیعاب چشم حق بین سے ملاحظہ فرماینگے تو بے حد روحانی حظ حاصل ہوگا شعر

| | |
|---|---|
| نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر | کہ ہرچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر |

ہر مذاق طبیعت کے لئے یہ نسخہ ایک خاص دلچسپی پیدا کرتا ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

عطار گو بہ بند دکان را کہ من ز یار ۔ بوئے شنیدہ ام کہ بمشک و عبیر نیست

المشتہر سید زین العابدین مہتمم تعمیرات ضلع نلدرگ
علاقہ [illegible] دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خلق الانسان علمه البیان ونور قلبه بنور العرفان و
الایمان - والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله محمد سید الانبیاء علیهم الامتنان
صاحب الکرم والاحسان - اشرف البشر وافضل ملائکة الرحمن - قد ارسله
الله الملک المنان - لاصلاح النفوس من الانس والجان بل هو مبعوث
الیٰ کافة الخلائق لاظهار التوحید ورحمة الرحمن - کما ورد فی الفرقان -
وما ارسلناک الا رحمة للعالمین - وایضاً فی شانه وعظمته ینطق القرآن -
لقد جاءکم من الله نور وکتاب مبین - وایضاً لقد من الله علی المومنین

اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم وایضاً ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وقد صدقہ الشجر والحجر برسالتہ من حضرت السبحان۔ نظرہٗ نورٌ علے نورٍ۔ ونطقہٗ درٌّ علی درٍ۔ وفعلہ سرورٌ علی سرورٍ۔ وحکمہ راحۃٌ علے راحۃٍ وھدایتہ نجاتٌ علے نجاتٍ۔ من اطاعہ فقد اطاع اللہ ومن اطاع اللہ نجیٰ من لواھب النیران ومن انکرہٗ وابی فقد انکر اللہ ومن انکر اللہ فقد وقع فی بیر الخذلان والخسران۔ اللھم صل علے محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم بالسر والاعلان۔ یارب نجنا من جمیع الخطیات من الزلل والخلل فی طاعتک واتباع رسولک واعطنا حُبّہٗ حبا متوافراً وانسہٗ انسا متکاثراً الی یوم القیام ووضع المیزان۔ اللھم اوصلنا الی شواھق خطایر قدسک وشواھد اکرمنا جمالک استجب دعوتنا یاحنان ویامنان بجاہ محمدن المصطفے ورسولک المجتبے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً آمین یارب العالمین لقدیم الاحسان

## عذرخواہی بامید معافی

امابعد بندہ سراپا ذنب وناچیز معرّا از شعور وتمیز الراجی الی فضل اللہ القوی القادر محمد عبدالعزیز المہاجر عفی اللہ عنہ وستر عیوبہ وذنوبہ بجاہ خواجہ عالم فخر عالم وآدم سید کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عرض کرتا ہے کہ اگرچہ شرف

انسان کے موجبات و اسباب کی صراحت بیشتر کتب اخلاق مین بسیط طور پر مندرج ہو چکی ہے اور ذی علم اوس سے واقف بھی ہے لیکن جس طرح کہ زمانہ کی رفتار مین بلحاظ ایام ماسبق مابعد مین ہمیشہ انقلاب عظیم پیدا ہوتا جاتا ہے اور جس قدر زمانہ ترقی کرتا جاتا ہے اوسی قدر مخیلات و مدرکات طبایع انسانی مین بھی تفاوت عظیم پیدا اور ترقی ہوتی جاتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ طبیعت انسانی ہمیشہ جدت پسند رہے اور نئے نئے پیرایہ بیانات اور جدید جدید طرز تقریرات کو ڈہونڈہتی بھی جاتی ہے اور اس مین بھی کچھ شبہہ نہین کہ باقتضاے رفتار زمانہ بلحاظ رجحان و میلان طبایع انسانی بعض پیرایہ بیان محبوب القلوب و موثر بھی ہوجایا کرتا ہے۔ لفظ وہی معنی وہی لیکن طرز بیان کچھہ اور ہی رنگ لاتا ہے۔ لہذا مین اولاً ناظرین مبصرین باعزت و تمکین کے سامنے نہایت ادب اور عذرخواہی کے ساتھہ عرض کرتا ہون کہ اگرچہ اس ہیچمدان ژولیدہ بیان کی علمی بضاعت اس قابل تو نہین تھی کہ ایسے اعلی مضامین مین قلم فرسائی کر سکے تاہم چونکہ مجھے مدت سے اس امر کا خیال تھا کہ فضائل انسان کے متعلق نئے پیرایہ مین کچھہ عرض کر کے ہدیۂ ناظرین مبصرین کرون لہذا مین نے اس رسالہ کی تدوین کی طرف اپنی ہمت قاصرہ کو کشان کشان مصروف کیا اور اسی بنا پر مین اپنے کج مج بیان کو بمصداق آنکہ۔ برگ سبز است تحفہ درویش۔ بامید معافی خلل و زلل بیان ناظرین معززین کی مبارک خدمت مین پیش کش کر کے سعادت خدمت قومی حاصل کرنے کو اپنے دارین کی بہبودی و نجات کا وسیلۂ رفیعہ اور ذریعۂ جلیلہ خیال کرتا ہون۔ اللہ برکت کا دینے والا

اور منظور نظر ناظرین مبصرین فرمانے والا ہے وعلیہ التوکل وبہ نستعین - اب حضرات ناظرین باعزت وتمکین سے قوی امید ہے کہ اگر بوقت ملاحظہ بازغہ رسالہ ہذا کہین سہو و خطائے لفظی و معنوی نظر پڑے تو بمعانی چشم پوشی فرماوین - بر کریمان کارہا دشوار نیست - اور اگر مطبوع طبع گرامی ہو تو اس ناچیز کو دعائے خیر حسن خاتمہ سے یاد و شاد کرین ؎

| هر که خواند دعا طمع دارم | زانکه من بندهٔ گنهگارم |
|---|---|

چونکہ یہ مضمون کسی قدر بسیط ہوگیا ہے لہذا مین نے اس کی تدوین کے بعد اس رسالہ کا نام بلحاظ مناسبت مضمون الانسان رکھا ہے -

ایھا الناظرون المبصرون

اب تعریف و بیان شرف حضرت انسان سماعت فرمائیے

| لختے بر دانه دل گر زر هر که بنشیم | من فاش فروش دل صدپارهٔ خونشیم |
|---|---|
| نیا یہ طرز ہے میرے بیان کا | نہایت دلکش و محبوب جان کا |
| مقطر عطر ہے نظم بیان کا | معنبر خود مشام اس سے ہی جان کا |
| معانی کی ہے یہ روح مجسم | جو دیکھے محویت مین ہو غلط غم |
| طلسم قدرتی کی کیجیے سیر | فضائے انس ہی یان کچھ نہین بیر |
| یہ وہ تصویر حسن دلربا ہے | محبت کا سبق جس نے پڑھا ہے |
| وفا سیکھین محبت اس سے سیکھین | جفائین چھوڑ دین الفت کو لے لین |
| لائے انس کے اسمین بھرے ہین | جواہر اسمین نسیان کے کھرے ہین |

اگر ہو ہوش انسانی تمہا تو
ذرا میری سنو اور کچھ تو جانو

شرف انسان کا سمجھو ذرا
یہ ہے انسان کے بچنے کا سہارا

ذرا اپنے کو سمجھو تو میں کیا ہوں
تعرض کی غلو میں با خدا ہوں

پلٹ کر دیکھنا اپنا ہے منظور
نہیں رد و قدح کا کوئی مذکور

مضامین ہیں بلند اس کے عزیزو
نظر اونچی کرو اور کچھ تو دیکھو

اگر ہو کچھ تعقل سے سروکار
نہیں جائز ہے کرنا اس سے انکار

بریں ہم امتحان کی فکر ہو گر
عمل کر کے تشفی کر لو یاں پر

تعلی سے نہیں ہے مجکو نسبت
بلندی مضامین پر ہے حجت

مثل مشہور ہے من صنف کی
نہیں پروا ہے کچھ استہدف کی

میں اپنی قوم کا خادم ہوں یارو
بلاتا ہوں بسمت خیر تم کو

یہی ہے آرزو میری خدارا
نہو اس سے کسی کو بھی کنارا

خدا سے ہے مجھے امید ہر دم
کہ یہ مضمون ہو مقبول عالم

الہی دے مرے مضمون میں تاثیر
کروں افضال سے تیرے میں تعبیر

عزیزو ہے لوا آب گر رقم تو
کہ پھیلے جلد اس مضمون کی خوشبو

# آغاز بیان انس ونسیان حضرت انسان

## الانسان لم سمی الانسان

انسان کا نام انسان کیون رکھا گیا اور کونسی صفتین اوس مین ودلیعتہً رکھی گئی ہین اور تمامی
انواع مخلوقات پر اوسے شرف وبزرگی کیون ہے اور کن افعال واعمال سے وہ اپنی
بزرگی وشرف کو ظاہر کرسکتا ہے اِس موقع پر اولاً انسان کے لفظی مادہ سے تھوڑی بحث
کیجاتی ہے جس کا نتیجہ اور مقصود آیندہ چل کر تفصیلی طور پر معلوم ہوگا۔

واضح ہو کہ انسان کا اصلی مادہ بروے تحقیقات اہل لغت اُنس ہے یا نسیان اور یہ
دونون صفتین انسان مین ودلیعۃً رکھی ہی گئی ہین اور اسی بنا پر انسان موسوم بانسان ہی ہوا ہے
اور تمامی انواع مخلوقات پر جو اوس کو شرف وبزرگی حاصل ہے اوس کا باعث وواسطہ
بھی یہی دونون صفتین پڑی ہین۔ جب لفظ انسان ذومعنین قرار دیا گیا ہے اورحضرتِ انسان
فی نفسہ ان دونون صفتون سے متصف بھی ہے تو لفظ کو معنی سے اور معنی کو نفس
انسان سے مناسبت کُلّی وحقیقی پیدا ہوگئی جس کے بعد ہمین کوئی شک وشبہ کرنے
کی ضرورت بھی باقی نرہی۔ اور عند النظر والعقل یہ ایسا صاف وروشن مسئلہ ہے کہ کوئی صاحب
فہم بلحاظ اپنی رزانت عقلی کے جبکہ ان دونون کا اثر ظاہراً وباطناً مترتب ہوتا ہو ہرگز اِس
سے انکار واعراض نہین کرسکتا۔ جب مجموعی صفات ذاتیہ انسانیہ پر غور کیا جاتا ہے تو
واضح ہوتا ہے کہ فی الحقیقتہ یہ دونون صفتین ایسی قوی الاثر اور برزور واقع ہوئی ہین کہ جب

اپنا حقیقی رنگ دکھاتی ہین تو کسی کے روکے نہین رک سکتین الا ماشاء اللہ۔
یہی وجہ ہے کہ نفس انسان کو ناحقہٗ ان دونون صفتون سے بہت بڑا تعلق پیدا
ہے اگر ان دونون صفتون کو بلحاظ اون کے فعلیہ اثرون کے امہات صفات
انسانیہ سے تعبیر کرین تو ناموزون نہین ہے بلکہ عین انصاف ہے کیونکہ جس قدر
دوسرے جذبات وصفات انسانیہ ہین اور جن کے احکام وآثار ذات انسان پر
مترتب ہوتے جاتے ہین۔ اون سب مین انہین دونون کا دخل واثر ہے جس کی
صورتین مختلف پیرایہ مین مختلف موقعون مین بحسب اقتضای صلاحیت محل ظاہر
ہوتی جاتی ہین۔ اگر ذرا چشم بصیرت واکر کے دیکھا جاے تو واضح ہوگا کہ دوسری جملہ صفات
انسانیہ ان ہی دونون صفتون سے متولد ہین۔ اور یہی دونون صفتین اون کا منشا
ومبدا ٹہری ہین الغرض ان دونون صفتون مین جو فرق مابہ الامتیاز پیدا ہے بضمن صراحت
مدارج اُنس تفصیلاً معلوم کرایا جاے گا اور وہ محال عقلی بھی نہ ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ لیکے
مگر تدبّر وامعان نظر شرط ہے۔ چونکہ ان نکات کے سمجھہ کا میدان بہت ہی تنگ
ہے لہذا امید ہے کہ ناظرین ابھی سے گھبرائین نہین اور مضمون ملاحظہ فرماتے
جائین۔ المختصر جب ہر طرح سے معلوم ہو گیا کہ نفس انسان ان دونون جلیل صفتون
سے متصف ہے تو آیندہ کسی دوسری تاویل وتسویل کا اس مین دخل بھی باقی نہین رہا
ہر راے رزین وعقل وزین کا اقتضا یہی ہے کہ جو لفظ ذومعنیین واقع ہو اور اوس کا
محل استعمال بھی دونون معانی کو پیدا کر سکتا ہو بالضرور اوس موقع ومحل مین ہر دو معنی لیئے

جائین گے نہ آنکہ ایک ہی معنی پر زور دیا جاوے اور دوسرے کو چھوڑ دین لیس اسی مناسبت کلی لفظی و معنوی کے لحاظ سے اولا مقدمہ کتاب مین انہین دونون صفتون سے بحث کی گئی ہے یعنی

**شَرَفُ الْاِنْسَانِ بِالصِّفَتَیْنِ اَلصِّفَۃُ الْاُوْلیٰ اُنْسٌ وَّ اَلصِّفَۃُ الثَّانِیَۃُ نِسْیَانٌ**

واضح ہو کہ یہہ دونون صفتین حضرت انسان مین بمنزلہ دو گوہر کے ہین اور انسان کو ان دونون گوہرون کی بڑی بہاری ضرورت ہے اور یہہ دونون ایسے قیمتی گوہرین کہ اپنے آپ تاب کی آپ ہی نظیر و مثیل سمجھے جاتے ہین بصیرت قاصرہ کا کمزور اور جہلا ہوا آئینہ الٹا ہی دونون گوہر بیجہا اشغال کی جہلکتی ہوئی روشنی کے اقتباس سے بجائے خود قائم ہو کر اخلاق ذمیمہ کی تند ہوا کے جہوکون سے گزند سے اپنی عزیز اور پیاری ہستی کو محفوظ و قائم رکہہ سکتا ہے - اور بصیرت کاملہ کے اعلی درجہ تک پہونچکر قوم پر بہی اپنی اخلاقی شعاع کا اثر ڈال سکتا ہے -

مخفی نرہے کہ لغت مین اُنس کے معنی الفت گرفتن اور نسیان کے فراموش کردن کے ہین اور یہہ دونون صفتین بمنزلہ قرآن السعدین کے ہین اور اعلی محاسن و مصالح صوری و معنوی پر مبنی ہین - بشرطیکہ انسان اون کی قدر و منزلت کرے اور برمحل اون کو کام مین لاکر اپنے فطری کمالات و علوم تربیت کو سمجہے -

واضح ہو کہ ہر ایک صفت ان دونون صفتون سے اپنے اپنے محل و موقع پر ایک ایک نیا نتیجہ اخلاق انسانی و کمال روحی کا پیدا کرتی ہے اس اجمال کی یہ تفصیل ہے کہ صفت اُنس بوجہ پیوستگی بخلق راجع بخلق ہے - اور صفت نسیان[1] بوجہ پیوستگی بحق

[1] یعنی نسیان عن الخلق و رجوع الی الحق -

راجع بحق ہے - یہان پر ہمارے ناظرین کو سخت تشویش پیدا ہوگی کہ نسیان کی نسبت
حق کے ساتھ کیسی اور یہ تعجب خیز امر ہے حالانکہ نسیان کی مذمت آئی ہے جیسا کہ
کہا گیا ہے الانسان[1] مرکب من الخطاء والنسیان مین امید کرتا ہون کہ تھوڑی دیر کے لیے اس
تشویش و خلل کو الگ کرین اور بیان سماعت فرمائین جس کے بعد خود بخود تشویش رفع ہوجاے گی کہ دعوے
بے دلیل و حجت نہین ہے قبل اس کے کہ مین صفت نسیان کی حول ولتعریفہا مین آئندہ چل کر کچھ
بیان کرون ایک مختصر اور دلچسپ بحث پیش کرنا چاہتا ہون جس سے میرے بیان کا صحیح نتیجہ نکل آے گا اور معلوم
ہوجائے گا کہ نسیان کیا چیز ہے اور کس محل مین محمود اور کس موقع مین مذموم متصور ہے -
الغرض یہ جملہ یعنی الانسان مرکب من الخطاء والنسیان جس مین محض مذمت
انسان بیان کی گئی ہے نہ نص قرآنی ہے نہ حدیث نبوی بلکہ ایک مقولہ ہے جس پر
کوئی کافی وثوق نہین ہوسکتا - جس بنا پر کہا جاسکے کہ نسیان بر من کل الوجوہ سواے مذمت
کے کسی مدحت کا اطلاق نہین آسکتا - ہر نکتہ مقامے و ہر سخن محلے دارد -
اس کے بعد آپ آپ معلوم فرمائین - کہ اللہ جلشانہ نے حضرت انسان مین جو مجموعی صفات

---

[1] یعنی انسان مرکب ہے خطا و نسیان سے اس جملہ کے معنی کچھ سمجھ مین نہین آتے کیونکہ اگر اس سے
یہ مراد لی جاے کہ بدن انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے یا ترکیب حقیقۃ انسانی اس سے مراد ہے
تو اصول حکمت سے بالکل باطل ہے کیونکہ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ بدن انسان اربعہ عناصر سے مرکب
ہے اور حقیقۃ انسانیہ حیوان ناطق ہے معلوم نہین کہ یہ جملہ کیونکر مشہور ہوگیا جو مستند ٹھہرا لیا
گیا ہے

پیدا کئے ہین خواہ ہم اون کو مدح سے تعبیر کرین یا ذم سے بیکار و عبث نہین ہین۔
بلکہ ہر ایک صفت بر سر کار و مخصوص بحکمت و ضرورت خاص رکھی گئی ہے جس سے
قدرتی مقصود یہ ہے کہ اوس سے وہی کام لیا جاے جس کے لئے وہ موضوع ہوئی
ہے۔ مثلاً غصہ و غضب وغیرہ وغیرہ جو بظاہر صفات ذمیمہ انسانیہ اور شر سے تعبیر کئے
جاتے ہین کیون اور کس وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ خاص صرف یہی ہے کہ بر موقع
اون کا استعمال نہین کیا جاتا اور جہان اون کے وضع کا محل ہے وہین رکھے نہین جاتے
اور اسی وجہ سے جب کبھی اون کی وضع مین افراط و تفریط واقع ہوتی ہے تو ہم اون کو
ذم سے تعبیر کرتے ہین۔ اور جب ہم اون کو برمحل استعمال کرتے ہین تو مدح سے منسوب
کرتے ہین جیسا کہ نفس حریص شوم پر قہر و غصہ کرنا بہت ہی محمود و برمحل تصور کیا جاتا ہے
نہ مذموم و بےمحل۔ اور علےٰ ہذا بغض حسد محمود متصور ہے نہ مذموم جب یہ حالت ہے
تو ہم مجموعی صفات انسانیہ مین جو مدح و ذم کا امتیاز کرتے ہین اور انسانی جذبات و فطری
ملکات کو اپنے تمدنی و اخلاقی تعلقات کے موافق یا مخالف خیال کرتے ہین صرف محل موضوع
وغیر موضوع کی وجہ سے نہ بوجہ دیگر۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ جملہ صفات انسانیہ کا خالق حضرت
حکیم مطلق جلت عظمتہ ہے اور حکیم مطلق کا کوئی فعل معاذ اللہ عبث و بیکار نہین ہو سکتا۔
تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً اور خود اللہ جلشانہ[۱] قرآن مکرم مین ارشاد فرماتا ہے

---

[۱] قہر و جبر صفات جلالیہ ہین اور رحم و حلم صفات جمالیہ اور انسان ان دونون کا مظہر ہے لہذا انسان سے ہر دو صفات
تقضاے و تخالف کے احکام و آثار دفعتاً دفعتاً ظاہر ہوتے رہتے ہین۔

افحسبتم انما خلقناکم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون اور جب انسان عبث نہین پیدا کیا گیا تو اوس کے صفات و ملکات بھی مجموعاً خواہ ہم اون کو فاضلہ[ه] سے تعبیر کرین یا رذیلہ سے بنص صریح عبث و باطل نہین ہوسکتے - اور اسی بنا پر ہمارا مضبوط عقیدہ ہے

---

[ه] ملکہ اوس قوت کا نام ہے جو حصول شئے کے متعلق ذہن مین پیدا ہوتی ہے یا یون کہا جاے کہ کسی کام کے کرنے کی قدرت جو طبیعت مین متمکن ہے اوس کا نام ملکہ ہے اب بیان سے کسی قدر اون ملکات کی صراحت اور اون کا جواز استعمال بھی برموقع بتایا جاتا ہے جن کو رذیلہ سے تعبیر کرتے ہین بشرطیکہ خیریت نیت کے ساتھ ہو اور جو کوئی اون ملکات سے بخیریت نیت مصداق انما الاعمال بالنیات برموقع حصہ لے گا البتہ بلحاظ ظہور نتایج خیر وہ جملہ جذبات ملکات فاضلہ کی حد مین داخل ہوکر اوس کے عامل کو ثواب عظیم پہونچا سکین گے خیریت نیت کے یہ معنی ہین کہ بال برابر اوس مین نفس امارہ کا دخل نہو مین اس کی تقسیم کے لئے بعض ملکات کی صراحت حسب ذیل بیان کرنا چاہتا ہون - اور اس کے ضمن مین جو نکات و غوامض اون مین رکھے ہوئے ہین اون کو بھی بصراحت بیان کرون گا کہ واضح ہو کہ حسد منجملہ ملکات انسانیہ ایک ملکہ ہے جس کی دو جہتین ہین اور ایک دوسرے سے بلحاظ ظہور نتایج متغائر و متغایر ہین اون دونون جہتون مین ایک کا رجحان اعلیٰ کی طرف ہے اور دوسری کا میلان اسفل کی جانب جو جہت اعلیٰ سے تعلق رکھتی ہے وہ روحی فعل کا نتیجہ ہے جو خطرۂ رحمانی سے معتبر ہے اور جو اسفل سے متعلق ہے وہ نفس کا فعل ہے جو خطرۂ نفسانی و وسوسۂ شیطانی سے نسبت رکھتا ہے - جہت اعلیٰ مین توفیق خیر و ہدایت اللہ کا دخل ہے اور جہت اسفل مین نفس امارہ کا پورا اثر - اس کے بعد آپ معلوم فرمائین کہ حسد کی دو قسمین ہین - ایک حسد حقیقی اور دوسرا حسد غیر حقیقی - جو حسد حقیقی ہے اوس مین زوال نعمت کی بالطبع خواہش و تمنا موجود ہے جو مذموم محض ہے جس کی قطعی ممانعت کی گئی ہے اور ایسا حسد جہت اسفل سے متعلق ہے اور اس مین بھی کچھ شبہہ نہین کہ حسد حقیقی انسان کی نیکیون کو برباد کر دیتا ہے اور ایسا حاسد خلق خدا کے نزدیک ذلیل و خوار رہتا ہے - چنانچہ اسی حسد حقیقی کی نسبت حدیث شریف مین بجید مذمت واقع ہوئی ہے یعنی آپ کا ارشاد ہے کہ الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب یعنی آتش حسد خرمن حسنات کو جلا دیتی ہے جیسا کہ آتش ہیزم کو

کہ خیر و شر منجانب اللہ ہین اور اون کا امتیاز ہمین اون کے محل موضوع و غیر موضوع
سے حاصل ہوتا ہے کہ فلان موقع و محل مین اوس نے یہ کیفیت ظاہر کی اور فلان محل
مین اوس صفت نے یہ صورت پیدا کی جب ہم اپنے جذبات و ملکات سے پابندی

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) کہلاتی ہے اور حسد غیر حقیقی جس کی جہت اعلی ہے بالکل اون برائیون سے متزا و مبرا ہے جو حسد حقیقی
مین پیدا ہوتی ہین یعنی اس کی جہت اعلی مین زوال نعمت کا مادہ بالطبع موجود نہین ہے مثلاً کوئی شخص اسباب کی خواہش و
تمنا کرے کہ فلان نعمت و فراغت جو فلان شخص کو حاصل ہے اوسی طرح مجھے بھی ملے تا اپنی معاشرت مین بقدر کفاف
مدد حاصل ہو تو یہ تمنا جو بے خواہش زوال نعمت ہے جائز و محمود ہے اور اہل حدیث نے اس کو غبطہ سے تعبیر کیا
ہے یعنی رشک سے مراد لی ہے اور اوس کی حرص کو منافسہ سے موسوم فرمایا ہے - چنانچہ اس بیان کی تائید
مین ایک دوسری حدیث شریف وارد ہو چکی ہے جو ذیل مین بیان کی جاتی ہے یعنی لاحسد الا فی اثنتین
رجل اٰتاہ اللہ مالا فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق ورجل اٰتاہ الحکمۃ فھو یقضی بھا
ویعلمھا پس اس سے معلوم ہوا کہ جس حسد مین نفس امارہ کا دخل ہے وہ جائز نہین ہے اور جس مین نفس امارہ
کا دخل نہین ہے وہ جائز ہے لیکن ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض موقعون مین بخیریت نیت و حسن ارادت حسد حقیقی بھی جائز
و درست ہو جاتا ہے مثلاً اعداء دین کو کوئی نعمت و فراغت دنیاوی ہی اور منعم اوس نعمت کو کفر و شرک و معاصی اللہ کا مین صرف کرتا ہے تو اوس کی
نسبت حسد حقیقی کا چاہنا بھی درست ہے اور مستثنی کیا گیا ہے (غبطہ سے) اور یہ محمود و متصور ہے نہ مذموم وجہ یہ ہے
کہ زوال نعمت اوس شخص کی چاہنے سے درحقیقت کفر و شرک و معاصی اللہ کا استیصال مقصود ہے نہ نفس
نعمت کا زوال - پس اس صورت مین دونون حدیثون مین معاذ اللہ کوئی تعارض بھی پیدا نہین ہے حدیث اول حسد حقیقی
کی مذمت مین وارد ہوئی ہے اور حدیث دوم حسد غیر حقیقی کی تعریف مین اب ملاحظہ فرمائیے کہ ایک ہی ملکہ کہین بلکہ فاصلہ کا نتیجہ
پیدا کرتا ہوا کہیں اوس سے ملکہ ردیہ کا ثمرہ ملتا ہے جو ارباب بصیرت و حکمت ہین اس موقع مین وضع الشئی فی موضعہ و وضع الشئی فی غیر موضعہ کے معنی کو خوب
سمجھ سکتے ہین اگر یہ کلمہ مین ہوتا تو کیونکہ ہم اوس سے وضع الشئی فی غیر موضعہ مین کام لے سکتے اسی مین دوسرے ملکہ کی طرف
متوجہ ہونا بہ الشیم ہو کہ (بعض) بھی ایک ملکہ ہے جس کو ردیہ سے تعبیر کرتے ہین اس کی بھی دو جہتین ہین جس

وضع الشئی فی موضعہ کام لین گے تو ہمارا فعل خیر کے ساتھ منسوب ہوگا اور جب ہم
اون سے وضع الشئی فی غیر موضعہ مین کام لین گے تو ہمارا فعل شر سے تعبیر کیا جاوے گا
یہ عجیب باریک نکتہ ہے ملاحظہ فرمایا جاوے - کہ نفس عبادت بھی محض [illegible] فہم [illegible]

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) اور بیان کی گئین چنانچہ اسی بنا پر فرمایا گیا ہے والحب فی اللہ والبغض فی اللہ
من الایمان یعنی اللہ کی راہ مین دوستی رکھنا اور اللہ کی راہ مین دشمنی رکھنا دونون ایمان کی [illegible] اور ایمان
کی نشانیان ہین اور یہ دونون امر خطرات رحمانی سے متعلق ہین اور اسی طرح ایسی جائز و مشروع حالتون کے اجزا
و امضا مین کوئی مانع و مزاحم ہوتا ہے تو اوس کو غصہ سے دفع کرنا درست اور ایسے معترض و مزاحم پر غصہ کرنا محمود
مقصود ہے مذموم نہ ۔ اللہ جلشانہ نے انسان مین جو غصہ پیدا کیا ہے بے وجہ نہین ہے کیونکہ غصہ ایک
ہتھیار ہے جس سے امور دینی اور دنیاوی کی حفاظت و صیانت بخوبی ہوسکتی ہے بشرطیکہ نفس امارہ کا اوس مین
دخل نہ ہوا اور اعتدال سے کام لیا جاوے جو بشر سے علاقہ متعلق ہے ۔ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام
بھی غصہ فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ کا ارشاد سراسر رشاد یہ ہے کہ اغضب کما یغضب البشر یعنی مین
غصہ کرتا ہون جس طرح کہ آدمی غصہ کرتے ہین اور ساتھ ہی اوس کے آپ کا یہ ارشاد ہے کہ قسم ہے اوس خدا
کی جس نے مجھے رسول برحق کرکے خلق کی طرف بھیجا ہے اگر مین غصہ بھی ہوتا ہون تو سوا ے حق بات کے
میری زبان سے کچھ نہین نکلتا یاد رہے کہ غصہ آپ پر غالب نہین تھا بلکہ مغلوب محض تھا ماشاء اللہ وضع الشئی
فی موضعہ کا بھی کیا عمدہ نتیجہ ملتا ہے - اگر یہ ملکہ ہم مین نہ ہوتا تو کیونکر ہم اوس سے برموقع کام لے سکتے ۔
اب مین تیسرے ملکہ کی صراحت کرنا چاہتا ہون (جھوٹ) بھی ایک ملکہ ہے ملکات انسانیہ سے جس کی
مذمت بیحد آئی ہے اس کی بھی دو حیثیتین ہین اور اسی بنا پر بعض خاص حالتون مین جھوٹ بولنا مصلحۃً رو سے
حکمت ایمانی درست ہے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تین مقام مین جھوٹ بولنے کی
اجازت دی ہے ایک لڑائی مین کہ اپنے ارادہ سے دشمن کو آگاہ نہ کرایا جاوے کہ الحرب خدعۃ وارد ہوا
واقع ہے - دوسرا اگر دو مسلمانون مین صلح کرانا چاہین تو ایک دوسرے کی طرف سے نیک بات کہے اگرچہ اون

ہے جب تک کہ ہم اوس کو کسی خاص محل سے متعلق نہ کرین اوس کے ممدوح یا مذموم
ہونے پر گمان تک نہین کرسکتے اس کی صراحت یہ ہے کہ اگر عبادت بت کے
واسطے کی جاتی ہے تو اوسے ذم سے نسبت دیتے ہین اور اگر خدا کے لئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) دونون سنے نہ کہی ہو جس سے مقصود جھوٹ بولنا نہین ہے بلکہ اون دونون
کی کدورت و ملادت قلبی کو دور کر کے دونون کو ملا دینا مطلوب ہے تیسرا[۳] وہ مقام ہے کہ جو شخص دو جورو دین
رکھتا ہو ہر ایک سے اس بات کے کہنے کا مجاز ہے کہ مین تجھی کو زیادہ چاہتا ہون تا دونون مین کوئی رنج
پیدا نہو اس سے مقصود یہ ہے کہ اوس کی معاشرت تنگ نہو اور جو توجہ اوس کی الی اللہ ہے اوس مین کوئی
تصور و خلل واقع نہو اور اس کے علاوہ خاص خاص حالتون اور موقعون مین بھی جھوٹ بولنا درست ہے بشرطیکہ اغراض
نفسانی و تقاضہ شہوانی اوس سے متعلق نہون حضرت سعدی اسی بنا پر فرماتے ہین کہ دروغ مصلحت آمیز
از راستی فتنہ انگیز - اور الحق ایسا ہی ہے کہ ہر ایک موقع مین حکمت ایمانی کا بڑا دخل ہے باوصف اس کے
کہ مصلحۃً بر رسے حکمت ایمانی بعض بعض خاص موقعون مین انسان جھوٹ بولنے کا مجاز گردانا گیا ہے لیکن ضرور
ہے کہ دل مین اوس سے سہمگارہ رہے تا اوس کا بڑا اثر دل کو خراب نہ کرے اور ایسے مقام مین جھوٹ نہ بولین
جس میں ایک ذیحق کا کتمان حق ہوتا ہو اور اس کو نقصان پہونچتا ہو اور ایسا فعل اُس ملکہ کی جہت اسفل کا نتیجہ پیدا
کرے گا جو نفس امارہ سے متعلق ہے اِس کے استعمال کے لئے وہی خاص خاص مواقع ہین جس کی
صراحت کسی قدر اوپر کی گئی ہے - اب مین چوتھے ملکہ کی طرف متوجہ ہوتا ہون تکبر ایک ملکہ ہے
ملکات انسانیہ سے اس کی بھی دو جہتین ہین جس طرح کہ اس کی مذمت آئی ہے ظاہر ہے مگر حدیث شریف
مین آیا ہے **التکبر مع المتکبر صدقۃ**[۴] یعنی تکبر کرنا تکبر کرنے والا کے ساتھ صدقہ ہے اس تکبر کرنے
سے مقابلہ متکبر مقصود یہ ہے کہ متکبر کا غرور ٹوٹے اور بندگان خدا سے پھر کبھی وہ تکبر نہ کرے اور اون کو
بے وقعتی و ذلت کی نگاہ سے نہ دیکھے اور سوا اس موقع و محل کے کسی دوسرے موقع مین تکبر کرنا جائز نہین
ہے ... بہت اشغال مین داخل ہو جائے گا جو مذموم محض ہے - مگر کفار سے تکبر کرنا بھی جائز ہے ... [illegible]

کی جاتی ہے تو اوسے مدح سے منسوب کرتے ہین ایک ہی فعل ہے جو بلحاظ موقعِ موضوعیت
غیر موضوعیت محل جو اوس کا منتسب الیہ ہے مدح و ذم کا نتیجہ پیدا کرتا ہے اور اون میں سے
ہر ایک کے حدود بھی جدا گانہ قائم ہو جاتی ہین - یعنی ایک کا عامل مرتکب اور دوسرے کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) پانچوین ملکہ کی صراحت کرتا ہون واضح ہو کہ (حرص) بھی ایک ملکہ ہے اِس کی بھی دو قسمین
ہین مگر نیک کامون مین حرص کرنا درست ہے چنانچہ اللہ جل شانہ قرآن کریم مین (حضور اقدس رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی رفیع شان مین) ارشاد فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم
حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم کہانتک ان ملکات انسانیہ کی کیفیت بیان کی جائے یہی حال
ہے کل ملکات کا - الغرض اس بیان سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی ملکہ خلقت انسانی مین بے کار و بے ضرورت
نہین رکہا گیا ہے اور نہ ہم کسی ملکہ کو تاوقتیکہ اوس کے محل وضع سے کسی ایک نتیجہ کو معلوم نہ کرلین اوسے
رویہ سے تعبیر کرسکتے ہین اور نہ فاضلہ سے ایک اور باریک نکتہ سماعت فرمائیے کہ جن کو ہم ملکات فاضلہ سے
تعبیر کرتے ہین جب برموقع اون کا استعمال نہین کیا جاتا ہے تو وہ بھی نتائج ملکات ردیہ پیدا کرتے ہین مثلاً
جود و سخا جو ایک ملکہ فاضلہ ہے اگر کوئی شخص خالصاً لوجہ اللہ اوسے استعمال نہ کرے بلکہ اپنی ناموری کا خیال
اوس سے وابستہ ہو تو مذموم ہے نہ مذموم محض کیونکہ بوجہ اعتنائے حاجت ایک شخص
کے اوس کا فعل خیر کے ساتھ ہی تعبیر کیا جائے گا لیکن اوس پایہ سے نیچے گرا ہوا ہوگا جو خالصاً لوجہ اللہ کے
غیر ریکاات اوس سے حاصل ہوسکتی نہین بلاحظہ ہو کہ شجاعت جو ایک شریف ملکہ انسان مین ہے لیکن جب نفس امارہ
کا اوس مین دخل ہوتا ہے تو وہ بھی بڑا نتیجہ پیدا کرتا ہے - ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی علیہ السلام سے ایک
پہلوان گبر لڑ رہین جو پہاڑ اور چاہتے تہے کہ خالصاً لوجہ اللہ تلوار اوس کے گلے پر رکھ دین اوس کافر نے آپ
کے روئے مبارک پر تہوک دیا جس سے آپؑ کے نفس کو تہوڑی جنبش ہوئی فوراً آپ ہٹ لے اوسے چہوڑ دیا
اور الگ ہوگئے جس کے بعد وہ شرف اسلام سے مشرف ہوگیا حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس اللہ
سرہ العزیز نے مثنوی شریف مین اس حکایت کو نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے جسکے بعض اشعار

ملتا ہے بن جاتا ہے۔ اسی طرح تمام صفات متضادہ اور تاثیرات جملہ اشیاء مختلفہ کا
یہی حال ہے ملاحظہ فرمایا جاوے کہ بعض صعب و مزمن امراض میں زہر ایک کے
لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اور دوسرے کے لئے مضر و قاتل ہے بات یہ ہے کہ اوس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) جو بہت ہی دلچسپ ہیں ذیل میں گزارش کئے جاتے ہیں دیوان

او خدو انداخت بر روی علیؑ — افتخار ہر نبی و ہر ولی
در زمان انداخت شمشیر آن علیؑ — کرد او اندر غزایش کاہلی
گفت بر من تیغ تیز افراشتی (اے پہلوان) — از چہ افگندی مرا بگذاشتی
گفت من تیغ از پئے حق میزنم (اے علی) — بندۂ حقم نہ مامور تنم
شیر حقم نیستم شیر ہوا — فعل من بر دین من باشد گوا
چون خدو انداختی بر روی من — نفس جنبید و تبہ شد خوی من
نیم بہر حق شد و نیمے ہوا — شرکت اندر کار حق نبود روا
گبر این بشنید و نورے شد پدید — در دل او تا کہ زنارے برید
گفت من تخم جفا میکاشتم — من ترا نوع دگر پنداشتم
من غلام آن چراغ چشم جو — کہ چراغت روشنی پذیرفت ازو
عرضہ کن بر من شہادت را کہ من — مر ترا دیدم سرافراز زمن

پس معلوم ہوا کہ نفس امارہ کو کل ملکات میں دخل ہے جب ہم ہر ایک ملکہ سے برموقع کام لیں گے تو البتہ
وہ ملکہ ملکۂ فاضلہ ہی سے تعبیر کیا جاوے گا ورنہ رذیلہ سے ساری خرابیاں وضع الشی فی غیر محلہ کی عدم پابندی
سے ہر ایک ملکات میں پیدا ہوتی ہیں لاغیر پس انسان کو ہمیشہ ایسا خیال کرنا چاہیے فافہم منہ

وضع کا محل ٹھیک اور موضوع ہو ورنہ ضرور اوس محل سے شر پیدا ہوگا وقس علی ھذا
الی غیر النہایۃ فی کل اشیاءٍ وافعال واعمالٍ - عموماً شرائع اور خصوصاً ہماری

شریعت مطہرہ اسی بات کے لئے مقرر ہوئی ہے کہ وضع الشئی فی موضعہ پر عمل کرنے کی تعلیم پورے طور پر کی جاوے اور بندگان خدا کو سیدہی اور سچی راہ کل عبادات واعتقادات واستعمالات اشیاء مین بتائی جاوے اور اونمین افراط وتفریط سے روکے مین اس مضمون وضع الشئی فی موضعہ وفی غیر موضعہ کی صراحت بضمن بیان اخلاق اسی رسالہ مین آیندہ چل کر کچھہ بیان کرونگا انشاء اللہ تعالے جسکے ملاحظہ سے ناظرین کو حظ وافر حاصل ہوگا - الغرض نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ خیر وشر دو اعتبار محض ہین جن کا امتیاز محل موضوع وغیر موضوع سے حاصل ہوتا ہے اگرچہ اس کی بحث بہت طویل ہے لیکن مین بنظر تطویل اسی قدر بیان پر یہان اکتفا کرتا ہون اور رفع شبہہ ناظرین کے لئے کافی ووافی سمجھتا ہون اور جب صورت حال یہ ہے تو ہم نسیان کو ذم کے ساتھہ ہی کیون مخصوص ومعین کردین اور اوسے کیون بیکار محض بنادین بلکہ بلحاظ موقع ومحل اوسے مدح وذم دونون سے تعبیر کرنا چاہیئے

| نہ ہر جاے مرکب توان تاختن | کہ جاہا سپر باید انداختن |
|---|---|

پس نفس نسیان کو تاوقتیکہ ہم اولاً اوس کے محل وضع سے کسی ایک نتیجہ کو معلوم نہ کرلین اوسے مدح سے منسوب کر سکتے ہین اور نہ ذم سے اس کافی تشفی کے بعد مین عرض کرتا ہون کہ آیندہ چل کر جس محل مین مینے نسیان کو بتایا ہے اور اوس کی بہت

کچھہ تعریف بھی کی ہے اور وہ دائرہ ذم سے نکل کر کس درجہ کے حصن حصین مدح مین پناہ لیا ہے اگر بغور ملاحظہ فرمایا جاے گا تو میرے بیان کی پوری تصدیق ہوگی اور ہر عقل سلیم اوسے رد نہ کرے گی ہر ذی ہوش انسان کو ضرور ہے کہ جو آثار اوس کے نفس پر مترتب ہوتے ہین اون کے مبادی و مقدمات کو ڈھونڈے اور پھر غور کرے کہ یہ آثار و احکام جو اوس پر ظاہر ہوتے جاتے ہین کس لئیے اور اس سے قدرتی تعلیم وہدایت کیا ہو رہی ہے اور جملہ جذبات وملکات انسانیہ حضرت انسان کی توجہ کو کس طرف معطوف کرانا چاہتے ہین چونکہ انسان مجموعاً ایک کرشمۂ قدرتی اور لطیفۂ ربانی واقع ہوا ہے ۔ لہذا انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے جذبات وملکات سے ہمیشہ وضع الشی فی محلہ سے حکم لیتا جاے اوسے اپنے روحی کمالات کی ترقی کے لیئے اپنے وجود سے باہر قدم رکھنے کی کوئی ضرورت ہی نہین ہے ۔ اوس کی ہیئت اجتماعی جو تمامی ملکات وجذبات سے مملو ہے اوس کے گھومنے اور سفر کرنے اور گوہر حقایق ومعارف کو پانے کے لئے کافی ہے ۔ بشرطیکہ وہ اِس طرف توجہ کرے اور تدبر وتفکر کو کام مین لاے ۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے **مصرعہ** از خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی ✢ انسان اپنی صفات وجذبات وملکات سے صفات کمالیہ ذات حضرت واجب الوجود تعالے شانہ کو بھی پہچان سکتا ہے چنانچہ خود اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے وفی انفسکم افلا تبصرون ہمارے نفوس مین جو نشانیان اوس کی معرفت کی ودیعت کی ہوئی ہین وہ ہمین اپنے روحی کمالات کے وسیع میدان مین قدم رکھنے کے لئے کافی ہین

اور ان آیات بینات کے ذریعہ سے ہم اپنی ترقیات کے وسیع دائرہ کی بہت دور تک سیر کر سکتے ہین فافہم و اعمل -

اب مین نسیان کی تعریف مین تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہون تا معلوم ہو سکے کہ وہ کیا چیز ہے اور کس کیفیت و حالت کا نام ہے - ارباب خبرت پر مخفی نرہے کہ نسیان سے مراد ذہول نفس ہے خواہ ذہول نفس عن الحق ہو یا عن الخلق اگر ذہول نفس عن الخلق و رجوع نفس الی الحق ہے تو اوسے نسیان محمود سے تعبیر کرین گے جس کا نتیجہ حصول انوار جمال و جلال ہے اور اگر ذہول نفس عن الحق و رجوع نفس الی الخلق ہے تو اوسے نسیان مذموم سے منسوب کرین گے جس کا نتیجہ کفر و ضلال و نکال و وبال ہے - اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ایک جانب نفس کو ذہول ہوتا ہے تو دوسری جانب اوس کی توجہ خواہ نخواہ معطوف ہو جاتی ہے - اِس کی مثالین صدہا ہین اور اِس کے متعلق جو آثار کہ ہم پر مترتب ہوتے جاتے ہین اوس سے ہمین اِس کا پتہ ملتا ہے یعنی جو کیفیات و حالات متواردہ نفس ہین جب ہم اپنی قوت مدرکۂ ممیزہ سے کام لے کر دیکھتے ہین تو برابر برابر ہمین اون کا احساس و معائنہ بھی ہوتا جاتا ہے یہان پر ایک اور دقیقہ نازک یہ ہے کہ جس کا نام ہم نسیان رکھے ہین درحقیقت وہ عین اُنس ہی ہے جس کو ایک خاص محل و موقع مین لباس نسیان پہنایا گیا ہے

| گم شد سر رشتہ وحدت ز جوش اختلاف | | کثرت نقش قدم پنہان نسازد جادہ را |
|---|---|---|

الغرض جب مونس کو صرف خلق سے ہی تعلق ہے اور خالق کو بھولا ہوا ہے تو اوسے

ناسی اللہ کہین گے حالانکہ جس نے اوسے خلق کی طرف رجوع کیا ہے وہ عین انس ہی ہے مگر مذموم جس کو بمقابلہ اُنس حق نسیان مذموم سے تعبیر کرین گے۔ اگر نسبت انس کو صرف حق سے ہی اُنس ہے اور خلق سے نسیان تو اوسے محب اللہ کہین گے اور اوس نسیان خلق کو جو فی الحقیقت عین اُنس حق کی کیفیت و حالت ہے نسیان محمود سے تعبیر کرین گے۔ یہ عجیب و غریب اُلٹ پھیر ہے۔ ایک اور لطیف نکتہ سماعت فرمائیے کہ جب انس کو علی وجہ الکمال غلبہ ہوجاتا ہے تو وہ اپنے مرکز اصلی پر بلاکمیت و کیفیت جاکر ٹھہر جاتا ہے اور یہ ایک خاص حالت نفس انسان کی ہے اور اعلی مرتبہ حُب محب یا محبوب سے متعلق جس کے بعد اس مرتبہ مین نہ انس کا ہی حکم لگایا جاسکتا ہے اور نہ نسیان کا بلکہ یہ دونون اعتبار وہان ساقط ہوجاتے ہین۔ الغرض انس و نسیان ایک دوسرے مین مندرج و مندمج ہین واضح ہو کہ جس قدر عوالم کا ظہور ہوا ہے اور اون کی شعبدہ بازیان اور جلوہ آرائیان ہمین دکھائی دی رہی ہین اون سب کا سر منشار و مبدار خاص حُب ہی ہے اور اوسی کی یہ سب کارسازیان اور کرتب ہین ؎

| درازل از خم عشقش تہ جرعہ دردادند | | زان فلک چرخ زنان گشت زمین مست افتاد |
|---|---|---|

لَوْلَا الْحُبُّ مَا ظَهَرَ مَا ظَهَرَ فَمِنَ الْحُبِّ ظَهَرَ وَبِالْحُبِّ ظَهَرَ وَالْحُبُّ سَائِرٌ

فِيهِ بَلْ هُوَ الْحُبُّ كُلُّهُ

پس اس سے ثابت ہوا کہ ایک ہی صفت اُنس ہے جو اپنے مراتب مُستقر یہ و مُستقر لیعنی بحسب مواقع و محال کہین نسیان محمود اور کہین نسیان مذموم سے موسوم ہوتی جاتی ہے چونکہ یہ مسئلہ نہایت دقیق واقع ہوا ہے لہذا اسکا

اور صاف کرنا نہایت ضروری معلوم ہوا - تاکوئی شبہہ باقی نرہے - مخفی نرہے کہ
نفس انسان کی دو حالتین ہین - ایک ذہول نفس کی اور دوسری وجدان نفس کی -
جب ہم عقلاً و نقلاً اس بات کو تسلیم کرچکے ہین کہ نفس انسان جملہ ملکات وجذبات
کا مظہر تامہ ہے اور یہ بہی ظاہر ہے کہ ہر ایک جذبہ و ملکہ کا ظہور بوقت واحد او سوقت تک
نہین ہوسکتا کہ جب تک توجہ نفس تہوڑی دیر کے لیے ایک سے منقطع اور دوسرے
کی طرف منعطف نہ ہو - پس نفس کو جس حالت کے ساتہہ قطع تعلق ہوتا ہے
اوسی قطع تعلق کا نام ذہول نفس ہے اور اوس کے بعد جس طرف نفس کی توجہ
معطوف ہوتی ہے اوس کا نام وجدان نفس ہے - پس نفس کی توجہ جس طرف
سے اوٹہہ جاے گی اوسے صفت نسیان سے اور جس طرف معطوف ہوگی اوسے
صفت اُنس سے تعبیر کرین گے حالانکہ جسنے نفس کو حالت اولیہ سے پہیر کر حالت
ثانویہ کی طرف مائل و رجوع کیا ہے وہ عین انس ہی ہے - اس سے نتیجہ یہ پیدا
ہوا کہ انبعاث و احداث نسیان کا باعث و موجب انس ہی ہے یعنی انس ہی سے
نسیان حاصل ہوا ہے اور نسیان اُنس ہی کا ایک پرتو ہے پس اس صورت مین صفت
انس حقیقی اور صفت نسیان اعتباری و عارضی قرار پائی جو نسبت اصل و فرع مین پیدا ہے
اوسی کے قریب قریب ان دونون صفتون مین بہی ایک باریک امتیاز ہے - تعلقات
کثیرہ سے جو نفس انسان کو ایک مرتبۂ خاص مین نسیان محض ہو جاتا ہے اور ایک ہی
جانب اوسکی توجہ معطوف ہوتی ہے در حقیقت وہ غلبۂ اُنس کا نتیجہ ہے - الغرض

یہ دونون ایسی خاص حالتین ہین کہ عند النظر والعقل معلوم ہوسکتی ہین۔

واضح ہو کہ شدت اُنس شدت نسیان کو پیدا کردیتی ہے اور شدت نسیان شدت انس کو اس کا ثبوت خود حکایت ذیل سے ملتا ہے کہ جب مجنون سے پوچھا گیا کہ لیلیٰ کہان ہے اوس نے جواب دیا کہ انا لیلیٰ۔ بات کیا تھی کہ غلبہ اُنس لیلیٰ سے نفس مجنون کو صورت خارجیہ لیلیٰ سے ذہول محض ہوگیا تھا اور باطن مجنون نے بوجہ استیلاء اُنس لیلیٰ رنگ لیلیٰ پکڑ لیا تھا یہ عجیب کیفیت وحالت وجدانیہ ہے کہ ایک جانب سے تو نفس مجنون کو صورت خارجیہ لیلیٰ سے ذہول محض اور دوسری جانب سے حقیقت لیلیٰ کا وجدان بات کیا ہوئی کہ عشق لیلیٰ نے مجنون کو فنا کرکے لیلیٰ کو اوس کی جگہ بٹھادیا تھا یہ وہ فنائے علمی ہے کہ عاشق علماً فانی اور معشوق باقی۔ یعنی یہ وہ پرزور تصور ہے کہ پیکر مادّی بھی اوس سے متاثر ہو کر رنگ وحدت حقیقی پا دنیا سب جس کے بعد عاشق ومعشوق ایک دوسرے کا آئینہ بنکر وحدت حقیقی کے مزے اوڑاتے ہین اور اپنے آپ مین ایک دوسرے کا مشاہدہ حقیقی طور پر کرتے جاتے ہین اور یہ اوسی وحدت حقیقی کا اثر ہے جسکی ہستی سادہ پر ہزار ہا صور عالم جلوہ گر ہین سبحان اللہ یہ عجیب بھید اور عجب قدرتی کرشمہ ہے کہ پاے ادراک کو اس موقع پر لغزش ہوتی ہے۔ الغرض نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ جہان شدت نسیان ہوگی وہان شدت انس بھی پیدا رہے گی۔ اگر ان کیفیات متواردہ نفس کے لحاظ سے ایک دوسرے کا عین قرار دین تو ناموزون نہین ہے بلکہ عین انصاف ہے جس کا کافی ثبوت مجنون کی اوس کیفیت سے

مل چکا ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا - جو حضرات اندراج الشی فی الشی کے مسئلہ سے خوب
واقف ہین وہ اِس معاملہ کو بھی خوب سمجھ سکتے ہین فتامل -

آب مین اپنی تقریر اِبطلان کی طرف روے سخن کو پھیرتا ہون اور اُنس و نسیان کی تعریف
اور اوس کے مدارج بیان کرنا چاہتا ہون -

مخفی نرہے کہ صفت اوّل یعنی اُنس کے عملی نتایج سے کل افراد انسانی کو بالاظہار و
الامتیاز حِصّہ مل سکتا ہے یعنی اوس کے فیاض اثر سے کل افراد انسانی بحسب
قابلیات ذوات متاثر ہو کر اوس کے مدارج متفاوتہ کو ظاہر مین بھی امتیاز کر سکتے ہین اور
دوم یعنی نسیان سے جس کی تکمیل کا قرعہ بنام انسان کامل ڈالا گیا ہے بالاخفار و بلا
امتیاز کل افراد عالم کو اوس کے روحی فیضان سے حِصّہ مل سکتا ہے - یعنی اگر یہی
انسان درجہ انسان کامل کو پہنچنے کے بعد بمشیت ایزدی کسی معنوی خدمت پر مامور
ہوتا ہے تو تنظیم مکوّنات و موجودات کے چرخ کا شایستہ محور بھی بن جاتا ہے جس طرح
کہ سنت اللہ جاری ہے یعنی ہر بلاد و امصار مین ایک ایک قطب وقت ہوتا ہے
اور ہر زمانہ مین ایک قطب الاقطاب مقرر فرمایا جاتا ہے اور فیضان ربوبیت بواسطہ
قطب الاقطاب کل اقطاب زمانہ پر منقسم ہوتا ہے اور وہ فیض منقسمہ بذریعہ
قلوب اقطاب تمامی اقصاے عالم مین پھیلتا جاتا ہے اور کل افراد عالم اوس سے
معناً مستفیض ہو کر طاہرین ہو جاتے ہین ولعریب جلوہ آرائیون کا خوبصورت نقشہ اور جوبن دکہائی جاتے
ہین عقل سلیم بھی بتصدیق نظیر و تمثیل قانون ظاہری دنیاوی اسباب کو تسلیم کرتی ہے اور

ہمین یقین دلاتی ہے کہ کسی معنوی قانون کا پابند ہو کر حکم ہی ہوسا لطا افراد کاملہ عالم ایجاد مین
ضرور جاری ہے - اور اسی بنا پر نظم عالم کا پہیہ ایک صحیح اصول پر برابر برابر پہرتا جاتا ہے
اور اس معنوی قانون کے تحت کرۂ شمس کی تیز شعاعون کا اثر عالم کی تاریکی کو رد کرتا ہی جاتا ہے جسکے فیض
اثر سے افراد نوع انسانی بہی اپنے امور تمدن وغیرہ مین کامیابی حاصل کرتے اور اپنی کوششون و فکر دلی پاکیزہ گوہر نتائج اپنے
دامن تمنا کو بہرتے ہی جاتے ہین - الحاصل یہ مرتبہ منتہا سے مرتبۂ تکمیل مراتب حضرت انسان
ہے اور یہ ایسا خاص و بلند درجہ ہے کہ حامل امانت الٰہیہ ہے - جس کی نسبت ہماری
آسمانی مقدس کتاب مین نہایت بلاغت کے ساتھ ارشاد و صراحت فرمائی گئی ہے -

یعنی انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان
یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا جناب

عارف باسرار اہل حق آگاہ حضرت خواجہ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوبصورتی سے
بہت ہی موثر و دلکش الفاظ مین اس آیہ شریفہ کے مضمون مبارک کو ایک شعر مین ادا
فرمایا ہے یعنی شعر

| قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند | آسمان بار امانت نتوانست کشید |
|---|---|

لفظ دیوانہ جو شعر مین استعمال فرمایا گیا ہے جس کا اشارہ مرتبۂ نسیان انسان کی طرف
ہے خوب ہی مزا دیتا ہے - جس کی صراحت بضمن تعریف مرتبۂ نسیان آئندہ کی جاے گی
الغرض امانت سے مراد عشق حضرت واجب الوجود تعالیٰ شانہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب
حضرت انسان پر عشق مستولی ہوتا ہے تو سواے تصور معشوق کے دوسرا کوئی تصور باقی

نہین رہتا بلکہ تمامی تصوّرات و تخیّلات و نیز کل مشاہدات و مرئیات غیر حق محجوب بطاق نسیان
مین رکھے رہتے ہین دل و دماغ مین ایک ہی تصور معشوق بند ہا رہتا ہے باوجود
اس کے کہ عاشق تمامی بسائط عالم اور اقطاع زمانہ مین گھومتا ہے اور اسمار و صفات
باری تعالے کی نیرنگیون اور شعبدہ بازیون کو ملاحظہ بھی کرتا جاتا ہے لیکن کوئی تعلق
خاص کسی شے سے پیدا نہین کر سکتا اور نہ ایسا تعلق پیدا کرنے پر وہ قادر ہو سکتا ہے
کیونکہ غلبۂ عشق مین تمامی تعلقات خارجیہ جو ماسوی المعشوق ہین بالکل مستہلک و مضمحل
ہو جایا کرتے ہین اور جب قلب عاشق پر جذبۂ عشق معشوق محیط ہوتا ہے تو سواے
اپنی جنس کے کسی دوسری جنس کو جگہ ہی نہین دے سکتا۔ اگر کوئی شے اوس سے
تعلق بھی پیدا کرنا چاہے ہے تو غلبۂ عشق فوراً اوسے قطع کر دیتا ہے بمنزلہ اوس صاف و
شفاف چشمۂ آب کے کہ جب اوس مین کوئی کدورت مثل خس و خاشاک وغیرہ ڈال دی جاتی
ہے تو فوراً کنارۂ چشمۂ آب پر پھینک دی جاتی ہے یا وہ خود تہ مین بیٹھ جاتی ہے۔
یا یون کہا جاے کہ جب کوئی قوی نسبت پیدا ہوتی ہے تو بمقابل اپنے دوسری ضعیف
نسبتون کو بالکل مضمحل و بیکار کر دیتی ہے نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ عاشق فانی جو محو جمال معشوق
حقیقی رہتا ہے کبھی کسی شے سے تعلق نہین پیدا کر سکتا اور نہ کوئی شے اوس سے
علاقہ رکھ سکتی ہے اگرچہ وہ بظاہر اس کثرت اعتباری مین اپنی دنیاوی زندگی بسر کرتا ہے
مگر اوس کی باطنی حالت بے ہمہ و باہمہ کی سی ہے اور یہ ایسی محجوب اور مستوری ہوئی حالت
ہے کہ آیندہ اوس کی روحانی خوش زندگی کی سچی نشانی تصور کی جاتی ہے جہان اوسے

ابدی چین ملنے والا ہے - الغرض یہ وہ نسیان ہے کہ جب اپنا حقیقی رنگ دکھاتا ہے تو جان عرفان بن جاتا ہے جس کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ نسیان عن الکثرت وجدان فی الوحدت ہے - یعنی خلق سے منہ موڑ کر ذات حق میں گم ہو کر راہ پانا ہے -

| گم کردن و یافتن بخود ھم | علیست عظیم بلکہ اعظم |
|---|---|

یہ وہ نسیان محمود ہے جو نردبان عروج روح و تقرب الی اللہ کا مبارک و رفیع وسیلہ ہے اگر صفت نسیان حضرت انسان میں نہ ہوتی تو تعلقات کثرت کو بحالت غلبہ عشق ہرگز بھول نہیں سکتا اور انسان کبھی عشق کے قابو میں نہیں آتا - کیونکہ عشق حقیقی کے لیے ذہول نفس عن ماسوی اللہ ضرور ہے جس کے بعد نفس بجذبہ و قوت ہوتیت ہوتیہ فانی ہو کر باقی باللہ کے مرتبہ کی عزت و بزرگی حاصل کر سکتا ہے اور فضائے عالم تجرید و تفرید میں قدم رکھ کر بی یسمع و بی یبصر و بی یمشی کا مصداق بن سکتا ہے - اور جو آیہ کریمہ واذکر ربک اذا نسیت نازل ہوئی ہے - اس بیان کی پوری مؤید ہے یعنی نسیان عن الحق معیوب رہا ہے جس کے ترک کرنے کی شدید تاکید ہوئی ہے نہ نسیان عن الخلق[۱۵] کی - الحاصل وہ نسیان ہے جو داخل مقامات عالیہ سیر و

---

[۱۵] ایک روایت یہ ہے کہ جناب شاہ ولایت سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پائے مبارک میں ایک مرتبہ تیر گڑھ گیا تھا جب اصحاب نے اس کو نکالنا چاہا تو آپ کو تکلیف محسوس ہونے لگی جناب سید کائنات فخر موجودات حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت نہ نکالا جائے بلکہ علی جب دفعہ نماز میں مشغول ہوں نکال لیا جائے چنانچہ اصحاب نے ویسا ہی کیا اور گڑے ہوئے تیر کو سیدنا حضرت علی علیہ السلام

سلوک الی اللہ کا وسیلۂ جلیلہ ہے۔ جو انسان کے اصلی جوہر قابلیت کو دکھاتا ہے
اور یہ وہ نسیان ہے کہ جب اپنے اصلی مقام کو پہنچ جاتا ہے تو بالکل مراتب کثرت کو
نسیاً منسیاً کر دیتا ہے اور عاشق مشاہدۂ جمال معشوق میں محو و مستغرق ہو جاتا ہے۔
چنانچہ اسی حالت وجدانیہ اور سرور و سکر سالک کے متعلق حضرت شیخ احمد جامؒ علیہ الرحمۃ اپنے مستانہ
رنگ میں اشارہ فرماتے ہیں غزل

| ساقیا برخیز در دہ جام را | | خاک بر سر کن غم ایام را |
|---|---|---|

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰) کے پائے مبارک سے نکال لیا اس حرکت سے سجادہ خون سے رنگین ہو گیا
حضرت سیدنا علی علیہ السلام کو حضرت نبوی اور سیدنا حضرت علی علیہ السلام نے بعد فراغ نماز سجادہ کے خون آلود
ہونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اصحاب نے سارا قصہ بیان کیا۔ آخر بات کیا ہی کہ آپ کو عالم کثرت سے سیانت
محض اور ذات بحت میں استغراق تامہ حاصل ہو گیا تھا۔ چونکہ رنج و راحت دونوں مراتب کثرت سے متعلق دینا
اور مقام استغراق و فضائے قرب ذات بحت جملہ محسوسات سے مبرا ہے بلکہ وہ مقام مشاہدۂ محض کا ہے جس کو اینات
حسی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ ایک کیفیت خاص ورا الفعل ہے جو گفتگو میں نہیں آ سکتی۔ لہذا آپ کو عالم کثرت
کی کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ سبحان اللہ نسیان عن الخلق کا بھی کیا بلند رتبہ ہے اور حضرت انسان کو کس مقام اعلیٰ
میں لیجا کر ٹھہراتا ہے اس روایت سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ جب تک مراتب کثرت سے نسیان محض حاصل نہ ہوگا
وجدان وحدت ذات محال ہے اور یہ بہت ہی باریک امتیاز ہے عقل سلیم کی رہبری سے اس دقیق نکتہ
پر نظر ڈالی جائے تو ہر عقل سلیم استدلالاً اسے تسلیم کرلے گی اور اس کا وجدان حقیقی تو محض فضل ایزدی پر
موقوف ہے جو بوسیلہ عشق حقیقی عاشق فانی کو حاصل ہوتا ہے فہم من فہم

ساغر می بر کفم نہ تا ز سر | برکشم این دلق ازرق فام را
باده در ده چند ازین باد غرور | خاک بر سر نفس نافرجام را
محرم راز دل شیدای خود | کس نمی بینم ز خاص و عام را
با دلارامی مرا خاطر خوش است | کز دلم یکباره برد آرام را
گرچہ بدنامی است نزد عاقلان | ما نمی خواهیم ننگ و نام را
دود آه سینۂ سوزان من | سوخت این افسردگان خام را
صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب | عاقبت روزی بیابی کام را

اور اسی مقام پر اوس آیۂ شریفہ یعنی مازاغ البصر وما طغی کے معنی بھی بخوبی مفہوم ہو سکتے ہین ؎

در بزم وصال تو بہنگام تماشا | نظاره ز جنبیدن مژگان گلہ دارد

جب معراج مومنین بوسیلۂ فیضان حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس مرتبہ تک ہوتی ہے اور مومن پرتو انوار مشکوٰۃ حقیقت محمدی سے اپنی اصل کی طرف عروج کرتا ہی تو اوس کی سیر پوری اور اوس کا سلوک تمام ہو جاتا ہے اور یہ ایک خاص حالت ہے جو ہر وقت ایک ہی دتیرہ اور قرینہ پر نہین رہ سکتی[1] اور اسی حالت خاص کی طرف اوس حدیث قدسی

[1] واضح ہو کہ عارف کامل و سالک مجذوب و مجذوب سالک کی ہمیشہ دو حالتین رہتی ہین یعنی کبھی وہ منبسط رہتا ہے اور کبھی منقبض جب وہ صفت بسط سے متصف ہوتا ہے تو بجذب و تصرف حضرت حق اپنی سیر و سلوک کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے وقد خلقکم اطوارا کے منازل کو بسبب قابلیت ظرف و جذبۂ عشق طے کرتا جاتا ہے حتی کہ حال تجلی ذاتی کے مرتبہ سے بھی سرفراز و ممتاز و مشرف ہو جاتا ہے جو منتہا ہے مرتبۂ فقر

کی طرف اشارہ ہے یعنی لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یہان پر اس امر کا خیال و اعتقاد رہے کہ ہر چند کوئی سالک اس مرتبہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲) حق کمال تجلی ذاتی کے مرتبہ سے بھی سرفراز و ممتاز و مشرف ہوجاتا ہے جو منتہاے مرتبۂ فقر ہے۔ اور یہ مقام سلب و ثبوت کا ہے جہان وجوب و امکان کا کوئی امتیاز نہین ہے۔ بلکہ ایک محویت تامہ ہے اور ایسا سالک عارج معارج معنوی از خود رفتہ اور ہوش باختہ رہتا ہے۔ یعنی یہ وہ مرتبہ فنا ہے جہان علم ہی مستہلک ہے۔ بلا تشبیہ تامہ جیسے پانی منجمد ہوکر برف بن جاتا ہے۔ اوسی طرح سالک بالکل معطل و بیکار ہوجاتا ہے اور صرف حضرت حق کا ہی وہان ظہور رہتا ہے رایت سبحانی بولی کے یہی معنی ہین یعنی عاشق معدوم ہے معشوق موجود ہے

دل بے خبر مظہر ذات است — آب سبے موج عین مرآت است

اور یہی مرتبہ مرتبۂ شہود ذات بذات ہے یہان غیریت کا کوئی دخل نہین ہے۔ اس مضمون کے متعلق بہت ہی خوش پیرایہ مین حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

## غزل

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند — وندران ظلمت شب آب حیاتم دادند

بیخود از شعشعۂ پرتو ذاتم کردند — بادہ از جام تجلی صفاتم دادند

چہ مبارک سحری بود چہ فرخندہ شبے — آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

چون من از عشق رخش بیخود و حیران گشتم — خبر از واقعہ لات و مناتم دادند

من اگر کام روا گشتم و خوشدل چہ عجب — مستحق بودم و اینہا بزکاتم دادند

بعد ازین روے من و آئینۂ حسن نگار — کہ در آنجا خبر از جلوۂ ذاتم دادند

ہاتف آن روز بمن مژدۂ این دولت داد — کہ بہ آن جور و جفا صبر و ثباتم دادند

اور یہ بہت ہی اعلیٰ و ارفع مقام ہے اور جب وہ صفت قبض سے متصف ہوتا ہے یعنی نزول مرتبہ اول مصداق اس شعر کے ہے

در بزم دور یک دو قدح درکش و برو — یعنی طمع مدار وصال دوام را

تک پہونچے لیکن حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام کے کمال سیر و سلوک کو ابداً نہین پہنچ سکتا خواہ ملک مقرب ہو یا نبی مرسل ہان اس مرتبہ سے فیضان و انوار کو بقدر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) اس عالم کثرت مین آتا بھی ہے تو بہ تعلق و تصور تجلیات معشوق حقیقی بہیج مفارقت و مہاجرت مین تڑپتا رہتا ہے اسی مقام کے متعلق حضرت خواجہ حافظ اشارہ فرماتے ہین

**غزل**

| | |
|---|---|
| مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید | کہ ز انفاس خوشش بوئے کسی می آید |
| از غم ہجر مکن نالہ و فریاد کہ دوش | زدہ ام فالی و فریادرسے می آید |
| ز آتش وادی ایمن نہ منم خرم و بس | موسی اینجا با مید قبسے می آید |
| ہیچکس نیست کہ در کوئے تو اش کاری نیست | ہر کس اینجا با مید ہوسے می آید |
| کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست | اینقدر ہست کہ بانگ جرسے می آید |
| جرعہ دہ کہ بمیخانۂ ارباب کرم | ہر حریفے ز پئے ملتمسے می آید |
| خبر بلبل این باغ مپرسید کہ من | نالۂ می شنوم کز قفسے می آید |
| دوست را گر سر پرسیدن بیمار غم است | گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید |
| یار دارد سر صید دل حافظ یاران | شاہبازے بشکار مگسے می آید |

ماشاء اللہ کیا تڑپ اور بے چینی سالک مجذوب کو لاحق ہوتی ہے کہ از خود رفتہ ہو جاتا ہے اسی سوق پر ایک جگہ حضرت خواجہ حافظ فرماتے ہین

**شعر**

| | |
|---|---|
| طریق عشق طریقے عجب خطرناک است | نعوذ باللہ اگر رہ بمقصدے نبری |

اور اسی مقام پر حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین -

| | |
|---|---|
| گہے بر طارم اعلیٰ نشینم | گہے بر پشت پائے خود نہ بینم |

اور یہ عجیب معاملہ ہے کہ یہی تڑپ جو صفت قبض ہے اوسکا ذریعہ انبساط ہو جاتی ہے یعنی فضل الٰہی اوسے درجہ حضیض سے اوج عزت و کمال ذاتی پر کھینچ لیتا ہے بشرطیکہ تڑپ کامل و صادق ہو اسی بنا پر حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

صلاحیت ظرف و جذبۂ عشق حاصل کر سکتا ہے۔ الغرض یہ درجۂ نسیان نہایت اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے اور یہ ایک فضل خاص حضرت صمدیت ہے۔ یہ وہ نسیان ہے جو ماحصل زندگانی ہے بلکہ عین زندگی جاودانی ہے۔ یہ وہ نسیان ہے کہ عین عرفان ربانی ہے یہ وہ لا اعرفی ہے کہ در حقیقت عین اعرفی تصور کی جاتی ہے کسی کو اس میں شبہ نہیں کرنا چاہیے خواجہ حافظ فرماتے ہین ؎

| غلام نرگس مست تو تاجدارانند | خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند |
| --- | --- |

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است — بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

الغرض انبساط و انقباض کے مراتب بھی متفاوت ہین جیسی جیسی قابلیت ظرف و صلاحیت طبیعت ہوگی سالک مجذوب و مجذوب سالک ویسی ویسی کیفیت و رنگ پیدا کرتا ہی جائے گا نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ دونون حالتین اس کی محمود و مستحسن ہین اور ان دونون حالتون مین رشحات فیض حق سے اس کا مزرعۂ دل اور زیادہ تر و تازگی حاصل کرتا ہی جاتا ہے اور جان تازہ حضرت حق سے ہر وقت اُس کو ملتی رہتی ہے ؎

| کشتگان خنجر تسلیم را | ہر زمان از غیب جانے دیگر است |
| --- | --- |

چنانچہ ایک مشہور حکایت یہ ہے کہ جب یہ شعر پڑھا جاتا تھا یعنی کشتگان الخ۔ جناب عارف باللہ و اصل حق آگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مصرعۂ اول کو سنتے ہی اس درجہ تڑپتے اور آتش عشق مین ایسے جاتے تھے کہ آپ کو اس عالم کثرت سے کوئی خبر نہین رہتی تھی اور آپ بے حس و حرکت ہو جاتے تھے یعنی آپ کا وصال ہو جاتا تھا جو عبارت موت اختیاری سے ہے۔ اور اس وقت آپ پر حضرت حق ہی ایک فضل خاص اور رحمت نازل ہوتی تھی اور جب دوسرا مصرعہ پڑھا جاتا تھا تو آپ پھر اس عالم میں تشریف لاتے تھے یعنی زندہ ہو جاتے تھے موتوا قبل ان تموتوا کا مضمون ہر وقت صادق آتا تھا اور اسی حالت میں آپ کو یک مرتبہ ایسا شدید جذبہ ہوا کہ آپ کا وصال حقیقی ہو گیا ماشاء اللہ ان حضرات واشتیں صادقین کے معاملات عزیز در دل دونون مبارک و محمود و مستحسن ہین ان مقامات عالیہ کا حال کیا کوئی بیان کر سکتا ہے فضل ایزدی ہو تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہین۔ خدا نصیب کرے منہ

جس کی صلاحیت بھی آیندہ کسی قدر کی جاسے گی - بالجملہ آیہ شریفہ مین جو دل آویز الفاظ ظلوم و جہول نسبت حضرت انسان بیان فرمائے گئے ہین - اسی مرتبہ نسیان انسان کی طرف اشارہ ہے جو غایت تعریف حضرت انسان سے مقصود ہے نہ کہ اوس کی منقصت و مذلت وکوتاہ اندیشی پر مستدل و مستنبط - کیونکہ محل حمل امانت نہایت وسیع اور بہت ہی دقیع و رفیع ہونا چاہیئے جس کے لیے بمقتضاے تقدیرات لم یزلی نوع انسان کا قلب ہی انتخاب فرمایا گیا اور انسان کی فضیلت و شرف باہرہ کو دکہا دیا گیا کلام معجز نظام کی بلاغت لاریب ہمین اس بات کی خبر دیتی ہے کہ بوجہ تو دیع مادہ عشق انسان ہی ان جلیل الفاظ کے خطاب کا شایستہ تہا شعر

| | |
|---|---|
| جہانٹا وہ دل کہ جس کی ازل مین نمود تہی | لیلی بہڑک اوٹہی نظر انتخاب کی |

پس الفاظ ظلوم و جہول سے ہرگز منقصت انسان متصور نہین ہے - اور کوئی بے ربط معنی نہین سے لئے جاسکتے ظالم و جاہل اس اعتبار سے فرمایا گیا کہ جب انسان کامل بوسیلہ عشق حقیقی معشوق حقیقی کے مشاہدہ جمال بیمثال مین فانی و مستغرق ہوجاتا ہے تو کثرت اعتباری کے مشاہدات سے بالکل اندہا اور نادان بن جاتا ہے یا یون کہا جائے کہ اپنے نفسانی جذبات کو دبا کر ماسوی اللہ سے بری ہوجاتا ہے حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین رباعی

| | |
|---|---|
| اے درد بہت کیا ہر یکہا ہم نے | دیکہا تو عجب جہان کا لیکہا ہم نے |
| جب آنکہ نہ تہی تو دیکہتے تہے سب کچہہ | جب آنکہ کہلی تو کچہہ نہ دیکہا ہم نے |

اور جب اوس مرتبہ سے نیچے بھی اُترآتا ہے ۔یعنی مرتبۂ محویت محضہ اور سکر تامہ
سے محوحیرت ہوکر مرتبۂ صحو مین آتا بھی ہے تو صرف اوس کی ایک دزدیدہ نگاہ اس
کثرت اعتباری پر بطور سرسری پڑتی ہے اور نگاہ حقیقی اوس کی اپنے معشوق کی
وحدت حقیقی پر جمی رہتی ہے کبھی ذوالعین اور کبھی ذوالعقل سے افراد عالم کو دیکھتا جاتا ہے
وتبتل الیہ بتبتیلا کے دائرہ مین محصور و مقید ہوتا جاتا ہے ۔ نکتہ
عارفی داشت در این نسخہ دیدہ ۔ سالکی معنی آنجا رسید ۔ گفت در خود نگاہ دزدیدن یعنی
از غیر چشم پوشیدن ۔ اور یہ مفارقت ومہاجرت مین تڑپتا رہتا ہے اور سرگشتہ وحیران
ہو رہتا ہے ۔سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎

| عجب انیست کہ من واصل وسرگردانم | عجیبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست |
|---|---|

اسی مرتبہ کی طرف اشارہ ہے ۔حضرت مرزا عبدالقادر بیدل رحمۃ اللہ علیہ اون مقدس
نفوس کی نسبت جن کی آنکھین اس تماشا عالم مین کھلی ہوئی ہین و نیز جن کی بند ہین بہت ہی
لطیف اشارات مین حسب ذیل ارشاد فرماتے ہین غزل

| | |
|---|---|
| آنہا کہ چشم برگل تحقیق وا کنند | از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند |
| در معنئے کہ غیر خموشی علاج نیست | پُر ہرزہ است تکیہ بچون و چرا کنند |
| [illegible] | تصویر جامۂ کہ ندارد قبا کنند |
| شور غبار ما ز نفس ہم فزون تر است | تا چند سرمہ نفی عروج صدا کنند |
| زین نارسائی کہ بخود ہم نمی رسید | پرواز تا کجا کہ آنطرف کبریا کنند |

جولانگہ خیال جہان جائے خندہ است
لنگان ومے کہ طعنہ وضع عصا کنند

خلقی درین جنون کدہ دارد گمان ہوش
تا محرم یقین بحقیقت کجا کنند

جس مبارک بندہ نے اس باغ کی ہوا کھائی ہے وہ اس کثرت اعتباری سے بیزار ہے اور تجرد ڈھونڈھتا رہتا ہے۔ حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین غزل

مرغ دلم طائریست قدسی عرش آشیان
از قفس تن ملول سیر شدہ از جہان

از در این خاکدان چون بپرد مرغ ما
باز نشیمن کند بر سر آن آشیان

چون بپرد زین جہان سدرہ بود جائے او
تکیہ گہ باز ما کنگرۂ عرش دان

سایۂ دولت فکند بر سر عالم ہمی
گر بزند مرغ ما بال و پرے در جہان

در دو جہانش مکان نیست کہ از کار نیست
کان وے از معدن است جاوی از لامکان

عالم علوی بود جلوہ گہ مرغ ما
آب خور او بود گلشن باغ جنان

چون دم وحدت زنی حافظ شوریدہ حال
خامۂ توحید کش بر ورق انس جان

اور ایک دوسرے مقام پر اس کثرت اعتباری سے نظر بچا کر ارشاد فرماتے ہین غزل

خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجت است
چون کوے دوست ہست بصحرا چہ حاجت است

اے پادشاہ حسن خدا را بسوختیم
آخر سوال کن کہ گدا را چہ حاجت است

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست
در حضرت کریم تمنا چہ حاجت است

محتاج جنگ نیست اگرت قصد خون ماست
چون رخت از آن تست بیغما چہ حاجت است

جام جہان نماست ضمیر منیر دوست
اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت است

جانا بحق حقی کہ ترا ہست باخداے
آخر دمے بپرس کہ از ما چہ حاجت است

| اے عاشق گدا چو لب روح بخش یار | سید اندت وظیفہ تقاضا چہ حاجت است |
|---|---|
| حافظ تو ختم کن کہ ہنر خود عیاں شود | با مدعی نزاع و محابا چہ حاجت است |

جب سالک اس مرتبہ کو پہونچتا ہے تو اوس پر یہ راز سربستہ یعنی سفر در وطن وخلوت در انجمن کھلتا ہے کہ حقیقت حال کیا ہے اور انسان کیسا گنجینۂ طلسم قدرتی ہے اور اوس کی ہیئت اجتماعی کیسے کیسے اسرار الہی سے مملو ہے الغرض خدائے پاک نے جس کسی بندۂ مقبول کو یہ بلند رتبہ بخشا ہے وہی اس کی کیفیت وحلاوت خوب جانتا ہے اور روحی حظ اوٹھاتا جاتا ہے اور مقام اعلی علیین سے آگے نکل جاتا ہے

| وصال دوست طلب می کنی ز خود بگذر | کہ در میان تو و او بجز تو حائل نیست |
|---|---|

جس کسی بندۂ خدا نے آج اس کی فکر وتمنا کی بہت ہی بڑا مبارک بندہ ہے ورنہ اوس نے کچھ بھی حاصل نہین کیا من کان فی هذه اعمى فهو فی الاخرة اعمى - واضح ہو کہ اس آیۂ شریفہ مین جو لفظ اعمیٰ ظاہر فرمایا گیا ہے ایک بھاری سر پر مبنی ہے یعنی اعمیٰ اندھے کو کہتے ہین جس کی ضد بینا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت انسان کو ضرور ہے کہ اس دنیائے دنی مین جو اس کے کسب کمال کے لیے موقع دیا گیا ہے بصیرت کاملہ حاصل کرے یعنی مرتبۂ دانش سے نکل کر فضائے عالم بینش مین پہونچے اور بینش سے مراد مشاہدۂ جمال باکمال معشوق حقیقی جلت عظمتہ ہو اور تاوقتیکہ انسان اس درجہ تک نہ پہونچے مراتب انسانی کی تکمیل مین قاصر وناقص تصور کیا جائیگا اسی بنا پر کہا گیا ہی رباعی

| امروز در آن کوش کہ بینا باشی | حیران جمال آن دل آرا باشی |
|---|---|

شہرت یادا چو کودکان شب عید ۔۔ تا چند بانتظار فردا باشی

پس یہ جوہر قابل ہر فرد انسان مین موجود ہے اور جذبہ عشق کی وہ پوری صلاحیت رکھتا ہے مگر اس فوز عظیم کے حاصل ہونے کے لئے خواہش باتی بالاختصاص درکار ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم کسی کی مجال نہین کہ بغیر کشش وہبی صرف بذریعہ جد وجہد کسبی اس مرتبہ اعلے کو پہونچے ۔

تا نہو دلبر کی جانب سے کشش ۔۔ عاشق بیچارہ کہو کیا کر سکے

جس کو پیا چاہے وہی سہاگن ہو ۔ اس سے یہ مراد نہین کہ جد وجہد چھوڑ دے ۔ [illegible] ما یلیق سہاگو ترک [illegible] بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہرگز اوس پر [illegible] اتکا نہ کرے [illegible] اس کے [illegible] الزام ہونے کے لیے وہ کافی ووافی ہین بلکہ ساتھ ہی اوس کے خدا کے فضل و کرم کا امیدوار رہے اور کوشش کرتا جائے حتی کہ مقام عشق مین فایز ہو جائے اور معشوق حقیقی کی تجلی ذاتی سے بمصداق انکہ تجلی اللہ لذاتہ علے ذاتہ ورائت ربی بربی کے شرف وامتیاز سے مشرف وممتاز ہو جائے اور عقل بیگانہ جزوی کو چھوڑ دے قطعہ

از خود بخود آن یار گران مایہ سفر کرد ۔۔ ہم عین سفر بود وہم او حاصل فی العین

نے نے سفری نیست درین رہ بحقیقت ۔۔ از عین شہود تو اگر دور شود غین

جو انسان کامل ان دونون صفتون یعنی انس ونسیان سے موصوف ہے مصداق آیات شریفہ انی جاعل فی الارض خلیفہ ولقد کرمنا بنی آدم

وہ اوس بھاری اور قیمتی خلافت صغریٰ [۱] کو بطور انعام و اکرام بارگاہ لم یزلی سے حاصل کر سکتا ہے جو انسان کے اصلی شرف و عزت و بزرگی کو ظاہر کرنے والا ہے

۱ خلافت کے ساتھ جو لفظ صغریٰ و کبریٰ استعمال کیا گیا ہے اوس سے ناظرین کو عالبا تردد پیدا ہوگا کہ یہ نئی اصطلاح کیسی اور خلافت صغریٰ و کبریٰ کیا چیز ہے لہذا بغرض رفع تردد ناظرین حسب ذیل صراحت کیجاتی ہے - اولاً آپ اس بات کو معلوم فرمائین کہ ان الفاظ کے استعمال سے نفس خلافت کے ساتھ کوئی منافات پیدا نہین ہے اور نہ یہ الفاظ کوئی معنی مخالف خلافت پیدا کرتے ہین اس کے بعد آپ غور فرمائیں کہ ہر انسان خلیفۃ اللہ نہین ہو سکتا اور نہ انی جاعل فی الارض خلیفہ سے تعمیمی معنی لیے جا سکتے ہین - وجہ یہ ہے کہ اللہ جلشانہ اور ایک جگہ اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے یعنی اولئک کالانعام بل ہم اضل سبیلا اگر خلیفہ کا معزز لقب بجز و بوت نوعیت انسانی تعمیمی معنی پیدا کر سکتا تو آیۂ شریفہ موصوفہ مین بعض انسانون کی نسبت کیون اس درجہ مذمت ظاہر کی جاتی اور ہوا ہے اوس کے آیہ موصوفہ مذکورہ اور آیہ کریمہ انی جاعل فی الارض خلیفہ مین تعارض واقع ہوجاتا ہے - اور معاذ اللہ اللہ جلشانہ کا کلام تعارض سے بالکل پاک و مبرا ہے - اور کلام مین تعارض کا پیدا ہونا شان کلام مخلوق کی ہے نہ خالق کی اور جب کلام مخلوق مین امرین مین تعارض واقع ہوتا ہے تو دونون امر ساقط ہوجاتے ہین - اذا تعارضا تساقطا اس بیان سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ہر انسان خلیفۃ اللہ نہین ہے اور خلافت کا ایک درجہ خاص ہے جو تکمیل مراتب خلافت پر موقوف و منحصر ہے اور جب کبھی کوئی انسان تکمیل مراتب خلافت بحسب مشیت ایزدی خلیفۃ اللہ بن جائے گا تو وہ اس تعریف سے مستثنے ہوجائے گا جس پر بہائم اور اس سے گمراہ تر ہونے کا اطلاق آسکتا تھا البتہ انی جاعل فی الارض خلیفہ سے ہر انسان کی نسبت اس قدر معنی کو استنباط و استخراج کر سکتے ہین کہ بلحاظ اپنی نوعیت و ہیئت اجتماعی کے جو تمامی صفات متضادہ مختلفہ کی قابلیت رکھتا ہے اور مظہر گوناگون صفات قرار دیا گیا ہے بالقوہ خلیفہ بننے کی قابلیت اوس مین موجود ہے جب سر توفیق ازلی کسی انسان کے ساتھ متعلق ہوتا ہے تو اپنے کسب کمال ذاتی کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور اپنی صلاحیت و قابلیت بالقوہ کو بالفعل یعنی اس نشاء یہ عالم شہادت مین بھی ظاہر کرتا ہے ورنہ نہین اور یہ امر محض

اور ایسا انسان کامل ہدایت و ارشاد کی اعلیٰ مسند پر بحکم مرشد حقیقی جلت عظمتہ باقتباس
انوار فیضان خلافت کبرای حضرۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھ سکتا ہے اور منصب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱) اقتضائے مشیت و توفیق ایزدی پر موقوف ہے چنانچہ ارشاد رب الجلیل اس
بیان کا پورا پورا موید ہے یعنی **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل**
**سافلین** الخ ۔ [illegible] تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ۔ اگر اس موقع پر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہر انسان میں [illegible]
بالقوۃ خلیفہ بننے کی قابلیت و صلاحیت نہیں ہے اگر ہوتی تو ضرور اس کا ظہور ہوتا ۔ یہ محض قیاس مع الفارق
[illegible] لازم نہیں آتا اوس کا
ظہور ہو [illegible] بالفعل [illegible] کہ اس قابلیت بالقوۃ کے بالفعل ہونے کا کوئی محرک نہ ہو اور خود بخود
وہ قابلیت بالقوہ بالفعل یعنی ظاہر ہو جائے ۔ تمثیلاً بلا تشبیہ تامہ آپ غور فرما سکتے ہیں کہ آہن میں مختلف
سلاح آبدار نازک اور موٹے اور دیگر دوسرے آلات و ادوات کے بننے کی قابلیت موجود ہے مگر جب تک
کہ حداد اوس کی قابلیت ظاہر کرنے کی طرف کافی توجہ نہ کرے اوس سے نہ سلاح آبدار ظاہر ہو سکتے ہیں اور
نہ دوسرے آلات و ادوات ۔ کہیں تو حداد دونوں قسم کے آلات بناتا ہے اور کہیں ان دونوں قسم
میں سے ایک قسم کے ۔ بہر حال یہ امر حداد کی خواہش پر موقوف ہے اور یہی وجہ ہے کہ بیشتر آہن کام میں
نہیں لائے جانے کی وجہ سے زنگ کھا کر خراب اور مٹی ہو جاتا ہے اسی طرح توفیق ایزدی جو محرک حقیقی ہے جب
کسی انسان کے ساتھ متعلق ہوتی ہے بمصداق **فعال لما یرید** و نیز **واللہ غالب علی امرہ**
انسان کو اوس کے کمال اصلی پر پہونچا دیتی ہے **وبہ العزۃ والعصمۃ والتوفیق** اس سے ثابت ہوا
کہ عدم ظہور کمال ذاتی انسان کی وجہ نہ بلحاظ اوس کی ناقابلیت بالقوۃ کے ہے بلکہ بلحاظ عدم وقوع قابلیت
بالقوہ بالفعل کے ہے چونکہ یہ بحث بہت طویل ہوئی جاتی ہے اور اصل مطلب دور رہ جاتا ہے لہذا میں
ایک دوسرے طریقہ پر خلافت صغریٰ و کبریٰ میں جو فرق ما بہ الامتیاز پیدا ہے بتانا چاہتا ہوں ۔ آپ ذرا
غور فرمائیں کہ بلحاظ نوعیت انسانی جس میں کل افراد انسانی داخل ہیں ہر انسان کو انسان کامل نہیں کہہ سکتے ۔
(خلیفہ اور انسان کامل گو دونوں مختلف اللفظ ہیں مگر متحد المعنی اور مآل دونوں کا ایک ہی ہے) بلکہ انسان

تا امت کو پورا کر سکتا ہے اور یہ بہت اعلیٰ وارفع مقام ہے۔ شعر

| | |
|---|---|
| ادہر اللہ سے واصل ادہر مخلوق سے شاغل | خواص اوس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا |

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) کامل اوسی خاص فرد انسان کا نام ہے جو اپنے کمال ذاتی کو پہونچی ہے
حالانکہ نوعیت انسانی مین ناقص وکامل دونون شامل وداخل ہین پس نوعیت کا اطلاق عموماً افراد انسانی پر آنے
سے مراتب ما بہ الامتیاز والتفاوت کا دائرہ بھی ہر فرد کے ساتھ متحد ومساوی نہین ہوسکتا اصول منطقی سے
بھی یہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ جو موضوع نتیجہ ہوتا ہے اکثر [illegible] ہوا کرتا ہے اور یہ بھی مسلم
ہے کہ خاص بہ نسبت عام کے قلیل ہوتا ہو پس بلحاظ اس نتیجہ [illegible] سے بھی [illegible] بلحاظ نوعیت
اوس کے خلیفہ ہوسکے یہ ہرگز گمان تک نہین کرسکتے اور نہ بلاغت [illegible] انی جاعل فی الارض
خلیفۃ ونیز دوسری آیہ شریفہ یعنی اولئك كالانعام بل هم اضل [illegible] کے لیے
اجازت دیتی ہے جب یہ معلوم ہوچکا تو اب آپ یہ بھی معلوم فرمائین کہ مدارج خلافت مین [illegible] عام
خاص اور ان [illegible] اشارت پیدا ہے جیسے مراتب خلافت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہین
ویسے اون کے متبعین ومطیعین امت کے نہین ہوسکتے کیونکہ انبیا کے ساتھ جو [illegible] فضل نبوت
کا اون ذوات مقدسہ کو ملا ہے وہ ابداً کسی کو نہین مل سکتا [illegible] انبیا
اللہ بھی ہین اوسی طرح ہمارے حضور اقدس ختمی مآب سید الانبیا محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسے
مراتب خلافت کبریٰ ثابت ہین اور آپ کی رفیع ومقدس شان مین قرآن مکرم خود ناطق ہے یعنی وما
ينطق عن الهوى ان هو الا وحی یوحی ونیز الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی ونیز وما ارسلناك الا رحمة للعلمین آپ کے متبعین امت کے یہان ہوسکتے اور حدیث
قدسی بھی اس مضمون کی پوری موید ہے یعنی لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب
ولا نبی مرسل عجب ملک مقرب ونبی مرسل کا آپ کے مقام اعلیٰ وارفع مین گذر نہین ہے تو دوسرون
کے مراتب کا وہان کہان ٹھکانا اور گذر ہوسکتا ہے۔ پس اس تقریر سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ بلحاظ مراتب ظاہری
ومعنوی خلافت صغریٰ وکبریٰ بتایا گیا ہے ولا غیر جیسے حضور اقدس برزخ کبریٰ ہین اور عوام وخواص برزخ

اسی اعلیٰ مرتبہ کی طرف اشارہ ہے اور یہ درجۂ خاص حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے
جس کے انوار مشکوٰۃ ہدایت کی ظاہری ومعنوی پرتو اندازی ایسے انسان کامل کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) صغریٰ مین داخل ہین اول الذکر حقیقۃ محمدیہ ہے اور ثانی الذکر حقیقۃ انسانیہ
اول منبع فیاض اوّل ہے اور ثانی اوس سے مستفیض باخدا دیوانہ و با مصطفےٰ ہوشیار باش پس خلافت کے
ساتھ لفظ صغریٰ وکبریٰ کا استعمال کوئی نقص نہیں ہے اکمکتا الفس خلافت ایک درجہ خاص ہے جو
اپنے مراتب صغریٰ وکبریٰ دونون پر حاوی اور دونوں مین شامل ہے فافہم دافرح منہ

حاشیہ از مولانا مولوی شاہ سید علی حسین صاحب بلگرامی رحمانی

اس مقام پر یہ عرض کرنا ضرور ہے کہ دنیا مین طریقۂ استدلال دو طور پر واقع ہوا ہے نقلی وعقلی۔ نقلی استدلال
کے یہ معنی ہین کہ کوئی مسئلہ شرعی۔ آیۂ قرانی یا حدیث نبوی یا اثر صحابہ یا قول مجتہد سے ثابت کیا جاے
قرآن مجید سے استدلال مسائل کے اندر ہمیشہ چار اصل پر مبنی ہے۔ عبارۃ النص۔ صراحت النص۔
دلالۃ النص اشارۃ النص اگر کوئی مسئلہ عبارۃ النص کے طور پر کسی آیہ کریمہ سے مستنبط نہو لیکن وہ صراحت النص
یا دلالۃ النص یا اشارۃ النص کے تحت مین مندرج ہو تو اوس کے استنباط سے کسی طور پر انکار جائز نہین
عقلی استدلال کے یہ معنی ہین کہ عقلی دلائل سے کوئی مسئلہ خواہ وہ ماخوذ ہو کسی محقق کے کلام سے یا اپنی
تحقیق سے ثابت کیا جاے پس موافق اہل اصول کے آیات کریمہ قرآنیہ سے بطور صراحت النص
کے یہ مسئلہ خلافت کبریٰ کا ثابت ہوتا ہے چنانچہ لفظ خلافت تو اس آیہ کریمہ مین داخل ہے انی جاعل
فی الارض خلیفہ الخ اور اسی آیہ کریمہ مین ارشاد فرماتا ہے کہ انی اعلم ما لا تعلمون جس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ فرشتون سے ارشاد ہوا ہے کہ تم فضل نوع انسانی سے واقف نہیں ہو۔۔ اس آیہ
کریمہ سے خلافت وفضل دونون چیزین ثابت ہوئین اور لفظ کبریٰ جو صیغہ افعل التفضیل کا ہے اور وہ فضل
کا مساوی ہے اِس آیہ کریمہ سے انسان کے خلیفہ اکبر ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ دوسری یہ کہ تعلیم
ربانی نسبت باسماء وصفات۔ انسان اور ملک دونون مین داخل ہے لیکن لفظ کلہا صرف نوع انسان کے واسطے

جو ہمہ وجوہ شائستہ ہو اس معزز مقدس مسند پر بٹھا سکتی ہے - عموماً ہر انسان کامل پوری طور پر اس خدمت جلیلہ کے بار کو اٹھا نہین سکتا اس کے مستحق ہی خاص افراد کاملہ

( بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴ ) وارد ہی - اس سے یہ بھی صراحتہً ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کو فیض تعلیم ربانی اور سیر اسماء و صفات سبحانی مین ملک پر تفضیل ہے اور افضل اکبر ہے اور کبریٰ بمعنی اکبر لہذا خلافت کبریٰ ثابت ہے تیسری یہ کہ فرمایا حق عز و جل نے ولقد کرمنا بنی آدم الخ اور تکریم بغیر تکرم علیہ کے ہرگز ثابت نہین ہوسکتی - پس معلوم ہوا کہ انسان ضرور خلیفہ ہے اور اوس کی خلافت کبریٰ ہے چوتھا یہ کہ فرمایا حق عز و جل نے ان فضلہ کان علیک کبیرا یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اس فضل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مفضل علیہ فقط افراد انسان غیر نبی ہی نہین بلکہ نوع ابیلہ کے اندر بھی آپ کا فضل ثابت ہے اور کیون نہو کہ خاتمیت کا تحقق بغیر اوس کے نہین ہوسکتا ناظرین اس مقام پر شاید یہ خیال کرین کہ اس استدلال کو اصول متذکرہ صدر مین کس اصل کے تحت مین مندرج کیا ہے - صاف ظاہر ہے کہ عبارت النص کے تحت مین تو مندرج نہین باقی صراحت النص اور دلالتہ النص و اشارۃ النص تینون اصول صحیحہ سے سلہ خلافت کبریٰ آیات متذکرہ بالا سے مستنبط ہوتا ہے پس جو لوگ یہ کہتے ہین کہ لفظ خلافت کبریٰ کا قرآن مجید مین نہین ہے اس اعتبار سے اون کا بیان صحیح ہے کہ لفظ خلافت کے ساتھ اکبر کسی آیہ کریمہ مین وارد نہین ہے اور جو لوگ خلافت کبریٰ کا قرآن مجید سے استنباط کرتے ہین وہ استنباط اصول ثلاثہ صحیحہ مذکورہ سے ظاہر ہوتا ہے - پس تطبیق کی رو سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ منکرین کو اس محل مین یا اپنے انکار سے باز آنا چاہیئے یا اوس تطبیق کو لینا چاہیئے یا طریقہ استنباط کو فقط عبارت النص کے اندر منحصر کردینا چاہیئے پس اس صورت مین جتنے مسائل دلالتہً و اشارۃً و صراحتہً آیات کریمہ سے مستنبط ہوتے ہین اون سب سے استنباط کرنا چاہیئے واذلیس فلیس - باقی رہا طریقہ عقل آپ دور کیون جاتے ہین ہمارے مولانا محقق دوانی صاحب اخلاق جلالی کی کتاب لے کر اوس کا دیباچہ دیکھیئے کہ اوس مین خلافت کبریٰ کا لفظ صد بار ی مین موجود ہے اور اتنے بڑے محقق سے اس لفظ کو بغیر اعتماد اور صحیح فکر اور پورے اطمینان کے ہرگز اختیار نہین کیا ہوگا - پس حجت عقلی بھی ختم ہوگئی وما علینا الا البلاغ

ہین جن کی ازلی قابلیت اس بارگران کو پوری طور پر دونون جانب سے اوٹھانے کی مستعد سمجھی جاتی ہے کیونکہ تفاوت قابلیات طبائع اور صلاحیت نفوس وظروف مجموعا ان دونون صفتون کی میزان کے پلون کو مساوی طور پر قائم نہین کرسکتی یعنی اگر مرتبۂ اُنس مین ہین تو اوسی مین مستغرق ومنہمک ہین اور اگر مرتبۂ نسیان مین ہین تو اوسی مین استغراق وانہماک تامہ اونہین حاصل ہے ملاحظہ فرمائے جائین حالات حضرات مجاذیب کہ جذبۂ عشق و مرتبۂ نسیان نے کس درجہ اونہین ازخود رفتہ اور بےخبر کر رکھا ہے کہ سواے ایک ہی طرف رخ کرنے کے دوسری جانب مُنہ تک نہین پھیرتے اور اختلاط ومؤانست افراد عالم سے متنفر وبیزار اور اپنے مین آپ ہی مست ومدہوش رہا کرتے ہین شعر

| | | |
|---|---|---|
| چنان کرشمۂ ساقی دلم ز دست ببرد | | کہ با کسی دگرم نیست برگ گفت وشنید |

ربا عی

| | | |
|---|---|---|
| اے شمع یار [illegible] نور حق نورانی شدم | | مطلع انوار فیض ذات سبحانی شدم |
| ذرہ ذرہ از وجود [illegible] و پیدا شدست | | زانکہ سرمست از تجلی ہاے ربانی شدم |

اِس میکدۂ عشق کی شراب کے عجیب وغریب رنگ ہین اور اس کی طرفہ تاثیر اور نشہ ہی چونکہ خُم شراب عشق حقیقی ہمیشہ لبریز اور جوش زن رہتا ہے لہذا ہر فرد بشر بقدر صلاحیت ظرف حصّہ لیتا جاتا ہے اور عشق بازون کے دفتر مین اپنا نام لکھوا کر نرد عشق کھیلتا رہتا ہے اور جس نے اس سے پورا حصّہ لیا ہے بمصداق اس شعر کے

| ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق | ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ۰ |
|---|---|

وہ زندہ جاوید ہوکر صفحہ ہستی پر اپنا نام مرتسم و باقی رکھتا ہے مصرعہ

و وق این می نشناسی بخدا تا نہ چشی شعر

| چون شہید عشق در دنیا و عقبی سرخرو است | اے خوش آن ساعت کہ ما کشتہ درین میدان شدیم |
|---|---|

الغرض ہر ارادہ و فعل حکیم مطلق کا ایک خاص حکمت و ضرورت پر مبنی ہے عقل جزوی انسانی کہان تک اوسے بتا سکتی ہے شعر

| حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو | کہ کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را |
|---|---|

البتہ وہ انسان جس نے کسی قدر اس باغ عشق کی ہوا کھائی ہے اس معاملہ کو خوب سمجھہ سکتا ہے اور اوس کی وجدانی کیفیت جو دائرہ عقل و خرد مین نہین آسکتی اپنے آپ مین فیصلہ کر لیتی ہے مصرعہ دل من داند و من دانم و داند دل من ۰ کا معاملہ ہے اسی موقع پر کہا گیا ہے شعر

| میان عاشق و معشوق رمزیست | کرام کاتبین را ہم خبر نیست |
|---|---|

شعر

| عشق سلطانست در ہر دو جہان | عقل را مدخل نباشد اندر آن |
|---|---|

اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے رباعی

| و السنۃ بالسرائر تناجی | تغیب عن الکرام الکاتبین |
|---|---|
| و اجنحۃ تطیر بغیر ریش | الی ملکوت رب العالمین |

خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عاشقانہ زمزمین ارشاد فرماتے ہین غزل

| | |
|---|---|
| عشقت نہ سرسریست کہ از سر بدر شود | مهرت نہ عارضی است کہ جای دگر شود |
| عشق تو در وجودم و مهر تو در دلم | با شیر در درون شد و با جان بدر شود |
| دردیست درد عشق کہ اندر علاج او | ہر چند سعی بیش نمائی بتر شود |
| اوّل منم کسی کہ درین شہر ہر شبی | فریاد من بگنبد افلاک بر شود |
| در زانکہ من سرشک فشانم بزندہ رود | کشت عراق جملہ بیکبار تر شود |
| وے درمیان زلف بدیدم رخ نگار | بر ہیئتی کہ ابر محیط قمر شود |

اِن رموز عشق کے کرشمون کو وہی عاشق صادق جانتا ہے جو اپنے معشوق حقیقی مین فانی ہوکر حقیقی طور پر اوسی کی آنکھون سے اوسے دیکھتا ہے یہ عجب نعمت عظمی اور موہبت کبری ہے حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ اسی کی طرف اشارہ فرماتے ہین غزل

| | |
|---|---|
| منم کہ شہرہ شہرم بعشق ورزیدن | منم کہ دیدہ نیالودہ ام ببد دیدن |
| وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم | کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن |
| بمی پرستی از ان نقش خود بر آب زدم | کہ تا خراب کنم نقش خود پرستیدن |
| بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات | بخواست جام می و گفتا بادہ نوشیدن |
| عنان بمیکدہ خواہیم تافت زین مجلس | کہ وعظ بی عملان واجب است نشنیدن |
| مراد ما ز تماشای باغ عالم چیست | بدست مردم چشم از رخ تو گل چیدن |

| | |
|---|---|
| بروے مازن ازساغر گلابے | کہ خواب آلودہ ایم وبخت بیدار |
| چہرہ بود آنکہ زود بردہ مطرب | کہ می رقصند باہم مست وہشیار |
| ازین افیون کہ ساقی درمی افگند | حریفان را نہ سرماند نہ دستار |
| خرد ہرچند نقد کائنات است | فتسنجند پیش عشق کیمیا کار |
| سکندر را نمی بخشند آبے | بزور و زر میسر نیست این کار |
| بیا و حال اہل درد بشنو | بلفظ اندک و معنی بسیار |
| بہ مستوران مگو اسرار مستی | حدیث جان مپرس از نقش دیوار |

سبحان اللہ عشق حقیقی کا بھی کیا بلند مرتبہ ہے کہ ورالورٰی طور عقل و ادراک ہے۔ مخفی نرہے کہ جس قدر حالات وکیفیات حضرت عشق الفاظ و معانی مین بیان کئے گئے ہین اور آج تک بھی برابر بیان کئے جاتے ہین درحقیقت وہ عشق کی اصلی صورتین نہین ہین۔ بلکہ محبوبہ عشق کے مرصع زیورات اور پاکیزہ زرین لباس ہین جس کے دیکھنے یا سننے سے قلب انسان متاثر اور طبیعت مین ولولہ اور دل مین ایک گونہ سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔ یا یون کہا جاے کہ وہ الفاظ و معانی ان بخت دلون کو جو اس راہ سے بالکل نابلد و ناواقف ہین نرم کرنے اور اس راہ مین قدم رکھنے کی جرأت دلانے کے لئے قوی ذرائع و وسائل ہین نہ آنکہ وہ حضرت عشق کی اصلی صورتین ہین کیونکہ یہ امر یقینی ہے کہ عشق کی دلربا تصویر کسی پیرایہ بیان والفاظ مین اتر نہین سکتی اور نہ کوئی مو قلم لوح قرطاس پر اس کی مبارک و خوبصورت شبیہ کھینچ سکتا ہے

یہ وہ سبب پیدا ہوا ہے کہ طبیعت رسا بھی اس کی گرد پا تک نہین پہنچ سکتی اور طایر وہم
وخیال اس مقام تک نہین جا سکتا اور ہوش وحواس اس وادی دشوار گذار مین ہرگز قدم
نہین رکھ سکتے یہ وہ نائرہ آتش بلاخیز ہے کہ آب کو آتش اور لوہے کو آب کر دیتا
ہے کیا خوب کہا جس نے کہا مصرعہ وان پریحان پرند و تکے پر جلتے ہین ؎

| | |
|---|---|
| اے لوا ہاے تو نار موصدہ | زو بسے بندہم ہزار آتش کدہ |
| عشق یہان طور آمد موسیا | کاور مست وخر موسے صاعقہ |

رباعی

| | |
|---|---|
| تعالی العشق عن فہم الرجال | وعن وصف التفرق والوصال |
| متی ما جل شیٔ عن خیال | لجلّی عن الاحاطۃ والمثال |

عقل وادراک کا وہان کہان گذر ہو سکتا ہے کہ اوس کی طرز رفتار وانداز کو الفاظ و
معانی مین بیان کر سکے واین ھذا من ذالک بزرگان دین نے جو اپنی حالت
مستی وعشق پرستی مین کسی قدر اُس کی حالت وکیفیت کو قید قلم فرمایا ہے اور اپنی جگرفگاریون
اور دل سوزیون کے احوال واطوار کو بیان کرنے کے بعد کنایتہً واشارۃً دولت وصل
سے بھی اپنا مشرف ہونا بیان کیا ہے یا تو اوس سے اون بزرگان دین کا یہ مقصود
تھا کہ جو نا آشنا اور بیگانہ طبیعتین اس راہ مین واقع ہوئی ہین اونھین بھی اس راہ پر
چلنے کا ذوق وشوق دلائین اور راہ طلب مین اون کا قدم مضبوط جما کر دولت دیدار سے
اونھین بھی مشرف فرمائین کہ کمال انسانی اسی پر منحصر ہے نہ بصورت ظاہری انسان مصداق

اس شعر کے شعر

| | |
|---|---|
| گر بصورت آدمی انسان بُدی | احمد و بوجہل خود یکسان بُدی |

یا اوس سے اون کا یہ مقصود ہے کہ اپنے اندرونی جوش و خروش کو بوسیلہ جذبۂ عشق اونمین پیدا ہوا ہے اور جس سے اون کا قلب مضطر بیقرار و طپان ہے۔ الفاظ و معانی کے پیرایہ مین نکالین تا قلب مضطر و بیقرار کو تھوڑی تسکین و تسلی ہو اور نار فراق معشوق حقیقی اور زیادہ بہڑک نہ اُٹھے گویا اون ذات مقدس نے اپنی ضیافت طبع آپ ہی کر لی جو دوسرون کے لئے وہ حجت نہین ہو سکتی بمصداق اس شعر کے شعر

| | |
|---|---|
| موسیا آداب دانا دیگر اند | سوختہ جان و روانان دیگر اند |

اور اسی بنا پر بعض بزرگون نے کچھہ شوقیہ اشعار لکھے او بعضون نے اس کے متعلق کچھہ مستانہ عبارت آرائیان کین نہ آنکہ اس کی حقیقت وجدانیہ کا اظہار فرمایا کہ یہ محال ہے اور دائرہ عقل و خرد سے خارج چنانچہ حضرت صدر العارفین مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہین شعر

| | |
|---|---|
| ہر چہ گویم عشق را شرح و بیان | چون بعشق آیم خجل باشم ازان |

اس کو اس طرح پر سمجھنا چاہیئے کہ جب کسی پر اندوہ و غم زیادہ طاری ہوتا ہے تو سوز دل آنکھون سے آنسو جاری کر دیتی ہے یا انسان کمال خوشی مین ہنسنا شروع کر دیتا ہے اور یہ دونون ظاہری حالتین شخص متاثر کی باطنی حالتون کے آیات و آثار ہین نہ آنکہ وہ

حالت اصلیہ کی کائنہ وکما ہو حقہ صورت ہے اور وہ ہرگز بن نہین سکتی - بات یہ ہے
کہ موثر واثر و متاثر مین نسبتہً و اعتباراً بڑا فرق ہے اور اسی بنا پر فرمایا گیا ہے شعر

| ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد | گر حفظ مراتب نکنی زندیقے |
| --- | --- |

افسوس ہے کہ بعض نا آشنا حضرات جن کو اس معاملہ سے کچھ بھی مس اور حس
نہین ہے بزرگان دین کے بعض مستانہ اشعار وکلام پر ناحق نکتہ چینیان اور موشگافیان
کرتے ہین اور بڑی بڑی حجتین اون کی تردید مین قائم کرتے جاتے ہین اور اون
اشعار وکلام کی نسبت تاویل نیک کرنے کو مکروہ یا تفویض کرنے کو معیوب سمجھتے
ہین اور سخت مکابرات و معارضات مین پڑ جاتے ہین اور یہ نہین خیال کرتے کہ بزرگان
دین و اولیاء صادقین نے جو مقربان بارگاہ حضرت رب العزت جلت عظمتہ ہین اپنے
عشق آمیز جذبات کے اظہار مین اکثر تشبیہہ و استعارہ سے کام لیا ہے جو اون کی
حالت تنزل کا نتیجہ ہے یعنی جب وہ عالم استغراق کے پر فضا اور محبوب مناظر سے
ہٹ کر حواس بشری کے منابر پر جلوہ افروز ہوتے ہین تو اپنی حالت وجدانیہ کا اظہار
بغیر تشبیہ و استعارہ نہین کر سکتے جس کی کسی قدر اور بھی صراحت اس موقع پر اس
غرض سے کی جاتی ہے کہ عوام لوگ کسی کے دہوکہ مین آکر بزرگان دین کے
مستانہ کلمات و عاشقانہ رمزمون پر خیال کر کے اون سے سوء عقیدت پیدا نکرین
بلکہ حسن عقیدت رکہین -

واضح ہو کہ عالم سکر و استغراق کی محبوب صورتین اور مبارک جلوہ آرائیان جن کے حرم راز

حواس بشری نہین جا سکتے بلکہ وہ اس مرتبہ مین بالکل معطل و بیکار ہین کانہٗ دکمآ ہو حقہ عالم شعور مین بیان نہین ہو سکتے اس اجمال کی یہ تفصیل ہے کہ جس کو روح کا تعرج کہتے ہین وہ نام ہے روح کی اوس توجہ کا جو اُس کی اصل کی طرف اوسے رجوع کر دیتی ہے جس کو انسلاخ روح سے بھی تعبیر کرتے ہین اور اوس حالت مین روح کا سیلان کثرت اعتباری کی طرف سے بالکل اوٹھ جاتا ہے اور روح کا تنزل وہ ہے کہ اوس کی توجہ اس کثرت اعتباری کی طرف معطوف ہوجاتی ہے جس سے وہ کثرت اعتباری کو خواہ معقولات ہون یا محسوسات تفصیل ادراک کرتی جاتی ہے پس توجہ اوّل روح کی عقل بسیط کا نتیجہ ہے جو اوس کا وصف خاص ہے یاد رہے کہ یہ وہ وصف ہے کہ صفت عین موصوف و موصوف عین صفت واقع ہوا ہے کوئی مغایرت و امتیاز ان دونون مین پیدا نہین ہے اور توجہ ثانی روح کی عقل مفیدہ کا نتیجہ ہے جو روح کی تنزل توجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی یہ وہ توجہ روحی ہے کہ بین الشئین حواس کے ذریعہ سے امتیاز کر سکتی ہے اس سر دقیق کی اور بہی ذری صراحت سماعت فرمائے کہ روح کی دو نسبتین ہین ایک نسبت اتصالی جو اُس کی اصل کے ساتھ اوسے حاصل ہے اور دوسری نسبت افتراقی جو مرتبہ مثال و اجسام سے متعلق ہے نسبت اتصالی اعلی ہے یعنی اس مرتبہ مین روح کو صرف اوس کے فاعل کا علم ہی لاحق ہوتا ہے تعلق و تصرف مثال و اجسام سے اس مرتبہ مین اوسے کوئی تعلق دسرو کا نہین ہے بلکہ وہ اپنی اصل کے جلوہ مین بحسب استعداد و صلاحیت

مستغرق و منہمک رہتی ہے یعنی اس اعلیٰ مرتبہ مین پرتو انوار حقیقت محمدی کا مبارک
جلوہ مشاہدہ کرکے متلذذ و محظوظ رہتی ہے پس اس نسبت اتصالی کا وصف خاص
یہ ہے کہ علماً و شعوراً کثرت اعتباری کو مٹا دے اور جلوہ معشوق حقیقی کی طرف ہی
متوجہ رہے اور نسبت افتراقی اسفل ہے جو مرتبہ خارجی مین کمالات متنزلہ کے
مشاہدہ کی متقاضی ہے جب اس نسبت کی تحریک ہوتی ہے تو روح کثرت اعتباری
کو علماً و شعوراً قایم کردیتی ہے یعنی اوس کی توجہ اس کثرت کی طرف مایل ہو جاتی ہے
بہر حال ان دونون نسبتون مین صلاحیت سلب و ثبوت من حیث التوجہ والادرا
روح پیدا ہے اور ان دونون مین روح کا عروج و نزول متصور ہے ایک سر دقیق
یہ ہے کہ اگر روح ہر حال مین اپنی نسبت اتصالی کو بھولی نہین ہے تو اوس کی سیر ایسی
کثرت اعتباری مین بھی ایک حد معین تک نسبت اتصالی کے اثر سے خالی نہین
رہ سکتی یعنی تشبیہ فی التنزیہ و تنزیہ فی التشبیہ کے جلوون کا برابر ادراک کرتی جاے گی
لیکن یہ امر بھی یاد رہنے کے قابل ہے کہ ہنوز اس مرتبہ سے آگے نہین بڑھی ہے
البتہ جب اوس کی نسبت اتصالی مین غلبہ ہو جاے گا یعنی (مرتبہ دانش سے نکل کر
مرتبہ بینش محض مین ٹھہر جاے گی جہان اوس کے مشاہدہ کی آخری حد ہے) تو
تشبیہ فی التنزیہ و تنزیہ فی التشبیہ کی حد ادراک سے بھی آگے نکل جاے گی اور
اوس وقت بلا امتیاز این و آن مشاہدہ جلوہ ذاتی مین معشوق حقیقی کے مستغرق و محو و
محظوظ رہے گی اور یہی عالم سکر سالک کا ہے کہ وہ اس مقام مین کوئی امتیاز اتصال

وافتراق نہین کرسکتا بلکہ ایک محویت محضہ بذریعہ مشاہدہ اوسے حاصل رہتی ہے اس
تقریر سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ مرتبہ ہوش کی کیفیت سے جو رجحان سالک باخبر کو بتعطل
حواس لغیبہ ری حاصل ہوتا ہے بعد تنزل اوس مرتبہ سے جہان ہوا رہا ہے جہٹ
جاتے ہین لبغیر استعارہ وتشبیہ اس کیفیت حالت کا بیان نہین کرسکنا واضح ہو کہ
جس کا نام عشق رکہا گیا ہے اوسی نسبت اتصالی روح کی مبارک طبعی تحریک ہے۔
جس سے عاشق پر یک حالت غیر معقولہ وکیفیت مجہولہ طاری ہوتی ہے جس
کسی مرتبہ مین ہو یعنی عشق مجازی مین ہو یا حقیقی مین اور اوس کا اظہار بذریعہ اس ہرگز
نہین ہوسکتا یہ وہ محبوب تحریک جذبہ روحی ہے کہ تمامی جذبات انسانیہ کے اوپر
واقع ہوئی ہے اور اس تحریک کا غلبہ مشاہدہ کی حدتک پہونچا دیتا ہے اور ایک بات یہ
بھی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جب عاشق اس بیمثل جذبہ سے مشرف ہونے
کے بعد پہر تنزل کرتا ہے تو ہر شے کو اپنے معشوق کا آئینہ تصور کرکے اوس مین اوس کے
جمال کا مشاہدہ کرتا جاتا ہے اور کسی شے سے خواہ معقول ہو یا ہو نسبت اتصالی
معشوق کا افتراق من حیث الادراک والوجدان پسند نہین کرتا چنانچہ جب مجنون سے
پوچہا گیا کہ خلافت کا حق کس کو حاصل تہا اوس نے جواب دیا کہ لیلی کو ماشاءاللہ نسبت
اتصالی کی تحریک کی بہی عجیب وغریب دل آویز جلوہ آرائیان ہین جو پاک نفوس اس مقام
مین ٹہرے ہوے ہین اون ہی کو اس کی پوری کیفیت معلوم ہے چنانچہ اسی بنا پر
فرمایا گیا ہے کہ شعر

| یار را می بین تو در هر آئینه | سوز و ساز اوست در هر طنطنه |
|---|---|

اور یہ اوسی پاک و محبوب گوہر عشق کا مبارک نتیجہ ہے جو رابطۂ نسبت اتصالی کے اثر کو ظاہر کرتا ہے اور یہ ایسی روحی لذت ہے کہ حواس اوس کے محبوبانہ رفتار کے بھید کو نہین پا سکتے بلکہ روح ہی اپنی ازلی روشنی سے اوسے معلوم کر سکتی ہے کیونکہ اونسے ازل سے اوسی مین پرورش پائی ہے - یاد رہے کہ روح کی نسبت اتصالی و افتراقی سے مراد اوسکی اصل سے قرب و بعد من حیث التوجہ والادراک اوس کے ہے نہ من حیث الحقیقت کیونکہ در حقیقت روح کو اوس کی اصل سے ہمیشہ نسبت اتصالی حاصل ہے چنانچہ خود اللہ جلشانہ قرآن مکرم مین ارشاد فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید اس مسئلہ کو وہ سمجھے جس نے دل پر عشق حقیقی کی چوٹ کھائی ہے حواس کا تو کام صرف اسی قدر ہے کہ وہ شے کے حسن و قبح کو امتیاز کرے یا شیأً عن شیٔ سے نسبت افتراقی پیدا کرے اور اوس کے نتایج متفاوتہ کو عالم شہادت مین بتاوے اور یہان تو وحدت ذات کا ظہور ہے حواس جو مقید و حادث ہین اوس کے خلوت سرا سے خاص مین کیونکر جا سکتے ہین مصرعہ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا پس بزرگان دین کے عاشقانہ زمزمے وہ بیگانہ طبیعتین جن کو وجدانی حالتون سے بالکل خبر نہین ہے اور محض الفاظ و معانی مین بند ہین کیونکر معلوم کر سکتی ہین یہ ایسا رحمانی معما ہے کہ اس مین حواس کا مطلقاً دخل نہین ہے فہم من فہم و ذاق من ذاق خداوند لب کشایان بے معنی کو توفیق خیر دے آمین -

اب ناظرین سے امید ہے کہ ان صفتون کے بیان و تعریف مین جو الفاظ کہ بالاظہار والامتیاز و بالاخفا و بلا امتیاز استعمال کئے گئے ہین پیش نظر رکھین اور ہر ایک صفت کے ساتھ اوس کو متعلق فرما کر حظ وافر اوٹھائین الحاصل درجہ وصف ثانی یعنی نسیان ایسا اونچا درجہ ہے کہ عموماً افراد انسانی کو حاصل نہین ہو سکتا البتہ بعض شایستہ افراد اوس سے مستفیض ہو سکتے ہین لیکن اگر مشیت ایزدی مقتضی ہے تو خود بخود جذبہ عشق حقیقی اونہین درجہ حضیض سے اوج عزت و کمال ذاتی پر کھینچ لے سکتا ہے یا کوئی اور انسان کامل جسکی مقدس روح جذبات ربانی کی اثر سے متاثر ہو بلحاظ شایستگی و صلاحیت ظرف بحکم حکیم علی الاطلاق جلت عظمتہ اپنے روحی جذبات کا اثر اون پر ڈال سکتا ہے کیونکہ علو درجہ وصف ثانی عموماً افاضۂ فیض روحی کا تعلق علی وجہ الکمال کل افراد انسانی سے پیدا نہین کر سکتا اور ان عموم و خصوص کی نسبتین بھی جو افراد انسانی میں قائم و مخصوص کی گئی ہین بڑے بڑے حکم بالغہ پر آفریدگار عالم کے مبنی ہین اور بنظر تنظیم و تنسیق مراتب ظہور عوالم مخصوص و معین ہین۔ ذرا اس کی تفصیل بھی سماعت فرمایئے کہ خالی از حظ روحی نہین ہے

واضح ہو کہ ہماری عقل سلیم و فکر مستقیم ان عموم و خصوص کی نسبتون کے متعلق ہمین بالیقین یہ بات معلوم کراتی ہے کہ اسماء الٰہی جو مختلف الاثر والافعال ہین اون کے احکام و آثار کا ظہور صفات متضادہ کے ساتھ منوط و مربوط ہے اور صفات متضادہ کا ظہور تمامی مکونات و موجودات کے ایجاد و اختراع کا باعث ہے اگر آپ مثلاً عناصر

اربعہ کو ملاحظہ فرمائینگے تو واضح ہوگا کہ ایک دوسرے کی ضد واقع ہونے سے ہم اون کو
امتیاز کرتے جاتے ہین اور ایک دوسرے سے عالم ایجاد و اختراع مین حسب قابلیت
و ضرورت ایجاد اشیا بموجب نقوش ذہنیہ جو اون کے ماہیات اصلیہ کے صور علمیہ
ہین عمدہ عمدہ کام بھی لیتے جاتے ہین - اگر اضداد قائم نہوتے ہماری پیش نظر دنیا اس
قرینہ اور وتیرہ پر نہوتی بلکہ اس کی کچھ اور ہی صورت ہوتی تعرف الاشیا باضدادھا
سے ہم کو یہی نتیجہ ملتا ہے کہ اجتماع اضداد کے ذریعہ سے جو عمدہ عمدہ کام کرسکین ملاحظہ
فرمایا جاوے کہ صرف ایک ریل کا انجن جس مین اجتماع اضداد تعدیل کے ساتھ ہوا ہے
یعنی آب و آتش کس طرح عمدہ کام دیتا ہے اور خود ہمارا وجود عنصری جو اضداد سے مجتمع
ہے کیا کیا رنگ دکھاتا جاتا ہے - الغرض کل صفات متضادہ کا ظہور بحکمت بالغہ حضرت
احدیت جلت عظمتہ عالم ایجاد مین بضرورت خاص فرمایا گیا ہے اگر حضرت انسان مین
ایک ہی صفت نسیان ہوتی تو صفات متضادہ سے ظہور کی کوئی ضرورت ہی نہوتی
کیونکہ صفت نسیان جس کا غایت کمال ترک تعلقات کلیہ و اسقاط اضافات اعتبار یہ
ہی صفات متضادہ کے افعال و اعمال سے ظہور کی مانع و متعرض ہوجاتی اور صفات
متضادہ کے مظاہر اور اون سے افعال و اعمال ہرگز ظاہر ہوتے اور قدرت قادر قدیر
علی الاطلاق مطلق سے مقید ہوجاتی جو خلاف شان قدرت مطلقہ احدیت مطلقہ
تھی کیونکہ قدرت مطلقہ کبھی محصور و مقید نہین ہوسکتی مرتبہ اطلاق و تقید دونون مین اس کا
کمال ذاتی ظاہر ہونا ضرور ہے اور انسان دونون کے ظہور کا واسطہ و آلہ ٹہرا ہے بالجملہ

صفات متضادہ کے مظاہر کے ساتھ انسان کو عالم ایجاد مین بہت بڑا تعلق پیدا
ہے کبھی انسان اس سے بری اور آزاد نہین ہوسکتا ورنہ امور تمدن سے وہ کوئی
حصّہ نہین لے سکیگا اس کے بعد اب آپ کو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ صفت انس
جو حضرت انسان مین رکھی ہوئی ہے کیون ہے واضح ہو کہ عقل سلیم اس موقع پر یہ بات بتاتی
ہے اور ہمین یقین واثق ہے کہ اس صفت انس سے قدرتی مقصود یہ ہے کہ اولاً
افراد نوع انسانی مین اس بابل صفت کے ذریعہ سے ایک ہیئت اجتماعی پیدا ہو اور اوس کے
بعد ایک دوسرے سے فیض و مدد لے کر اپنی حسّی اور عقلی قوتون سے عالم ایجاد و
اختراع مین اپنی محتاج الیہ معاشرت کو اون جایز طریقون سے جو خلاف شرافت انسانی
نہون اور جن کو شارع وقت علیہ الصلوۃ والسلام نے ظاہر فرمادیا ہے درست کرین جس کے
بعد وہ اپنے فطری کمالات و ملکات روحی کے وسیع میدان مین قدم رکھنے کے قابل
ہوسکین یعنی تہذیب اخلاق و روحی شایستگی کا سبق پڑھین اور اپنے خالق بے ہمتا
حکیم و قدیم جلّت عظمتہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرکے اوس کی خالص توحید کا اعتراف
اور اوس کے احکام بجا لائین اور یہ ظاہر ہے کہ جب معاشرت ہی درست نہوگی تو
انسان عبادات کی طرف خالصاً لوجہ اللہ متوجہ ہوسکتا ہے اور نہ تہذیب اخلاق و
شایستگی روحی کی جانب رخ کرسکتا ہے کیونکہ انسان کو قرار و دلجمعی اوسی وقت حاصل
ہوتی ہے کہ جب وہ اپنے حسن معاشرت سے بحسب قابلیت بے فکری و
آزادی حاصل کرے ورنہ وہ دلدادہ و مشوش انسان کچھ بھی نہین کرسکتا تاہم اگر اوس نے

توجہ بھی کی تو کسی صحیح و خالص بنیاد پر متصور نہین ہو سکتی بقول آنکہ

| | |
|---|---|
| شب چو عقد نماز بر بندم | چہ خورد بامداد فرزندم |
| اے گرفتار پاے بند عیال | دیگر آزادگی مبند خیال |

بلکہ اوس کا انتشار طبع اوسے بڑے بڑے مہالک مین پھنسا کر بسواد خراب کر دیتا
ہے یعنی جو بیشتر افعال قبیح انسان سے ظہور مین آتے ہین اکثر اوس کی وجہ یہی
یہی ہے کہ وہ اپنی نا اہل بیبیون اور نابالغ بچون کے حسن معاشرت مین
مدد نہ دے سکین تو حیران و سرگردان ہو کر مرتکب افعال قبیح ہو جاتا ہے کہ اوس کی تمام انسانیت
و شرافت انسانی کے فاخرہ خلعت کو تہ کر کے رکھ دیتا ہے اور الضرورات تبیح
المحظورات کا پورا مصداق بن جاتا ہے جس کے بعد وہی افعال قبیح اوس کے
پیارے اور عزیز دست و پا و گردن کے سلاسل و طوق ہو جاتے ہین اور بڑی بڑی
سزائین بھی بھگتا کرتا ہے پس جب تک کہ ایک دوسرے کو مدد نہ دین اور اپنے انس
فطری کا برتاؤ نہ کرین ممکن نہین کہ ہر انسان اپنی ذاتی قوت و ہمت سے اپنے معاشرت
کی شکستہ کشتی کو درست کر کے اس بحر تمدن مین چلا سکے اور اسی بنا پر انسان کو
مدنی الطبع کہتے ہین اور واقعی اوس کو بغرض تمدن مجموعی قوتون کی سخت مدد درکار
ہے ورنہ کوئی انسان خواہ گدا ہو یا بادشاہ تدبیر منزل و سیاست مدن و تہذیب اخلاق
کے امور اہمہ مین حسب دلخواہ ہرگز کامیابی حاصل نہین کر سکتا۔ الغرض انس بھی عجیب و
غریب گوہر دل آویز ہے کہ کوئی فرد افراد انسانی سے اس سے خالی نہین ہے کہ

اوس کے تاج فضیلت مین یہ گوہر بے بہا ٹنکا نہین ہے اور نہ کوئی فرد انسانی ایسی ہے کہ اوس کی چمکتی ہوئی روشنی مین اپنے مماثل افراد کے ساتھ نیک برتاؤ نہ کرسکے بشرطیکہ وہ ذرا اس انمول گوہر کو جنبش دے اور کیون نہو کہ قدرت نے اوسے اسی غرض سے خلق کیا ہے اگر غور کیا جاے تو واضح ہوگا کہ مرتبۂ لاتعین سے لے کر مرتبۂ آخرین جامعیت حضرت انسان تک اسی کا ظہور و شہود ہے شعر

| | |
|---|---|
| چیست آدم چیست حوا عشق بس | گرچہ آید صد ہزاران پیش و پس |

شعر

| | |
|---|---|
| جہان عشق است و دیگر زرق سازی | ہمہ بازی است الا عشق بازی |

چنانچہ عشق حقیقی اپنے خوش لہجے مین پکار پکار کر ہمین یہ سنا رہا ہے غزل

| | |
|---|---|
| عشقم کہ در دو کون مکانم پدید نیست | عنقای مغربم کہ نشانم پدید نیست |
| چون آفتاب در رخ ہر ذرہ ظاہرم | از غایت ظہور عیانم پدید نیست |
| ز ابرو و غمزہ ہر دو جہان صید کردہ ام | منگر بدان کہ تیر و کمانم پدید نیست |
| چون ہر چہ ہست در ہمہ عالم ہمہ منم | مانند در دو عالم ازانم پدید نیست |
| گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم | وین طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست |

اسی کی بدولت انفس و آفاق مین ارتباط و اختلاط پیدا ہوا اور اسی کی بدولت یہ سب مختلف جامے ظہور و بطون کے نظر آنے لگے اور اسی کی وجہ سے عاشق و معشوق شاہد و مشہود مین مناسبت کلی پیدا ہوئی اور اسی کے سبب سے عابد و معبود ۔ رازق و مرزوق

ہین نسبتین قایم ہوئین۔ جب پہلے پہل دریاے عشق کو ناگہان جنبش ہوئی اور حضرت عشق نے بیتاب ہوکر اپنے دلربا جلوے عالم ظہور مین لاے جانے کی خواہش ظاہر کی تو معشوق حقیقی نے اوس کی تسکین کے لئے ایک تجلی[۵۱] کی دریاے عشق نے جوش کہایا اور فوراً آئینہ وحدت ذاتی معشوق حقیقی اپنے اعتبارات و کمالات اجمالی کے ساتھ آراستہ ہوکر سامنے کہڑا ہوگیا۔ معشوق حقیقی نے اُس مین اپنا جمال جہان آرا ملاحظہ فرماکر محیط عشق کی طرف دیکہا۔ چونکہ محیط عشق کو اِس تجلی اجمالی سے پوری تسکین وتسلی نہین ہوئی تھی اور ظہور ذات کمالات تفصیلی کا متقاضی تہا تو اُس نے پہر اپنی بیتابی و بے قراری ظاہر کی معشوق حقیقی نے بمقتضاے مشیت ازلی پہر ایک تجلی[۵۲] بلافصل کی۔ فوراً آئینہ الوہیت مطلقہ معشوق حقیقی باتصاف صفات تفصیلی ذاتی آراستہ ہوکر سامنے آیا معشوق حقیقی نے اپنے حسن ازلی کو بالتفصیل اوس آئینہ مین ملاحظہ فرماکر پہر محیط عشق کی طرف دیکہا لیکن محیط عشق کو پہر بھی تسکین وتسلی نہوئی۔ اور اپنی بیتابی و بے قراری ظاہر کی معشوق حقیقی نے بتقاضاے مشیت ازلی مراتب خارجی کے ظہور کے لئے بلافصل پہر ایک تجلی[۵۳] مرتبہ خارجی مین کی دریاے عشق جوش

---

۵۱ وجود - علم - نور - شہود ۱۲ (مرتبہ وحدت تعین اول)

۵۲ حیات[۱] - علم[۲] - ارادہ[۳] - قدرت[۴] - سماعت[۵] - بصارت[۶] - کلام[۷] یہ صفات سبعہ باری تعالیٰ شانہٗ ہین ۱۲ (مرتبہ واحدیت مرتبہ دوم)

۵۳ یہ بات یاد رہے کہ یکے بعد دیگرے تجلیات کے ہونے کی نسبت جو بیان کیا گیا ہے اوس سے مراد تقدم و تاخر زمانی نہین ہے بلکہ رتبی ہے بغرض تفہیم بیان کی گئی ہین ۱۲ (مرتبہ عالم ارواح)

کرنا کرنے ملنے لگا اور مراتب خارجی کی پے درپے موجین اوٹھنے لگین پہلے جو موج آئی اوس سے ارواح بسیط ظاہر ہوگئے۔ اور جو دوسری آئی اوس سے مثالی صورتین قائم ہوگئین اور جو تیسری آئی اوس سے اجسام پیدا ہوگئے بمصداق ان ربکم الله الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام یعنی کل کائنات کا انتظام ہوگیا لوح وقلم عرش وکرسی جنت ودوزخ حور وملک جن وپری زمین وآسمان جمادات نباتات حیوانات پیدا وظاہر ہوگئے کن فیکون کے خوشنما اور دلفریب جلوے اپنا خوبصورت رنگ اور خوش منظر سمان دکہانے لگے۔ وجوب وامکان کا امتیاز پیدا ہوا۔ عاشق ومعشوق ناز ونیاز کی جلوہ آرائیان ظاہر ہونے کا وقت آن پہونچا قدرت لم یزلی کا مقصود تہا کہ عشق حقیقی کی پوری تصویر عالم اجسام مین کہینچی جاوے اور ظہور کمالات ذاتی کی ایک جگہ تکمیل ہو لہذا قدرت پر حکم ہوا کہ جلد جلد ایک آئینہ مظہر ذات بنایا جاوے جو نہایت آئینہ کے جس کی ایک جانب مصفا ہو اور دوسری مکدر تا طرف وجوب وطرف امکان دونون سے اوسے تعلق رہے اور حد برزخی جو حقیقت انسانیہ واقع ہوئی ہے اوس کا پورا خاکہ بھی اس آئینہ مین اوتار لیا جاوے اور وہ مظہر تامہ بنکر نقطہ مقابل وحدت ذات کا بنے اور حدوث وقدم کے جلوے اوس مین دونون طرف سے بلا آمیزش باہمی بمصداق مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان نظر آئین پس قدرت نے بمقتضاے تقدیر ازلی چٹ پٹ ایک مٹھی بہر پاک مٹی لی اور کوثر وتسنیم کے پاک ومصفا پانی کے چھینٹے دے دے کر اپنے ہاتھون سے اوسے

خوب گوندھا اور پھر نہایت سرعت کے ساتھ آدم کا پتلا بنایا اور قلب صنوبری کو شراب عشق مین خوب مخمر کرکے اوسکے پہلوے چپ مین رکھا اور تمامی کمالات ظاہری و معنوی - علوی و سفلی ستے اُسے پر کیا - جب آدم کے پتلے کی پوری تکمیل اور اُس کا تسویہ ہوا تو منبع فیاض اول روح الروح سے ایک شایستہ کل روح انسانی سے کر حضرت آدم کے پتلے مین تارک کی راہ سے پھونک دیا اور قلب صنوبری کو اُس کا حامل و مرکب بنایا اور نور محمدی کا مثل روشن ستارہ اُسکے ماتھے پر جلوہ گر کیا اور اُس کو مسجود ملائک فرمایا تا اوس کی بزرگی و شرافت تمام مخلوقات پر ظاہر ہو اور اُس کی تعظیم و تکریم کرین شعر

| | |
|---|---|
| چون ملائک ناگہان دیدند آن حسن و جمال | سجدہ ہا کردند باہم یکبار گرشتافتہ شدہ |

شعر

| | |
|---|---|
| ملک در سجدۂ آدم زمین بوس تو نیت کرد | کہ در حسن تو چیزی یافت غیر از طور انسانی |

رباعی

| | |
|---|---|
| در آئینۂ عشق کہ آدم پیدا است | حوا پسرا خوب نگر عکس خدا است |
| آن راست بود چپ کہ نماید از عکس | در آئینہ بین عضو چپش راست نماست |

روح اندر جاتے ہی تڑپی فوراً تنفس جاری ہوگیا - فلدرین کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور دل آویز و مفرح قلب ہوا آدم کے دل و دماغ کو راست پہونچانے لگی قدرت سے آواز دی کہ قم باذن اللہ آدم کا دل مچل گیا آپ کو عطسہ کی تحریک ہوئی فوراً آپ بااعتراف مرتبہ

عبودیت وتحمید رب العزت یعنی الحمد للہ رب العالمین کہکر اوٹھہ کھڑے ہوسے جا نکلے فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی کے یہی معنی ہین حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے پیرایہ دیا اسی مقام کے متعلق فرماتے ہین غزل

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند — گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت — با من راہ نشین بادہ مستانہ زدند

شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد — حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ — چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

آسمان بار امانت نتوانست کشید — قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

نقطۂ عشق دل گوشہ نشینان خون کرد — ہمچو آن خال کہ بر عارض جانانہ زدند

ما بصد خرمن پندار زرہ چون نرویم — چون رہ آدم خاکی بیکے دانہ زدند

آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع — آتش آن ست کہ در خرمن پروانہ زدند

کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب — تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

الغرض جب آدم اوٹھے تو پھر قدرت نے آپ کو حکم کیا کہ اب بہشت کی خوب سیر کرین اور نعمات بہشت سے متلذذ ہون مگر درخت گندم کے پاس نہ جائین - پس آدم صفی اللہ علیہ السلام بہشت کی سیر کرنے لگے اور نعمات بہشت سے متلذذ - چونکہ قدرت لم یزلی کو مطلوب تہا کہ دنیا مین انسانی نوعیت قائم کیجائے اور انسانی درخت پہلے پھولے - پھلے اور ایک آئینہ مظہر تامہ سے لاتعدد

این سعادت روی ننماید بکس — جز پس از عمری که آنهم یک نفس
چون پس از عمری میسر آورد — زودتر از برق خاطف بگذرد
تشنه را گر ز دریا قطرهٔ — در دل آید بلکه بر لب قطرهٔ
خاطر او کی شود زان قطره خوش — کی برد از جانش آن قطره عطش
بلکه چون آن قطره بر لب آیدش — تشنگی بر تشنگی افزایدش
چون رسد از تشنگی جانش بلب — گر کند شور و شغف نبود عجب
با خود آن گوید که هست این ماجرا — سرگذشت عاشقان در ما مضی
خود چه خوشتر زانکه عاشق پیش یار — نالد از غمهای هجران زار زار
او چو بلبل در فغان و در خروش — یار چون گل پیش او بنهاده گوش
بر کشد آه و فغان کی نازنین — هجر تو با من چنان کرده چنین
عمرها رنج و بلا بر من گذشت — خاطر ریش و دلم افگار داشت
هر زمان عالم دگرگون بود ازو — سینه پر غم دیده پر خون بود ازو
این و مثل این حکایات دراز — پیش او گوید ز حال خویش باز
با خود آن گوید که هست این گفتگو — از برای غافل بیراه رو
میکند سیراب را در اضطراب — تا کشد لب تشنگان را سوی آب
خواهی این معنی شود بر تو عیان — مالی لا اجد از قرآن بخوان
بندهٔ مستغرق اندر بندگی — میکند ظاهر ز خود شرمندگی

که چرا از بندگی سر می کشم / رخت [illegible] ل فراتر می کشم

[illegible] آن [illegible] / [illegible]

تا ز راه بندگی آگاه شوند / [illegible]

همچنین واصل شد [illegible] / [illegible]

تا شود محبوب و محرم از وصال / [illegible] پیر رنج و ملال

روی بر تابد ز ذل احتجاب / [illegible] آب

خیز جامی بال همت باز کن / سوی [illegible] اصلیت پرواز کن

طوطی شیرین مقالی تا به چند / [illegible] زاغان پای بند

بودی عمری با گروه طوطیان / شکرستان های قدسی آشیان

با شکر خوبان [illegible] هم آوا بوده / شکر افشان و شکر خا بوده

منزل اصلی فراموش شده است / [illegible] هم آغوش شده

دل ز یاران کهن ببریده / [illegible] از اهل صفا برچیده

وقت شد کز دوستان یاد آوری / رخت سوی منزل اصلی بری

پای قاصد از شد آمد پی کنی / قصه پیغام و نامه طی کنی

جا کنی در کلبهٔ نابود خویش / [illegible] در قبلهٔ بهبود خویش

بادی از جان یکدل و یکرو شوی / بلکه خود را محو سازی او شوی

در بقای او شوی فانی تمام / باقی جاوید باشی والسلام

صفحہ ۹۳ کی ۱۲ سطر کے بعد یہ نظم پڑھی جائے۔

## نظم

حبذا وقتیکہ پیش از صورتیست — فارغ از اندازہ و آزاد از طلب

متحد بود ہمہ با ذات وجود — حکم غیریت بہ کلی محو بود

بود اعیان جہان بے چند و چون — ز امتیاز علمی و عینی مصون

نے ز لوح علم شان نقش ثبوت — نے ز فیض خوان ہستی خوردہ قوت

نے ز حق ممتاز و نے از یکدیگر — غرقہ دریائے وحدت سر بسر

ناگہان در جنبش آمد بحر جود — جملہ را در خود ز خود با خود نمود

امتیاز علمی آمد در میان — بے نشانی را نشانی شد عیان

واجب و ممکن ز ہم ممتاز شد — رسم و آئین دوئی آغاز شد

بعد ازان یک موج دیگر زد محیط — سوئے ساحل آمد ارواح بسیط

موج دیگر زد پدید آمد ازان — برزخ جامع میان جسم و جان

پیش ازان کز زمرۂ اہل حق ست — نام آن برزخ مثال مطلق است

موج آخر آدم است و آدمی — گشتہ محروم از مقام محرمی

بر مراتب سر بسر کردہ عبور — پایہ پایہ ز اصل خود افتادہ دور

چون نگردد زار مسکین زین سفر — نیست از وے ہیچکس مہجور تر

نے کہ آغاز حکایت میکند — وز جدائیہا شکایت میکند

کز نیستانیکه در وی هر عدم — رنگ وحدت داشت با نور قدم

تا به تیغ فرقتم ببریده اند — از نفیرم مرد و زن نالیده اند

کیست مرد اسمای خلاق ودود — کان بود فاعل در اطوار وجود

چیست زن اعیان جمله ممکنات — منفعل گشته ز اسما و صفات

چون همه اعیان و اسمای قصور — دارد اندر مرتبهٔ انسان ظهور

جمله را در ضمن انسان ناله هاست — کز چه هر یک ز اصل خود جداست

شد گریبان گیرشان حب الوطن — این بود سر نفیر مرد و زن

گر کسی گوید که کامل واصل است — واصلان را قرب جانان حاصل است

فرع ایشان متصل گشته باصل — جان ایشان بهره ور گشته ز وصل

پس ز مهجوری حکایت بهر چیست — وز جدائیها شکایت بهر چیست

خوش نباشد گنج فارون در بغل — خویش را از مفلسی کردن مثل

خوش نباشد دامن یوسف بکف — زار نالیدن چو یعقوب از اسف

گویم ار سے لیک وصل با کمال — باشد اندر نشأهٔ دنیا محال

تا بود باقی بقایای وجود — کی شود صاف از کدر جام شهود

تا بود پیوند جان و تن عجب — کی شود مقصود کل بی قطع کشا

تا بود غالب غبار جسم و جان — کی توان دیدن رخ جانان عیان

بی فنای کل و بی جذب قوی — کی حریم وصل را محرم شوی

لاتحصی آئینے بنین اور ہر ایک آئینہ مین کمالات وشیونات ذاتی کے مختلف جلوے
اس نشاء کون وفساد مین باختلاف طبائع افراد انسانی مشاہدہ کیجائین حضرت
آدم علیہ السلام کے صفت اُنس فطری کو جو ودیعۃً رکھی گئی تھی دفعۃً تحریک ہوئی
آپ تنہائی سے گھبرائے اور خدائے قادر ذوالجلال والاکرام سے التجاء دعا
کی کہ کوئی ہم مذاق وہم جنس وہم صحبت وہم مشرب نصیب ہوتا باہمی اختلاط وارتباط سے
رنج تنہائی دفع ہوسکے قدرت کو تو یہی مقصود تھا آپ کے پہلوے چپ سے
حضرت حوا ظاہر ہوئین حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام نے خدا کا شکر ادا کیا
رنج تنہائی دور ہوا۔ باہمی ربط وضبط سے چین سے گذرنے لگی رباعی

| | |
|---|---|
| دل در طرف چپ است حوازان سو | آمد بلباس دلبری از پہلو |
| پس بوالبشر است تن دل ام البشر ست | درباب حقیقت تن ودل زان دو |

آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر بھی اُنس فطری نے بہشت مین چین سے
رہنے نہ دیا ظہور کمالات ذاتی متقاضی تھا کہ اُنس فطری کا اور بھی دائرہ وسیع ہو صفت
اُنس نے لباس نسیان پہنکر حضرت آدم علیہ السلام اور حوا پر غلبہ کیا۔ باوصف امتناع
قطعی بمصداق یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منھا رغدا حیث
شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین حضرت آدم علیہ السلام اور
حوا نے درخت گندم سے دو دو دانہ کھا لیئے اس خطاے اضطراری سے حکمت
لم یزلی نے بپیرایۂ عتاب مین بمصداق فاخرج ھما مما کانا فیہ ان ہر دو ذوات

مقدسہ کو خلد بریں سے خارج کر کے اس دنیا میں پھینک دیا فوراً نسل آدم کی ترقی شروع
ہو گئی توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہو گیا - دنیا میں نسل آدم کی بیل پھیل گئی کمالات ذاتی کے
مختلف جلوے نظر آنے لگے مقصود قدرت لم یزلی پورا ہو گیا اور قصہ تمام ہوا شعر

| رہ زدے کہ بود دم یا یار جبالی | رسوائی گشتہ قصہ تباہی |
| --- | --- |

صحیح تر یہ ہے کہ حسن ذاتی کی دلربا تصویر کو افراد انسانی سے کوئی فرد کھینچ سکتا ہے
اور نہ افراد ملکی سے کوئی فرد اوس کی شبیہ اُتار سکتا ہے اور جس قدر کہا اور سنا محض
اپنی تسکین کے لیے ہے نہ بغرض تکمیل و تتمیم اظہار صور حسن ذاتی معشوق حقیقی
کہ یہ محال ہے شعر

| قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش | حسن این قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد |
| --- | --- |

اس موقع پر ایک یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ الصلوۃ
والسلام کا نسیان نسیان محمود تھا نہ مذموم - اور آپ کی خطا خطائے اضطراری
تھی نہ عمد - اللہ جلشانہ نے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے ذوات مقدسہ و نفوس
متبرکہ کو گناہان کبیرہ و صغیرہ کے عمداً صادر ہونے سے محفوظ و مصئون کر رکھا ہے
اور بعض انبیا علیہم السلام سے جو خطا و زلات صادر ہوئی ہیں وہ تاویلات نیک سے
متعلق ہیں اور اس میں بڑے بڑے حکم بالغہ اور مصالح راسخہ ایزدی مستتر ہیں پس
ہر مومن و مسلم کا فرض ہے کہ ایسے مواقع و محال میں تاویلات نیک سے کام لیں
جس طرح محدثین اور فقہا نے بتایا ہے فافہم - الحاصل اس بیان سے معلوم ہوا

کہ پہلے پہل انس و نسیان کے عملی نتائج سے جسکو حصہ ملا ہے وہ جناب حضرت
ابو البشر آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین حق تعالیٰ فرماتا ہے ولقد عہدنا الی آدم
من قبل فنسی ولم نجد لہ عزماً اس نسیان اضطراری کے ظاہر ہونے کے بعد جب آپ متنبہ
ہوے تو برسون خدا کی درگاہ مین عجز والحاح کی اور اوسکی تسبیح وتہلیل مین مستغرق رہے اور
انوار مرتبہ الوہیت مین منہمک و نسیان اختیاری محمود کو اختیار فرمایا جب کہین جا کے
آپ کو نجات ملی یہ کل مصلحتین آفریدگار عالم کی تھین - چونکہ قدرت لم یزل کو مقصود یہی
تہا کہ اُنس ظاہری سے نسل آدم پہیلے اور اُنس معنوی سے جو نسیان محمود کے
ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے بقطع تعلق خلق اوس خداے وحدہ لا شریک کی طرف بھی متوجہ
و مستغرق رہین اور اوسکی یکتائی کے انوار سے اُن کی اولاد کا دل بھی روشن ہو اور کدورت
ہستی [illegible] دور ہو سکے لہذا یہ دونون صفتین آپ کی اولاد مین بھی ودیعتہً رکھہ دیگئین
اگر انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام مین صفت اُنس نہ ہوتی تو وہ کیونکر اپنی امت کو
شفقت و رحمت کے ساتھ ظاہری و معنوی ہدایت و تعلیم فرما سکتے اور اگر صفت
نسیان نہوتی تو کس طرح بقطع تعلق خلق اللہ ایک وقت اور مرتبہ خاص مین اپنی ذات
وصفات کو فنا کرکے اوسکی دولت دید سے مشرف و کامیاب ہوسکتے عجب قدرت
کاملہ ہے کہ انس ظاہری سے تو نظام کارخانہ عالم بندہا رہتا ہے اور اُنس معنوی سے
جو نسیان محمود کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے دولت دیدجمال معشوق حقیقی نصیب
اور تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے جس سے قلب مطمئن ہوجاتا ہے یعنی لیطمئن قلبی

کے حقیقی معنی اُس پر منکشف ہو جاتے ہین فافہم ولا تنکر الغرض جب یہ گوہر اُنس
انسان کے تاج فضیلت مین ٹنکا ہوا ہے تو مین کسی قدر اُسکی حقیقی تعریف بھی بیان کرنا
چاہتا ہون تا معلوم ہو سکے کہ وہ کیا چیز ہے اور کس ذریعہ سے اس صفت جلیلہ کو
تحریک ہوتی ہے اور اُسکو کام مین لانے کے طریقے کیا ہین۔

واضح ہو کہ اُنس ایک قوت فاضلہ ہے جو قلب انسان سے ناشی ہوتی ہے اور
وہ ایک ایسی وجدانی کیفیت ہے کہ جملہ کیفیات وجدانیات دل پر اُسے شرف
خاص حاصل ہے اور اس شرف خاص کی وجہ سے وہ بمنزلہ ایک اولوالعزم بادشاہ
کے ہے جسکے حکم کو کوئی روک نہین سکتا جیسے کل اعیان و ارکان سلطنت بادشاہ
کے حکم کے مطیع و محکوم ہو جاتے ہین اُسی طرح جب اِس جلیل قوت کی دل مین تحریک
ہوتی ہے تو کل قوتین مغلوب اور وہ غالب ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی اُس کے ایک
دوسری قوت کی دل مین تحریک ہوتی ہے جس کو ہمدردی و غمخواری کے ساتھ تعبیر کرتے
ہین گویا اُنس مظہر ہے اور درد اُس کا مظہر و مقصود و نتیجہ ہے اور یہان پر ایک باریک
وجدانی امتیاز ہے جو ایک دوسرے کو تمیز کرتا ہے ورنہ در حقیقت دونون ایک ہی
ہین کیونکہ یہ تو بدیہی امر ہے کہ جہان اُنس نہین ہے وہان درد بھی نہین ہے اور
جہان اُنس ہے وہان درد بھی ضرور ہے الحاصل یہ ایسا جوہر لطیف ہے کہ جسکے
عملی نتائج کے ذریعہ سے انسان بمقابل نسیان بڑا شرف حاصل کر سکتا ہے اسی
بنا پر حضرت سید العارفین خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین **شعر**

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

واضح ہو کہ تکمیل مراتب اُنس سے انسان موسوم بانسان ہوتا ہے اور تکمیل مراتب نسیان سے موسوم بانسان کامل ہو جاتا ہے۔ بالجملہ حضرت انسان میں یہ ایسی اعلیٰ واشرف قوت رکھی گئی ہے کہ جب حد اعتدال سے تجاوز کر جاتی ہے تو عشق کے نام سے پکاری جاتی ہے اور عشق مجازی سے عشق حقیقی کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے جس کا ذکر اجمالاً بضمن تعریف مرتبہ نسیان ہو چکا ہے یہ صفت انسان کی آفرینش و ظہور کی علت غائی اور اُسکے عروج کمالات روحی کا آخری نتیجہ ہے۔

اب میں یہاں سے کسی قدر مدارج انس بھی بیان کرنا چاہتا ہوں تا اس کی کیفیت بھی بخوبی معلوم ہو سکے۔

واضح ہو کہ مدارج انس[۵] تین قسم کے ہیں ادنی۔ اوسط۔ اعلیٰ یعنی معرفت[۱] محبت[۲] عشق[۳] اسکی صراحت یہ ہے کہ جب کسی کو کسی کے ساتھ معرفت[۱] حاصل ہوتی ہے تو اُس کے دل میں اُس کی جانب سے ایک تعلق خاص پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنی پاک نظری سے اُس کی جانب نظر کرتا ہے یعنی بعد معرفت حتی الامکان اُس کی ذلت

[۵] واضح ہو کہ مدارج انس پانچ قسم کے قرار دئے گئے ہیں یعنی معرفت[۱] محبت[۲] خلت[۳] ۔ ولہ[۴] عشق[۵] اور ہر ایک درجہ بسبب تفاوت تعلق قلبی درجہ اول سے ثانی پر اور ثانی سے ثالث پر اور ثالث سے رابع پر اور رابع سے خامس پر ترقی کرتا گیا ہے لیکن ہم نے بخوف طوالت بیان یہاں پر مراتب و مدارج ثلاثہ معروفہ پر ہی اکتفا کیا ہے فافہم و اعمل

وخواری کو پسند نہین کرتا - پس یہ امر محض نتیجہ ہے اُسی صفت انس کا جو اُس کے
دل مین اُس کی جانب سے پیدا ہوئی ہے اور جب کسی کو کسی کے ساتھہ محبت ہوتی
ہے تو اُس کے دل مین اُس کی جانب سے بعض وقت جوش بھی پیدا ہوتا ہے یعنی
ایک تصور خاص بندھ جاتا ہے لیکن وہ تصور وجوش ہر وقت قائم نہین رہ سکتا چنانچہ
اس کا تجربہ بھی آپ کو ہوا ہوگا یہ بھی اُسی صفت انس کا نتیجہ ہے - اور جب کسی کو
کسی کے ساتھہ عشق ہوتا ہے تو جوش دوامی اُس کے دل مین پیدا رہتا ہے
یعنی کسی وقت اور کسی حال مین اُس جوش وخروش سے وہ خالی نہین رہ سکتا - اور ایک
آگ اُس کے دل مین بوسیلہ وجذبۂ عشق لگی رہتی ہے کہ سوا ے تصور معشوق
کے تمامی تصورات وتخیلات وتعلقات کو جلا دیتی ہے اور اسی بنا پر فرمایا گیا ہے
العشق نار یحرق ماسوی المعشوق اور درجۂ آخر اُس کا انہماک واستغراق
تامہ ہے جس کے بعد وہ امتیازات حسی سے بری ہو جاتا ہے چنانچہ جب مجنون
سے پوچھا گیا کہ لیلی کہان ہے اوسنے جواب دیا کہ انا لیلی - یعنی اس وجہ وہ لیلی مین فانی
ہو گیا تھا کہ خود لیلی بن گیا تھا اور جو قول وفعل لیلی کا تھا وہی مجنون کا بھی تھا - اور بالمعنی
کوئی امتیاز فیما بین لیلی ومجنون باقی نہین تھا الا بصورت متغایرہ ظاہریہ - یعنی بظاہر
کہنے کے لیے مجنون ولیلی موجود تھے چنانچہ جس وقت لیلی کی فصد کھولی گئی مجنون
کی فصد بھی خود بخود کھل گئی اور فوارہ خون اُٹھنے لگا اس حادثہ سے عالم کو حیرت طاری
ہوئی - نیرنگی عشق مجنون نے ایک نیا تماشا کھڑا کر دیا اور اپنا رنگ دکھانے لگا شعر

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

نکا مسالہ نظر آگیا۔ سبحان اللہ عشق بھی عجیب جوہر لطیف و گوہر نورانی ہے کہ نہ کوئی وصف
اوصاف انسانی سے اُس کا مقابل ہوسکتا ہے اور نہ کوئی فکر تکلفات بشری سے
اُس کا قائل۔ اُس کی چمکتی ہوئی روشنی مین انسان کہان سے کہان پہونچ جاتا ہے
جب عشق مجازی کی یہ کیفیت ہے تو عشق حقیقی کا کیا کہنا اور کیون وہ عاشق فانی کو
اپنی تمام ہستی سے بھلا کر چھوڑ سکے اِس مقام پر اشہب خامہ ہوا سے عشق کی گرمی
سے بھڑک کر ہاتھ سے نکلا جاتا ہے کیا لکھون اور کیا عرض کرون کہ اِس گوہر پاک کی
کیا حالت ہے سینہ اُبلتا ہے دل تڑپتا ہے ہاتھ تھراتا ہے مگر طبیعت پر جبر
اور جوش دل کو روک کر کچھ لکھنا چاہتا ہون ذرا سماعت فرمائیے واضح ہو کہ جس کسی کو
عشق حقیقی کی نعمت لازوال مل گئی اُس نے دولت ابدی پائی۔ اور جس کسی کے
سر پر اُس نے اپنا ہاتھ رکھا رحمت الٰہی نے چتر بن کر اُس کو اپنے سایہ مین لے لیا
وانت حبیبی کا تاج اُس کے سر پر رکھدیا اور الفقر فخری کے روضہ جاوید
سے ایک پھول توڑ کر اُسکے تاج فضیلت مین لگا دیا۔ یہ وہ محبوبہ عشوہ گر جان پرور بلا کا
تیلا ہے کہ جو کوئی اُس کے تیغ ابرو سے زخمی دل ہوا دولت دید کا مرہم کافوری
اُسکے زخم پر لگا دیا گیا۔ اور جس کسی کو اُس نے اپنے تیر نگاہ سے گھایل کر لیا اور
صفحہ ہستی دنیا سے اُسے مٹا دیا شہادت کبری اُسے نصیب ہو گئی اور دارین مین
اُس نے سرخروی حاصل کی شعر

| | |
|---|---|
| چون شہید عشق در دنیا و عقبیٰ سرخروست | اے خوش آنساعت کہ یار کشتہ زین میدان شد |

اسی واسطے حدیث شریف مین آیا ہے من عشق وعف وکتم ومات مات شہیدا
جب اُسکی مبارک و نورانی جسم روح اس مرتبہ کے حاصل ہونے کے بعد اعلیٰ کا قصد
کرتی ہے اور اپنے مرکز اصلی پر جاکر ٹھیرنا چاہتی ہے تو ساکنان حرم قدس اُسے
لینے کے لیے بڑھتے ہین اور ملکوتیان خیر مقدم کی آواز بلند کرتے ہین اُدہر حلد برین
مشتاق ہوتی ہے کہ مین اس عاشق ذاتی وجان نواز و جان بخش کو آگے جانے
نہ دونگی اور اپنے آراستہ مکان کی اونچی مرصع و زرنگار کرسی پر بٹھا کر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے
اُسکی سوزش دل کو رفع کرونگی اور اپنے مشکین مکان کو زیادہ بوصف رونق بخشونگی

### شعر

| | |
|---|---|
| مکان بنا ہے بہشت کے لیے ذرا ٹھہر | ابھی تو رات بڑی ہے نہین ہوئی ہے سحر |

اور ایک طرف ہر ایک ڈالی درختان بہشت کی اُسکی تعظیم وتکریم کے لئے جھکی رہتی ہے
اور ہر ایک گل رنگین اُسپر نچھاور کرنے کے لیے تیار شگفتہ ہوکر منتظر رہتا ہے
بہشت برین کی نہرین جوش مین آجاتی ہین تاکہ اس سوختہ دل اور جگر سوختہ عاشق کا دل
ہلکا کرین اور اپنی اُترتی ہوئی موجون کا نشانہ بناکر اُسکی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
ہوا سے اُس کے دل برشتہ کو تسکین دین اُدہر حوران بہشتی بناؤ سنگار کرکے آئینہ
و سنبل کا سنگار مرصع لباس زیب بدن کرکے حلہ بہشت سے آراستہ ہوکر منتظر اس
بات کی ہوتی ہین کہ ہم اس عاشق فانی و شہید کو اپنی گود مین اٹھالین گے اور اپنی ساتھ لیجائین

مقصود و مطلوب ہوتی ہین اور یہ چال باتیں افسون سازیان ناسمجھ ہوان کی کب پسند
آتی ہین کہ استعماری آتے لوت سے پس فوراً رحمت معشوق حقیقی للکار کرکہتی
ہے طوقوا طرقوا یعنی ہٹو الگ ہو کہ ابھی اس عاشق فانی و شہید کے حرم راز
تک کوئی نہین آسکتا اور اُسکے دامن عصمت کو چھو نہین سکتا۔ جب تک کہ
ایک دو باتین ہم سے نہ ہولین اُس وقت سب کے سب جھجک کر الگ ہو جاتی
ہین اور تماشائی بن کر چو طرف سے تاکنے اور جھانکنے لگتی ہین کہ یہ کیا معاملہ ہے اور
کیا راز و نیاز ہے۔

## سوال رحمت معشوق حقیقی و احد حمید بجانب عاشق فانی و شہید

| | |
|---|---|
| اے بلبل شوریدہ دیوانہ توئی یا ما | جویاے گنج خزینہ دیوانہ توئی یا ما |
| تو عاشق گلزاری من عاشق دیدارم | در درد فراق او دیوانہ توئی یا ما |
| تو در قفسے در ما در خلوت خود تنہا | اے گوشہ نشین مست دیوانہ توئی یا ما |
| در فصل بہارے از عشق جمال دے | یا نعرہ و فریادی مستانہ توئی یا ما |
| عشق تو بجا بلبل اندر رگ و پے رفتہ | آن بادہ کو آترا پیمانہ توئی یا ما |
| تو عاشق و من عاشق دم درکش و حاضر باش | ورنہ بخدا امروز درحسانہ توئی یا ما |
| گویند کہ گنجے ہست اندر دل ہر مستے | از بہر چنین گنجے دیوانہ توئی یا ما |

اے عاشق فانی و نیاز مند و اے شہید خنجر ناز و دردمند دنیا مین تو تو نے بہت سی

تکلیفین اور مصیبتین اٹھائین اب بتا کہ کہان ٹھہرنا چاہتا ہے آیا بہشت برین
مین رہنا پسند ہے جہان موتیون کے نشین مکان آراستہ ہین یاقوت کے اونچے
اونچے خوشنما قصر کھڑے ہین ہر ایک مکان کی قدرتی میناکاری اپنا دلفریب
جلوہ دکھا رہی ہے بلورین قندیلین اور جہاڑ آویزان ہین قدرتی فانوسون مین نور کی شمعین
روشن ہین شعر

| زہے صفائے عمارت کہ در تماشایش | از دیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار |
|---|---|

فرش زمردین بچھا ہے الماس کی مسہریان سنوری ہوئی ہین نور کے پردے پڑے
ہین مشجر اطلس اور مخمل کے نمگیرے تانے ہین زربفت کے شامیانے کھڑے
ہین نور کے خیمے استادہ ہین تخت طلائین بچھے ہین مرصع کرسیان جابجا قرینہ
قرینے سے لگی ہوئی ہین باغ آراستہ ہین پہولون کی خوشبو مہک رہی ہے درختان بہشت
میوون سے لدے ہوے اپنا جلوہ جدا دکہا رہے ہین نسیم قدرتی چل رہی ہے دل
دماغ کو تفریح بخش رہی ہے صبا دلکشا غنچون کو کھلا رہی ہے زمردین درختون
مین گلہائے رنگارنگ اپنا نیارا رنگ دکھا رہے ہین طایر نورانی اپنی خوش الحانی
سے دلکش قدرتی بولیان بول رہے ہین جانوران بہشتی کلیلین کر رہے ہین
زمردین دوب چر رہے ہین قدرتی ارغنون بج رہا ہے کوثر و تسنیم کی نہرین جاری
ہین دودہ اور شہد کی ندیان بہہ رہی ہین سنہری جام شراب طہور سے بہرے ہوے مرصع کشتیون
مین رکھے ہین ایک طرف طلائی صراحیان قدرتی برف پڑی ہوئی پانی سے بہری ہوی کافوری چوکیون

پر رکھی ہوئی ہین۔ خوشنما پھول جواہر کی چنگیریون مین رکھے ہوئے ہین قدرتی
گلاب کیوڑہ عطر سے بھرے ہوئے رکھے ہین جابجا طلائی گلدستے آراستہ کئے رکھے ہین
الوان نعمت کے دسترخوان بچھے ہین سنہری اور روپہلی منقش رکابیان رکھی ہوئی
ہین۔ طعام مزہ دار اور شراب خوشگوار کی خوشبو سے مشام جان معطر ہوا جاتا ہے عجیب
دلفریب تفریح بخش جگہ ہے جس رغبت کے ساتھ ہی ہر قسم کا کھانا سامنے آجایا کرتا ہے
کوئی خدمت سے منہ موڑنے والا نہین اپنے اپنے شغل مین آزاد رنج کا نام نہین درد کا کام
نہین آسائش دست بستہ کھڑی ہے آرام حکم کا منتظر ہے ہر قسم کا نیا تماشا موجود ہے۔

شاہد ہے جو موجود ہے شعر

| بہشت آنجا کہ آزارے نباشد | | کسے را با کسے کارے نباشد |
|---|---|---|

حور و غلمان خدمت گذاری کے لیے کھڑے ہین اور اپنے دلربا ناز و انداز سے
خوبصورت جلوے اور کرشمے دکھا رہے ہین حورٌ مقصورات فی الخیام
کا پورا سمان بندھا ہوا ہے۔ خوبصورت اور کمسن پری زاد عورتین جن کی شرمگین
آنکھیں اور نیچی نگاہین عاشقون کے دلون کو لبھانے والی اور انہیں اپنا فریفتہ و
شیدا بنانے والی ہین۔ زرق برق لباس پہنے ہوئے موجود و مشتاق کھڑی ہین۔
یا خلوت سرائے خاص مین معشوق حقیقی رہنا پسند ہے۔

نوحہ کی گت چھیڑ دے لیکن میں ضبط کرتا تھا دم کے دھاگوں سے ہونٹ سیتا تھا بستر خار پر لوٹتا تھا سیل آنکھوں سے دہلتا تھا دم گھٹا جاتا تھا غنچۂ غم گلے پر چلتا تھا زخم بسمل کی طرح تڑپتا تھا اور ورد زبان یہ اشعار حسرت یاس جاری تھے۔ اشعار

| | |
|---|---|
| لگا تیر ہنسنے دیے جھڑکے گر یار تو باقی | [illegible] |
| جو فریاد کرتا ہے [illegible] مرے صبا | [illegible] |
| قضا ہی سے کیسے مجھے کچھ نہیں موقوف | [illegible] |

بستر خاک پر لوٹتا تھا پہلو پہ پہلو بدلتا تھا سر دھنتا تھا۔ شعر

| | |
|---|---|
| کہ بیمار محبت را سر زانو بگرداند | مگر درد [illegible] پہلو بگرداند |

غرض عجیب حال تھا اترا لا رنگ تھا بے حد سختیاں اٹھائیں بیشمار مصیبتیں جھیلیں عرصہ دراز تک کوہ و ہامون گھومتا رہا کبھی آبادی میں پھرا کیا اور کبھی ویرانہ میں پڑا رہا اور اکثر یہ شعر ورد زبان رہا۔ شعر

| | |
|---|---|
| نہ من بیہودہ گرد کوچہ و بازار میگردم | مذاق عاشقی دارم پئے دلدار می گردم |

کہیں غبار راہ بنکر اوڑا کیا اور کہیں بگولا بنکر خوب چکر لگایا۔ شعر

| | |
|---|---|
| غبار راہ گشتم سرمہ گشتم توتیا گشتم | بچندین رنگ گشتم تا بچشمت آشنا گشتم |

کوہ و ہامون میرے حال زار پر ترس کھاتے تھے [illegible] قطعہ

| | |
|---|---|
| پتہ بتا دے تو عاشق ہے کس کا ای جانی | [illegible] |

| | |
|---|---|
| یہ رنگ تو نے اٹھایا ہی کیون ہوا کیا ہے | نہ اب ہے تن کی خبر ہے نہ جان کی کچھہ پروا |

درندو چرندمیرے حال زار پر آٹھہ آٹھہ آنسو روتے تھے اور میری مزاج پرسی وعیادت کو چلے آتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ خیر تو ہے تجھے کیا ہوا ہے کسی درندہ کا خوف ہے اور نہ کسی چرندہ کا ڈر کیون اپنی جان شیرین پر کھیلا ہوا ہے جو اس صحراے لق ودق مین آپڑا ہے جہان آدم ہے نہ آدم زاد ایک طرف درختان صحرائی ایک پاؤن پر کھڑی ہوئے حیرت کی نگاہون سے مجھے تکتے تھے اور چشم پرنم سے قطرات آنسو گراتے تھے اور زبان حال سے یہ کہتے جاتے تھے شعر

| | |
|---|---|
| ناوک ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا | درد اٹھہ اٹھہ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا |

مجھے کسی کی کچھہ بھی پروا نہین تھی کیونکہ مین نے تو پہلے ہی اپنی جان اس راہ مین نذر کردی تھی مجھے کسی کا خوف تھا اور نہ کسی کا خیال مین نے کسی کی طرف التفات نہین کیا اور نہ اپنی خستہ حالت و دیدۂ خونبار کی وجہ کا اظہار مہر سکوت زبان پر لگی تھی البتہ اس قدر تو ضرور کہتا تھا شعر

| | |
|---|---|
| مرا در دلیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد | وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد |

اور اکثر یہ اشعار زبان پر جاری تھے غزل

| | |
|---|---|
| با اینہمہ ناز و خوش ادائی | ناز و بتو شان دلربائی |
| درکوۂ عشق بے غش آیم | صد رہ اگرم بیازمائی |
| ما وا بتو جز وفا نیست | چندانکہ تو بر سر جفائی |

صد روز سیاہ دیدم از تو / روزت سیاہ اے شب جدائی
آتش بگرفت گریۂ من / اے گریہ داد رس کجائی

اور جب اوس معشوق حقیقی کا فراق مجھے زیادہ ستاتا تا اور تڑپاتا تھا تو یہ اشعار بے اختیار زبان سے نکلتے تھے

## غزل

اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست / منزل آن مہ عاشق کش عیار کجاست
عاشق خستہ بدرد و غم ہجران تو سوخت / ہیچ پرسی تو کہ آن عاشق غمخوار کجاست
شب تار است و رہ وادی ایمن در پیش / آتش طور کجا وعدۂ دیدار کجاست
ہر کہ آمد بجہان نقش خرابی بیند / در خرابات مپرسید کہ ہشیار کجاست
آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند / نکتہ ہا ہست ولی محرم اسرار کجاست
ہر سر موی مرا با تو ہزاران کار است / ما کجائیم و ملامت گر بیکار کجاست
عقل دیوانہ شد آن سلسلۂ مشکین کو / دل ما گوشہ گرفت ابروی دلدار کجاست
دلم از صومعہ و صحبت زاہد بگرفت / یار ترسا بچہ کو خانۂ خمار کجاست
بادہ و مطرب و گل جملہ مہیاست ولے / عیش بے یار مہیا نبود یار کجاست
حافظ از باد خزان در چمن دہر مرنج / فکر معقول بفرما گل بے خار کجاست

اور جب آتش فراق زیادہ بھڑک اوٹھتی تھی اور دل تڑپتا تھا تو یہ اشعار پڑھ پڑھ کر دل مضطر کو تسکین و طمانیت دیتا تھا

## غزل

عاشقان را درد و غم بسیار می باید کشید / داغ یار و غصۂ اغیار می باید کشید

| | |
|---|---|
| درد دل شب ہاے تار از اشتیاق روے یار | آہ سرد و نالہ ہاے زار می باید کشید |
| داد خواہی را کہ میخواہد ز سلطان داد خویش | انتظار بامداد یار می باید کشید |
| ہر کہ عاشق شد اگر چہ نازنین عالم است | نازکی کئے راست آید بار می باید کشید |
| حافظا چندین الم ما را او ایام فراق | بر امید وعدۂ دیدار می باید کشید |

پس آپ ارشاد فرمائیے کہ جو ایسا دلدادہ جگر برشتہ دل خستہ ہو اور اپنے معشوق حقیقی کی آتش فراق میں پیکر عنصری کو جلا کر خاک کر کے یہانتک پہنچا ہو وہ کیونکر بہشت برین میں ٹھیر سکتا ہے شعر

| | |
|---|---|
| پابند نہ دوزخ و بہشت اند | این طائفہ را چنان سرشتند |

## اشعار

| | |
|---|---|
| حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا | سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا |
| دیدِ لیلیٰ کے لیے دیدۂ مجنون ہے ضرور | میری آنکھون سے کوئی دیکھے تماشا تیرا |

## غزل

| | |
|---|---|
| گل بے رخ یار خوش نباشد | بے بادہ بہار خوش نباشد |
| طرف چمن و ہواے بستان | بے لالہ عذار خوش نباشد |
| رقصیدن سرو و حالت گل | بے صوت ہزار خوش نباشد |
| باغ و گل و مل خوش است لیکن | بے صحبت یار خوش نباشد |
| ہر نقش کہ دست عقل بندد | بے نقش نگار خوش نباشد |

| | |
|---|---|
| با یار شکر لب گل اندام | بے بوس وکنار خوش نباشد |
| جان نقد محقر است حافظ | از بہر نثار خوش نباشد |

اب میری خواہش وتمنا یہی ہے کہ اپنے معشوق حقیقی کے خلوت سرا ے خاص کے کسی گوشہ مین ابد آلآباد پڑا رہون اور اُسکے دیدار سے ہمیشہ کامیاب **شعر**

| | |
|---|---|
| در بزم وصال تو ہنگام تماشا | نظارہ ز جنبیدن مژگان گلہ دارد |

اِس عرض جواب کے ساتھ ہی دریاے رحمت معشوق حقیقی جوش کہا کر اپنے خوش لہجہ مین یہ سناتا ہوا **شعر**

| | |
|---|---|
| بے حجابانہ درآ از در کاشانۂ ما | کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما |

اُسے اپنے دلربا سیلاب سے بہا لیئے جاتا ہے اِسکے بعد ساکنان حرم قدس کو معشوق حقیقی کا حکم ہوتا ہے کہ اِس تشنۂ دریاے رحمت کو ہمارے خلوت سراے خاص مین پہنچا دو فوراً ساکنان حرم قدس دوبارہ اُسے دریاے رحمت مین خوب غوطے دے دیکر اپنے دلکش لہجہ مین یہ گیت گاتے ہوے ۔

| | |
|---|---|
| اے صورت عشق لا یزالی | وے عکس جمال بے مثالی |
| اے رایحۂ بوستان معنیٰ | وے نفحۂ گلستان الّا |
| اے آہوے مرغزار وحدت | وے بار نشکار گاہ کثرت |
| خوش آمدی از سراے دنیا | اکنون بنشین تو خوش درین جا |
| از دولت دید یار جانی | حاصل کنی عمر جاودانی |

| | |
|---|---|
| اینجا نہ تعرض است و مانع | یک دید جمال ذات جامع |
| اینست لقاے یار جانی | اینست بقاے جاودانی |
| بیہوشئی عاشق سبکبار | وخلے وادشش بخلوت یار |
| اینست مقام قطع کثرت | اینست مقام اوج وحدت |

خلوت سراے خاص مین پہنچا دیتے ہین جسکے بعد معشوق حقیقی کا دریردہ یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اے عاشق صادق وفانی وشہید یہانتک تیری رسائی کیسی ہوئی کس چیز نے تجھے یہانتک پہنچایا - یہ وہ مقام ہے جہان ملائک مقربین کا بھی دخل نہین ہے تو آدم زاد کی نژاد شہوات سے بہرا ہوا کیسے یہانتک ہونچ گیا - عاشق فانی وشہید نہایت ادب کے ساتھہ بارگاہ معشوق حقیقی مین کھڑا ہوکر دست بستہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے آقا میرے معشوق حقیقی تیرا فروغ جمال لم یزل ولایزال ہے دنیا مین تیرے عشق نے مجھے خوب تڑپایا جس حکمت بالغہ سے تونے میری روح کو قالب عنصری کی مملکت کی حکومت دیکر دنیا مین روانہ کیا اوس نے میرے عنصری پیکر کو تیری راہ مین خوب روندا - جس کا عمدہ نتیجہ آج مجھے ملا ہے میری دنیاوی زندگی آج چیز ہوئی کہ تیرے تقرب کی مجھے دوامی عزت حاصل ہوئی ہرچند میرا وجود عنصری تیری راہ مین چلنے سے مجھے باز رکھنا چاہتا تھا کہ حالت طبعی غلبہ کرتی تھی طبیعت مین ثقل پیدا ہوتا تھا ایک طرف دنیاوی تعلقات مجھے کھینچتے جاتے تھے طبعی خواہشین میری جان جدا مارتی تھین زن وفرزند دوست احباب کی بے معنی اور غیر مشروع زبانشین

تیری راہ مین سد ہونا چاہتی تھین لیکن چونکہ مجھے اپنا نتیجہ یاد تھا و آخرین پیش نظر تھا تیری
عظمت و جلال و وحدانیت کا خوبصورت نقشہ میری آنکھون مین پھر گیا تھا تیرے
قرب کی نعمتون پر میرا ایمان تھا تیرے بعد کی زحمتون پر میرا ایقان تھا تیرا عشق میرا رہبر
تھا تیری محبت میرے دل مین جمی ہوئی تھی لہذا مین نے کبھی اپنی عنصری قوتون اور
نفسانی خواہشون کو روحی قوتون پر بڑھنے نہین دیا تیرے عشق کی مدد سے سب کو
دبا کر رکھا دنیا مین سے کسی کی بات نہین مانی مگر اُسی قدر کہ جتنا تیرا اور تیرے رسول کا
حکم تھا ہمیشہ تیری رضا پر راضی رہا اور جو کچھ تیری بارگاہ سے مجھے وظیفہ ملتا تھا اُسی پر
قناعت کی مصیبت پر صبر کیا نعمت پر شکر ادا کیا تیری نافرمانی کو مکروہ جانتا تھا تیرے
ادائے حکم کو محبوب رکھتا تھا حسن نیت کو اپنی نجات کا باعث تصور کرتا تھا دل آزاری
سے ڈرتا تھا کوسون بھاگتا تھا حسرت کی کبھی شکایت نہین کی فراخ حالی مین کبھی
تجھے بھولا نہین باوصف اسکے مجھے اپنے افعال و اعمال پر بال برابر بھروسا اور
دیکھا نہین تھا صرف تیرے ادائے حکم کا خیال تھا ہمیشہ تیری رحمت کا امیدوار تھا
اس پہلے ہی دنیا مین تیری رحمت کاملہ نے مجھے موتوا قبل ان تموتوا کے مرتبہ
سے سرفراز کیا باوصف حجاب عنصری تیرے انوار جمال سے میرا دل منور ہوتا جاتا تھا
تجھ سے سوائے تیری ہی دولت کے بجز کسی بات کی ہوس و خواہش نہین تھی تیری جدائی
مین بے چین تھا تیرے عشق نے مجھے تیری نعمت کا امیدوار بنا رکھا تھا محض
تیری رحمت نے مجھے یہانتک پہنچایا ورنہ اس مشت خاک کا کیا مقدور تھا کہ اس

لازوال و بیمثال بارگاہ تک پہنچ سکے اور اس مرتبہ کو حاصل کر سکے تیری عنایت
نوازش نے مجھ ذرہ بے مقدار کو آفتاب سے زیادہ رتبہ بخشا اس کے بعد نہایت
تڑپ کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہے۔ اشعار

| | |
|---|---|
| بنما کہ رخ کہ سرو گلستانم آرزوست | بخشا کہ لب کہ قند فراوانم آرزوست |
| اے آفتاب رخ نما از نقاب ابر | کان چہرۂ مشعشع تابانم آرزوست |

اس عرض جواب کے ساتھ ہی معشوق حقیقی کی رحمت کاملہ کو اس درجہ جوش ہوتا ہے
کہ معشوق حقیقی اپنے چہرۂ انور سے نقاب الٹ کر بے کیف و کم بے جہت و
بے مکان بمصداق کما ترون القمر لیلۃ البدر اپنے جمال جہان آرا سے
عاشق فانی و شہید کو مشرف و متلذذ و ممتاز و سرفراز فرماتا ہے اور عاشق فانی آئینہ وحدت
ذاتی معشوق حقیقی مین اُس کے جمال جہان آرا کا مشاہدہ کرکے باقتباس انوار جمال
ابدالآباد مست و مدہوش پڑا رہتا ہے اس کے بعد اُسکے نشۂ شراب دیدار کو کوئی
اُتار سکتا ہے اور نہ کوئی اُسے ہوشیار کرسکتا ہے اور اُسکی بیہوشی زبان حال سے
ہمیشہ یہ گیت گاتی رہتی ہے۔ غزل

| | |
|---|---|
| اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری | ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری |
| آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام | بسیار خوبان دیدہ ام اما تو چیزے دیگری |
| نوازیری چابک تری وزبرگ گل نازکتری | وزہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری |
| صورتگر نقاش چین رو صورت یارم ببین | یا صورتے کش اینچنین یا ترک کن صورتگری |

| | |
|---|---|
| عالم ہمہ یغمای تو خلق جہان شیدای تو | آن نرگس رعنای تو آورد رسم دلبری |

ادہر بہشت وحوران بہشت کف افسوس مل کر یہ کہتی ہوئی رہ جاتی ہین کہ یہ دلدادہ ہم سے نکل گیا۔ سبحان اللہ کیا راز ونیاز عاشق فانی ومعشوق حقیقی ہین کہ عاشق صادق وفانی سوا سے خلوت سرا سے خاص کے کہین ٹھیر نہ سکا۔ الحاصل عاشق فانی کو ہمیشہ چین ہی چین ہے اور آرام ہی آرام **شعر**

| | |
|---|---|
| اینقدر گفتم ار دلے داری | حل کن ار ہیچ مشکلے داری |

**العاقل تکفیہ الاشارۃ والکنایۃ ابلغ من الصراحۃ شعر**

| | |
|---|---|
| خوشتر آن باشد کہ سر دلبران | گفتہ آید در حدیث دیگران |

اگر کوئی نظر باز ودلدادہ ہو تو اس واقعہ کو خوب سمجھ سکے اور خدا اپنا فضل کرے تو یہ بلند مرتبہ بھی مل سکے ہم نازپروردون کو اس کڑی اٹھانے سے کیا تعلق اور عشق کی سختیان جھیلنے سے کیا سروکار اس وادی دشوار گذار مین جہان پانون تھراتے ہین کون قدم رکھہ سکتا ہے اس اونچے زینہ پر جس پر چڑہنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہی کون جا سکتا ہے کون ایسا شخص ہے جو اس خطرناک میدان مین مردانہ وار قدم رکھہ سکے اور کون ایسا جری دل جان پر کھیلا ہوا ہے کہ اس آتشکدہ مین قصد اگر اپنے پیکر عنصری کو پھونک دے کون ایسا پہلوان ہے کہ اسکے جگر دگار تیر دتبر کا سینہ سپر ہو کر مجروح دل بن سکے مصرعہ آسان نہین کڑی اٹھانا **قطعہ**

| | |
|---|---|
| ز منزلات ہوس گر برون نہی قدمے | نزول در حرم کبریا توانے کرد |

ولیک این عمل رہروان چالاکست | تو نازنین جہانے کجا توانی کرد

سچ تو یہ ہے کہ عاشقی بوالہوسی نہیں ہے بلکہ فولاد کے چنے ہیں اسکا چبانا اُسی جوہری پہلوان کا کام ہے جس نے پہلے ہی اپنی جان شیرین عشق حقیقی کے شدید صدمے کی نذر کردی ہو چنانچہ اسی بنا پر حضرت صوفی سرمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

## رباعی

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند | سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار | این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

## مثنوی

فی طریق العشق انواع البلاء | ایہا القلب الحزین المبتلاء
لکن القلب المعشوق الممتحن | لا یبالی فی البلایا والمحن
سہل باشد در رہ فقر و فنا | گر رسد جان را تعب تن را عنا
رنج راحت دان چو مطلب شد بزرگ | گرد گلہ توتیاے چشم گرگ
کے بود در راہ عشق آسودگی | سر بسر درد است و خون آلودگی
تا بچند اے شاہباز پرفتوح | بازمانی دور از اقلیم روح
تا نسازی بر خود آسایش حرام | کے توانی زد براہ عشق کام
غیر ناکامی درین رہ کام نیست | راہ عشق ست این رہ حمام نیست

الغرض جب عاشق زار تڑپتا ہے تو معشوق بھی اُس کی طرف نگاہ ناز سے دیکھتا ہے

اور اُسکی تسلی و دلجوئی کرتا ہے ہم تو رات دن اپنی ہستی موہوم میں غرق ہیں عشق حقیقی کی راہ سے ملے تو کیونکر اور فانی ہوں تو کسطرح - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - حالانکہ عشق حقیقی باآواز بلند ہمیں یہ ہدایت و تعلیم کر رہا ہے -

بدر خورشید برق غیرت عشق / بظهور آمد از سریرت عشق

ظلمت دوری و کدورت او / مضمحل شد ز نور طلعت او

لمعات وجود لامع گشت / آفتاب شهود طالع گشت

چونکه نور قدم طلوع کند / تیغ بر فرق حادثات زند

ظلمت ممکنات برخیزد / سایه از آفتاب بگریزد

ظلمت هستیت ضیا گردد / جمله در نور حق فنا گردد

زین تعین که بر تو طاری شد / ظلمات رسوم ساری شد

چند در نفس خویشتن بینی / مردی از بس که خویشتن بینی

پرده از روی کار خود بردار / بین که کاری چه میکند آن یار

تو همین مظهر ظهور وی / همچو شیشه به پیش نور وی

ایکه در شیشه ها نظر کردی / شیشه بر سنگ زن اگر مردی

تا تو در پرده ها نظر داری / از جمالش کجا خبر داری

پردهٔ او توئی ز ره برخیز / همچو سایه ز آفتاب گریز

تا جمالش ز ستر من و تو / بنماید بلطف درست من و تو

نقطہ چون دایرہ بسیر آید — وحدت است این چہ جاے غیر آید

سرعت این نقطہ را چو دایرہ ساخت — تاکس او راز دایرہ نشناخت

چون مسافر مقیم خواہد شد — دایرہ ہم دو نیم خواہد شد

بعد ازان در اقامت ار پاید — آن دو قوسش بنقطہ در آید

قاب قوسین و سیر او دنے — اندرین نقطہ مے شود پیدا

خط سوم از میان برخاست — لاجرم نام این و آن برخاست

اینقدر گفتم ار دلے داری — حل کن ار ہیچ مشکلے داری

کار ما بہتر از خموشی نیست — زانکہ ہنگام خود فروشی نیست

آن زمانیکہ مے بجوشش آید — تو خمش خود کہ زد خروش آید

ایہا الناظرین - جب مین نے عشق کا کچھ حال لکھنا چاہا تو اشہب خامہ کی جولانی نے میرے ہاتھ سے عنان چھڑالی اور مجھے تڑپا تڑپا کر بہت دور پھینک دیا تھا - لیکن مین پھر سنبھل کر ہزار ہا ٹھوکرین کھاتا ہوا اب اُس میدان بیان مین آیا ہون جس مین مجھے کچھ بیان کرنا ضرور ہے -

الغرض جب کسی نے عشق مجازی مین قدم رکھا اور اُس کے مدارج کی پوری تکمیل کی اور فضل خدا شامل حال ہو گیا تو عشق حقیقی کی خلعت سے بھی ممتاز و سرفراز ہو جاتا ہے اور صفت انسان کے اعلی درجہ کو پہنچ جاتا ہے المجاز قنطرۃ الحقیقۃ کا مضمون پوری طور پر سمجھ جاتا ہے

شعر

| ستاپ از عشق رو کرچہ مجازی ست | | کہ آن بہر حقیقت کارساز یست |
|---|---|---|

المختصر ہر انسان کو ضرور ہے کہ جس قدر مدارج انس بیان کیے گیے ہین منجملہ اُن کے کسی ایک درجہ کی سند محکم حاصل کرے اگر عشق حقیقی کو اختیار کیا تو اس مین کچھ شبہہ نہین کہ علاوہ اُسے نجات دائمی حاصل ہونے کے اُسکے انفاس متبرکہ سے عالم ایجاد واختراع مین دونون طریقون سے یعنی بالاخفار و بلا امتیاز و نیز بالاظہار و الامتیاز خلق اللہ کو فائدہ پہونچ سکتا ہے اگر صرف اُنس ظاہری کو اختیار کیا تو قوم کے امور تمدن مین صرف بالاظہار و الامتیاز فائدہ پہونچا سکتا ہے و نیز اِس طریقۂ عمل سے ایک حد معین تک یہ حسب صلاحیت ظرف تخلقوا باخلاق اللہ[۱] بعض صفات اللہ کے ساتھ تشبہ اور نسبت اضافی پیدا کر سکتا ہے۔

اب یہان یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ حیوانات مین بھی یہ مادہ یعنی اُنس موجود ہے پھر انسان کی کوئی خصوصیت باقی نہین رہی۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اُن مین بھی یہ مادہ موجود ہے لیکن بلحاظ نا قابلیت ظرف وہ اُنس مقیدہ ہی سے مستفید ہین یعنی بقدر پرورش اپنے بچون کے ایک زمانۂ معین تک اِس صفت اُنس کو کام مین لاتے ہین اور اُس کے بعد کچھ بھی اُس کا اثر باقی نہین رہتا بلکہ جب اُن کے بچے بڑے ہو جاتے ہین تو مارنے لگتے ہین اور اپنے سے الگ کر دیتے ہین چنانچہ آپ کا اور ہمارا مشاہدہ و تجربہ اِس بات کا شاہد اور یقین کلی دلاتا ہے کما لا یخفی۔ اور جب اُن مین

[۱] تخلقوا باخلاق اللہ کے یہ معنی ہین کہ انسان اپنی خصلتون اور عادتون کو مشابہ صفات الٰہی بناوے۔

اِس مادہ کو زیادہ ہیجان و تحریک ہو جاتی ہے تو فنا ہو جاتے ہین جیسا کہ عشق پروانہ کا
چراغ کے ساتھ اور عشق بلبل کا گل کے ساتھ یعنی جب وہ زخم عشق سے متالم و متاذی
ہوتے ہین تو بلحاظ ناقابلیت ظرف فنا ہو جاتے ہین اور ہرگز اس بارگران کے متحمل
نہین ہو سکتے اور پھر اُن کا عشق مجازیات ہی مین محدود و مقید ہے عشق حقیقی سے
اُنکو کوئی تعلق نہین ہے البتہ اجنہ مرتبہ اُنس مین حضرت انسان کے مساوی حصہ دار و
شریک ہین لیکن عشق حقیقی سے اُنکو بھی مساس نہین ہے وجہ یہ ہے کہ اجنہ مراتب
ظہور مین سطح وسطانی آفرنیش پر ٹھیرے ہوئے ہین یعنی اُن کی خلقت آتشی ہے گو وہ
باعتبار خلقت لطیف ہین لیکن استعداد تحمل بار عشق حقیقی نہین رکھتے اور اُن کے اوپر
درجہ ملک کا ہے اور وہ اُن سے بھی زیادہ لطیف و الطف ہین اور زندگی و شہوات
سے فطرۃً مبرا اور اُن کی خلقت نوری ہے لیکن عشق حقیقی کا مادہ اُن مین بھی نہین ہے

## شعر

| | |
| --- | --- |
| جلوۂ کرد رخش دید ملک عشق نداشت | عین آتش شد ازین غیرت و بر آدم زد |

اور اسماے الہی سے ایک ایک اسم ہی اُنہین سکھایا گیا جس کی وہ تسبیح کرتے ہین اور
ایک دوسرے کی تسبیح اور اسم سے اُنکو کوئی تعلق و سروکار نہین ہے یعنی اگر اسم قدوس کی
تسبیح کرتے ہین تو اُسی مین مستغرق ہین اور اگر اسم سبوح کی سیر مین ہین تو اُسی مین منہمک
ہین حضرت جبرئیل علیہ السلام باوصف اِسکے کہ فرشتۂ اولوالعزم ہین اور انبیاء علی نبینا علیہم
الصلوٰۃ والسلام پر بجانب اللہ وحی کا پہنچانا آپ کا کام تھا لیکن عشق حقیقی کی صلاحیت

آپ مین بھی نہین ہے ونیز علم اسما پورے طور پر آپ کو بھی نہین دیا گیا اور مراتب عروج و
تقرب الی اللہ مین آپ کا مقام بھی محدود بحد معین ہے اُس سے زیادہ وہ تجاوز نہین کر سکتے
سدرۃ المنتہیٰ تک آپ کا عروج ذاتی ختم ہو جاتا ہے چنانچہ شب معراج مین جب حضور اقدس
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ رکاب فضیلت انتساب تھے تو مقام سدرۃ المنتہیٰ مین پہنچ
ٹھیر گیے اور جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو آگے بڑہنے کے لیے
ارشاد فرمایا اور ہاتھ پکڑ لیا تو تھرانے لگے اور اپنا عجز ظاہر کیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مین
آگے نہین بڑہ سکتا فروغ تجلی کا متحمل نہین ہون شعر

| اگر یکسر موے برتر پرم | فروغ تجلی بسوزد پرم |
|---|---|

شعر

| سر ما اوسے نگنجد در ضمیر جبرئیل | کشف اسرار لدنی ہست در ام الکتاب |
|---|---|

الغرض عشق حقیقی جو ایک بار گران ہے ۔ جن اور ملک بھی فطرۃً اُسکے متحمل نہین ہین بخلاف
اُسکے انسان جو بجامعیت جمیع مراتب یعنی بقابلیت تمامی اسماء وصفات متضادہ مختلفہ
سے آخرین جناکی پر کھڑا ہوا ہے یہی مظہر ذات حضرت واجب الوجود تعالیٰ شانہٗ بنا اور اسی
نے الانسان سری وانا سرہٗ کا خطاب پایا اور تمامی اسماء کی تعلیم سے ممتاز ہوا چنانچہ
اسکی رفیع شان مین قرآن مکرم وعلّم آدم الاسماء کلہا ونیز لقد کرمنا بنی آدم ناطق ہو چکا ہے
نیز بلحاظ مدرک جزئیات وکلیات ہونے کے جو (عین تعریف نفس ناطقہ ہے) البتہ اس
بار گران یعنی عشق حقیقی کا متحمل ہے اور ہر طرح کی قابلیت اُس مین موجود ہے اور اُس کی

جامعیت و احاطت تمامی مخلوقات پر افضل و اکمل ہے **قطعہ**

آدمی زادہ طرفہ معجونیست | از فرشتہ سرشتہ وز حیوان
گر کند میل این شود کم ازین | ور کند قصد آن شود بہ ازان

پس ہانسان بہ جامعیت مراتب جس مرتبہ مین چاہے ٹھہر سکتا ہے یعنی مرتبہ وحدت ذات سے لیکر مرتبہ آخرین یعنی سطح خاکی تک جس طرح کہ اُس نے ظہور و نزول کیا ہے بقول آنکہ

طائر گلشن قدسم چہ دہم شرح فراق | کہ درین دامگہ حادثہ چون افتادم
من ملک بودم و فردوس برین جایم بود | آدم آورد درین دیر خراب آبادم

اُسی طرح عروج منازل مین بھی جس منزل مین چاہے رخت اقامت کو ٹھیرا سکتا ہے اور اپنے جذبات و ملکات مختلفہ سے پورا کام لے سکتا ہے اور مرکز دائرہ حدوث و قدم بنکر اپنی سیر پوری اور اپنا سلوک تمام کر سکتا ہے اور اُس کے دل کی وسعت کی کوئی انتہا ہی نہین گو ظاہر مین بصورت عالم صغیر نظر آتا ہے لیکن بالمعنی اُس کے دل مین ایک عالم کبیر سمایا ہوا ہے اور اسی بنا پر جناب شاہ ولایت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہین **شعر**

تزعم انک جرم صغیر و فیک انطوی العالم الاکبر
و انت الکتاب المبین الذی باحرفہ یظہر المضمر

من شاہ باقی صبغۃ اللّٰہی **رباعی**

دارم دلکی و صد جہانی دردے | ارضی دردے و آسمانی دردے

در دست ہر آنچہ ہست اللہ اللہ | یک غنچہ تنگ و گلستانی در دے

## قطعہ

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے — جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا — غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در ازل پرتو حسنت ز تجلی دم زد — عشق پیدا شد و آتش بہمہ عالم زد
جلوۂ کرد رخت دید ملک عشق نداشت — عین آتش شد ازین غیرت و بر آدم زد
مدعی خواست کہ آید بتماشاگہ راز — دست غیب آمد و بر سینۂ نامحرم زد
عقل میخواست کزان شعلہ چراغ افروزد — برق غیرت بدرخشید و جہان برہم زد
جان علوی ہوس چاہ زنخدان تو داشت — دست در حلقۂ آن زلف خم اندر خم زد
دیگران قرعۂ قسمت ہمہ بر عیش زدند — دل غمدیدۂ ما بود کہ ہم بر غم زد
نظری کرد کہ بیند بجہان صورت خویش — خیمہ در آب و گل مزرعۂ آدم زد
حافظ آن روز طربنامۂ عشق تو نوشت — کہ قلم بر سر اسباب دل خرم زد

یہ بڑا اشرف و اعلیٰ خلقت ہے کہ بالمعنی بین الحدوث والقدم برزخ واقع ہوئی ہے پس انسان بمدد عشق حقیقی جو اسکا جوہر ذاتی ہے سیر عروجی و نزولی کے دائرہ کا مرکز بنکر اپنی سیر پوری کرلیتا سلوک تمام کر سکتا ہے اور بعد الفنا مرتبۂ بقا حاصل کر سکتا ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ کے شرف و بزرگی سے ممتاز ہو سکتا ہے اگر عقل سلیم کے

چراغ کی تیز روشنی سے دیکھا جائے تو واضح ہو گا کہ مرتبۂ قدم سے درجۂ حدوث تک محض حُبِ ذات احدیت مطلقہ کا ہی ظہور رشنود ہے اگر یہ حُبِ ذاتی نہ ہوتا تو ہجد وہ ہزار عالم کا ظہور ہرگز نہیں ہو سکتا مصرعہ

ما بدو محتاج بودیم او بما مشتاق بود

اسی حُبِ ذاتی نے مرتبۂ لاتعین سے مرتبۂ آخرین جامعیت انسانی تک اپنی ایسی تیز اور برق دم رفتار دکھائی کہ ازل را بد کے جلوے اور کرشمے ظاہر ہو گئے شعر

| متجلی است از در و دیوار | چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار |
|---|---|

حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

| ادق بنما تا سعادتے ببری | طفیل ہستی عشق اند آدمی و پری |
|---|---|
| کہ جام جم نہ دہد سود وقت بی بصری | چو مستعد نظرے نیستی وصال مجوے |
| بعذر نیم شبے کوش و نالۂ سحری | می صبوح و شکر خواب صبحدم تا چند |
| صبا بغالیہ سائی و گل بجلوہ گری | ببوے زلف و رخت می روند و می آیند |
| کہ بندہ را نخرد کس بعیب بی ہنری | بگوش خواجہ و از عشق بی نصیب مباش |
| ازین معاملہ غافل مشو کہ حیف خوری | بیاد سلطنت از نا یہ بجز بمایۂ حسن |
| چرا بگوشۂ چشمی بما نمے نگری | دعائے گوشہ نشینان بلا بگرداند |
| دعائے نیم شبے بود و گریۂ سحری | مرا ازین ظلمات آنکہ رہنمائے کرد |
| نہ در برابر چشمی نہ غایب از نظری | ز ہجر و وصل تو در حیرتم چہ چارہ کنم |

طریق عشق طریقی عجب خطرناکست | نعوذ باللہ اگر رہ بمقصدی نبری
هزار جان گرامی بسوخت زین غیرت | کہ ہر صباح ومسا شمع مجلس دگری
[illegible] کہ شنیدم [illegible] بحسرت [illegible] | وزین سپس من وساقی ووضع بیخبری
[illegible] حافظ امید ہست کہ باز | اری اسامر لیلاے لیلۃ القمری

شعر

جمالک فی کل الاشیا سایر | ولیس الا جلالک ساتر

فکیف ینکر العشق وما فی الوجود الا ہو **فائدہ** جسطرح کہ مرکز اصلی سے حسب ذاتی نے بمصداق کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف مرتبہ انسان تک ظہور کیا ہے اور انسان مظہر جامع اوسکا ہے اسیے اوسی طرح حضرت انسان کو اُس کی طرف پلٹنا ضرور ہے یعنی بوسیلہ عشق حقیقی اپنے مالک کی طرف جانا چاہیئے تا اُسکے اسما وصفات کی معرفت حاصل ہو اور بالآخر تجلی ذاتی سے بھی سرفراز وممتاز ہوسکے وھذا فوز عظیم ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم جو کوئی اس تاج فضیلت کو سرپر رکھے گا البتہ وہ انسان کامل سمجھا جاوے گا۔ الغرض یہ جوہر قابل یعنی مادہ عشق حقیقی کسی خلقت مین نہین ہے یہ شرف خاص حضرت انسان ہی کو ملا ہے۔ اس بسیط بیان سے آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ تمامی انواع مخلوقات پر حضرت انسان کو فضیلت وشرف کیون ہے افسوس ہے کہ ہم اس شرف کے عملی نتایج کو چھوڑ بیٹھے ہین اور ایسے خلعت

فاخرہ کو بعوض اُس کے کہ زیب بیان کرین اور بلحاظ فطرت معزز و ممتاز کہلائین تہ
کر کے رکھے ہین۔ اب یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ صفت اس کی فطرت
انسان مین ودیعۃً رکھی گئی ہے تو کیون عموماً اس کی تحریک نہین ہوتی اور اُسکے
عملی نتائج سے عموماً افراد انسانی کو کیون حصہ نہین مل سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ ہم
اپنے نفس ناطقہ سے (جس سے مراد ہماری ذات ہے) پورا کام نہین لیتے یعنی
نفس ناطقہ کی قوت ادراک و تحریک کو جو ہماری عقل عملی کے عمدہ نتائج پیدا کر سکتی
ہے اپنے ذاتی اغراض و مقاصد تک ہی محدود کر دیتے ہین ذرا اُس کے ادراک
و تحریک کا قدم آگے نہین بڑہاتے اُسکی آسان تدبیر یہ ہے اور خدا سے اُمید ہے
کہ اس کا عامل برابر اُس کے عملی نتائج کے حاصل کرنے مین کامیابی حاصل کرتا
ہی جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مخفی نہ رہے کہ جب ہم اپنے ذاتی اغراض و مقاصد
کے حاصل ہونیکے لیے نفس ناطقہ کی قوت ادراک و تحریک سے کام لینا شروع کرین
اور اُس کے عملی نتائج حاصل کرنے کی طرف ہماری ہمت مصروف ہو تو ساتھ ہی
اُسکے پہلے ہم کو اس باتکا مصمم ارادہ کر لینا چاہیئے کہ ہمارے تکمیل اغراض و مقاصد
ذاتی کا یہ بھی ایک جزو اعظم ہے کہ قوم کے حالات پر بھی نظر ڈالین اور اُنکے
معائب و محاسن کو دیکھین اور جب کوئی امر اصلاح طلب نظر پڑے تو نہایت لینت و خُلق
و کرم و حکمت عملی کے ساتھ مہا امکن اُس کی طرف نہایت دلچسپی و عالی ہمتی سے متوجہ
ہوکر کوشش کرنا شروع کر دین قولاً ہو یا فعلاً کنایۃً ہو یا اشارۃً سرّاً ہو یا جہراً درایۃً ہو یا روایۃً ہو

یا دعا ہے اگر اس امر کی اصلاح بذات خود نہ ہو سکے تو اُن اکابر قوم کے سامنے ظاہر کریں
جن کی اصلاح کی وہ صلاحیت رکھتے ہوں اور اُن کو اس پر [illegible] متوجہ کرایا
جائے۔ الدال علی الخیر کفاعلہٖ کا مصداق بن کر اجر جزیل حاصل
کریں بہرحال قومی اصلاح و بہبودی میں کم سے کم جس قدر ہو سکے اور علمی جیسی
فرصت اور دست [illegible] حاصل ہوتی جائے ویسی ہی [illegible] کے لیے اٹھایا
جائے اور اُسے اُن تاریک ظلمات سے کھینچ کر باہر لایا جائے جن میں وہ گر پڑی
ہو گئی ہے اور اس کی افسوسناک حالت آئندہ چل کر اور زیادہ اُس سے بدتر [illegible] بتا دینا
چاہیے اشعار

بنی آدم اعضای یکدیگر اند — که در آفرینش ز یک جوهر اند
چو عضوی بدرد آورد روزگار — دگر عضوها را نماند قرار
تو کز محنت دیگران بی غمی — نشاید که نامت نهند آدمی

الغرض جو کوئی جس طرح کی صلاحیت رکھتا ہو اُسے لازم ہے کہ اپنی صلاحیت و
قابلیت قومی خدمتگزاری سے برابر حصہ لیتا رہے اور اس بات پر [illegible] استقامت
رہے کہ کبھی ناصر الملت دلپست نہ ہو اور اُنس فطری کو کام میں لاتا ہی جائے اور قومی
اصلاح کی کوششوں میں کبھی ننگ و عار کا دخل ہونے نہ دے پچھلے اکابر قوم کا
یہی مسلک و شعار تھا کہ کبھی قومی ہمدردی و اصلاح کے مقابلہ میں ایسی باتوں کو اپنے
پاس جگہ نہیں دیتے تھے اور ہر قسم کی تکلیفیں جھیلتے جاتے تھے کل انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ

والسلام نے جو ہماری ہر طرح کی تعلیم ظاہری و معنوی کے لیئے مبعوث ہوئے
تھے کیا کیا مشقتین نہین اٹھائین اور قوم سے کس کس ظلم و ستم کو گوارا نہین فرمایا اور
اجراے شرایع مین جو قوم کے بلاالغرض چلنے کے لیے سیدہے اور سچے رستے
تھے کیسی کیسی مصیبتین نہین جھیلین اور قوم کو اپنی کامیاب کوششون اور پرجوش ارادون
اور مستقل ہمتون سے کس عمدگی و شایستگی سے اُن راہون پر نہین چلایا جس پر وہ
ابتدا مین چلنے سے انکار کرتی تھی اور باوصف اپنے اعلیٰ درجون کی اولوالعزمیون اور
محبوبیون کے کسی ننگ و عار کو اپنے پاس جگہ نہین دی اور اس درجہ قوم کے ساتھ
شفیقانہ برتاو فرمایا کہ اسلام کے آفتاب نے سرزمین عرب سے طلوع ہوکر بلاد متصلہ
بحرین[1] و بحر اخضر[2] کے حدود ملصقہ کے ممالک مین اپنے خطوط شعاعی کی چمک دمک
دکھاتا ہوا اور مختلف المذاہب اقوام کے تاریک دلون کو روشن و مسخر کرتا ہوا چاردانگ
عالم مین اپنی صاف روشنی پھیلا دی اگر چشم انصاف سے دیکھا جاے تو واضح ہوگا کہ
اسلام کا خوشنما منظر جو اس وقت ہمارے سامنے اپنا دلفریب جلوہ دکھا رہا ہے
لاریب اُنہی بزرگان دین متین کے لاجواب و بےمثل کوششون اور مشقتون کا

---

[1] بحرین سے مراد دریاے روم و فارس ہے اور نام ایک شہر کا جو اقلیم دوم مین بجانب غرب واقع ہے ۱۲

[2] بحر اخضر اُس دریا کا نام ہے کہ اُس کے شرق کی جانب چین۔ اور اُس کے غرب مین یمن اور شمال کی طرف ہند اور بجانب جنوب دریاے محیط واقع ہے اور بہت سے جزایر اُس مین آباد ہین منجملہ اس کے ایک جزیرہ سراندیپ بھی ہے منہ

کافی ثبوت ہے اور اُن ہی تکلیفون اور مشقتون کا آج ہمین یہ نتیجہ و ثمرہ ملا ہے کہ ہم اپنے ہاتھون مین وہ لاجواب دستور العمل حسن معاشرت و تہذیب اخلاق صوری و معنوی لے کر عمل کرنے کے قابل سمجھے جاتے ہین جو ہماری دنیاوی و اخروی عمدہ زندگی کے لئے قیمتی آلہ اور ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔ ہمارا فرض ہے جب ہم بھی کسی مذہب وملت کے پابند ہین اور کسی مذہبی اصول پر چلتے ہین تو ہمین بھی اتباعاً وتقلیداً کوئی حصہ اُس روش وطریق سے لینا چاہیئے کہ ہمین تاہمین بھی اُن بزرگان دین سے جنکے ہم کہلاتے ہین عملی نسبت بھی حاصل ہو سکے۔ کیون نہین بیشک ہماری سچی اور صحیح نسبت جو اُن بزرگوارون سے ہمین حاصل ہے روزانہ ہمین اس کا سبق پڑھا رہی ہے اور ہدایت دے رہی ہے کہ ہم نہایت جوش اور صدق دل سے اُن بزرگون کی پیروی کرین جو ہمارے ہادی تھے اور اُن کی پیروی سے سعادت دارین حاصل کرنا ہم پر واجب ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے من سلک طریقی فھو آلی قانون قدرت کی بھی ہمیشہ یہی خواہش ہے کہ ہم قوم کے لئے تھوڑا جبر اپنے پر گوارا کرین اور دلسوزی کے ساتھ متوجہ ہو کر اپنے نامہ اعمال کے اوراق قومی خدمت گذاری سے مزین کرین پس عموماً قوم پر لازم ہے کہ اس جلیل صفت اُنس کو جسطرح کہ مین نے اوپر بتایا ہے عمل مین لا کر شعار انسانیت ظاہر کرے اور خصوصاً اکابر قوم پر فرض ہے کہ اُنس انسانی کے برتاؤ مین وہ عمدہ اور محکم سند حاصل کرین جو اُن کی موجودہ حالت کے لایق ہو اور آیندہ زمانہ مین اُن کے لئے ایک قیمتی یادگار قابل قدر باقی رہے

اور قوم انہین عزت کی نگاہون سے ہمیشہ دیکھتی رہے ۔

# بیان اخلاق

اب یہان سے اخلاق انسانی اور اُس کے افعال و اعمال کی تعریف سماعت فرمایئے ۔

واضح ہو کہ لغت مین خلق کے معنی عادت و خصلت کے ہین ۔ خواہ نیک ہو یا بد پس اس صورت مین جو کوئی نیک عادت رکہتا ہوگا اُسے نیک خلق کہین گے اور جو کوئی بد عادت رکہتا ہوگا اُسے بد خُلق کہین گے لفظ خلق نیک و بد دونون پر شامل و حاوی ہے یہ تو آپکو لغوی معنی خلق کے معلوم ہو چکے اب آپ کو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ خلق انسانی کیا چیز ہے ۔

معلوم فرمایا جاوے کہ خلق انسانی حکمت ایمانی کے نیک برتاؤ کا نام ہے اور یہ نیک برتاؤ بعض خاص مواقع مین بصورت ظاہر محض خلق حسنہ[ف] کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور بعض

---

[ف] واضح ہو کہ محض خلق حسنہ کی یہ تعریف ہے کہ کسی کے ساتھ ایسا نیک برتاؤ کرے جس مین حقوق عباد و حقوق معبود تلف ہونے کا گمان تک نہ ہو مثلاً کسی نے کسی پر ظلم و ستم کیا اور مظلوم نے محض بر عطائے الہی او سے معاف کر دیا اور صبر و تحمل اختیار کیا اور کوئی مواخذہ نچاہا تو وہ فعل اوس کا محض خلق حسنہ کے ساتھ تعبیر کیا جایگا پس اُن جملہ افعال و اعمال کو جو دائرہ خلق حسنہ کی تعریف مین داخل ہو سکتے ہین اسی طرح خیال کرنا چاہیئے اور ایسے اخلاق حسنہ کا عامل ہمیشہ مورد رحمت الہی و فضل خاص نامتناہی حق جل شانہ رہا کرتا ہے اور اُس کے دینی و دنیوی مراتب بہت بڑے بڑے ہوتے ہین یعنی دنیا مین اُسے بندگان خدائے عز و جل عزت و وقعت

سے اقسام ہین عدل و انصاف وغیرہ وغیرہ کے ساتھ منسوب ہوتا ہے ... حال ہر دونون نتیجہ کا
اس کے ہمین خلق انسانی تصور کی جاتی ہین ... طریقہ ... اور ایک ...
عمل پر دکھاتی ہین تو اُن دونون کا طریقۂ عمل بصورت ظاہر ایک دوسرے سے جدا کر کے دکھاتا
ہے لیکن درحقیقت دونون طریقۂ عمل خلق انسانی سے خارج نہین ہین جس کی صراحت
و وضاحت آیندہ کی جاے گی - پس درحقیقت وضع الشی فی موضعہ کے عملی نتائج صحیح طور کے

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳) کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور آخرت مین بھی وہ نعمات نعیم سے سرفراز و متلذذ رہتا
ہے اور اسی خلق حسنہ کے ثبوت و تعریف مین کئی آیتین کلام الٰہی مین وارد ہوچکی ہین جس کو مین ذیل مین بیان کرتا ہون
**خذ العفو وامر بالعرف** - یعنی خو معاف کرنیکی اور کہہ نیک کام کو - مطلب یہ ہے کہ جو کوئی قصور وار
ہو کر تیرے پاس آوے تو اُس کے قصور کو معاف کر اور اچھے کام اوسے بتا - **والکاظمین الغیظ**
**والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین** - یعنی پی جاتے ہین غصہ کو اور معاف کرتے ہین
لوگون کو اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والون کو یعنی اللہ جل شانہ اُن ہی نیک لوگون کو دوست رکھتا ہے
جو برائی کے عوض مین برائی نہین کرتے - بلکہ اپنے نقصان و رنج مین دوسرے کی راحت کو چاہتے رہتے ہین
حضرت انس سے روایت ہے کہ پوچھا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے کہ نیکی کیا چیز ہے -
آپ نے فرمایا کہ **البر حسن الخلق والاثم ما حاک فی صدرک** یعنی نیکی خصلت اچھی ہے - اور
بدی وہ ہے کہ جو کام تیرے دل مین کھٹکے - اور فرمایا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **ان من احبکم الی**
**احسنکم اخلاقاً** - تحقیق وہ شخص زیادہ تر محبوب ہے تم مین سے میرے پاس جو زیادہ نیک ہے تم مین اچھی
خصلتون سے - اور فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے جس کو دیا گیا ہے حصہ نرمی اور مہربانی کا
اوسنے پایا حصہ دنیا اور آخرت کی بھلائی کا اور جو شخص محروم ہوا اوس سے وہ محروم ہوا دونون جہان کی خوبی سے -
الغرض بہت سی روایتین اور احادیث صحیحہ خلق حسنہ کے بارہ مین وارد ہین کہانتک ذکر کیا جاسکے - انشاء اللہ بحفظ خلق

اسی حکمت ایمانی کے تابع ومتبع ہونے سے مل سکتے ہیں چنانچہ شریعت مطہرہ جو حکمت ایمانی کا ایک لاجواب وبےمثل دستور العمل ہے ہمیں اس بات کی تعلیم وہدایت کرتی ہے کہ ہم ہمیشہ حکمت ایمانی کے ذریعہ سے وضع الشئی فی موضعہ کے صحیح نتایج حاصل کرتے جائیں - اور اُس میں افراط وتفریط کا دخل ہونے نہ دیں - کیونکہ اِس الہامی قانون کے واضع وہ ذات مقدس نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس پر حکمت ایمانی کے علاوہ کل علوم حکمیہ وطبعیہ بخوبی منکشف تھے - اگر حکماے یونان باستدلالات عقلیہ ان علوم کو جانتے تھے تو اس قانون شریعت کے واضع پر بذریعۂ الہام کل علوم طبعیہ والٰہیہ کی اصلی کیفیت ظاہر تھی - اور آپ کا سینہ بے کینہ رشک آئینہ جو آفتاب سے زیادہ روشن تھا - بمنزلہ کتاب مبین کے تھا - بمصداق لا رطبٍ ولا یابسٍ الا فی کتابٍ مبین ہر ایک شے کی حقیقت آپ پر کھلی ہوئی تھی اور آپ کو علم اولین وآخرین کلیۃً حاصل تھا - اور خداے عزوجل نے آپ کو سب چیزوں کی حقیقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴) حسنہ کا بھی کیا بلند رتبہ ہے - یہاں پر یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس کسی نے ظلم وستم کو اپنی خو اور دل آزاری کو اپنا شیوہ اور پیشہ مقرر کر لیا ہو اُس کے ساتھ خلق حسنہ کا برتاؤ کرنا عین خطا اور سخت غلطی ہے کیونکہ عدم مکافات عمل سے اُس کی جرات اور زیادہ ہو کر بندگان خدا پر بےحد ستم ڈھاے گی اسی بنا پر کہا گیا ہے ؏

| | کہ بد کردن بجاے نیک مردان | | نکوئی با بدان کردن چنان نیست |
|---|---|---|---|

پس ایسے خاص موقعوں پر حکمت ایمانی کو پیش نظر رکھنا واجب ہے یعنی ایسے ظالم کو جس کی خو اور پیشہ ظلم وستم ہو اُسے بالفعل در کیفر کردار رسیدن پہنچانا درحقیقت دوسرے بندگان خدا کے حق میں خلق حسنہ کا برتاؤ کرنا ہے - منہ

وکیفیت وخاصیت بتادی تھی جس بنا پر آپ وضع الشی فی موضعہ پر حقیقی طور سے عمل فرمایا کرتے تھے جو درحقیقت آپکا ہی مبارک عمل عین خلق انسانی تصور کیا جاتا تھا - اور جو آیہ کریمہ آپ کی رفیع شان مین واقع ہوئی ہے یعنی وانک لعلی خلق عظیم - درحقیقت اسی مقصود اصلی کی خبر دیتی ہے جس کی تصدیق بھی ہمین آپ کے علمی وعملی طریقون اور عمدہ خصلتون سے حاصل ہوتی ہے - اس موقع پر مین کسی قدر اُن مبارک طریقون کی صراحت کر کے سعادت ابدی حاصل کرنا چاہتا ہون اور قرآن مکرم سے بھی آیندہ چل کر اُس کا ثبوت واضح طور پر ملتا ہے جس کی سماعت کے بعد یقین ہے کہ ہمارے باخبر ناظرین کو بڑا ہی لطف وروحانی حظ حاصل ہوگا -

واضح ہو کہ حضرت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی مقدس طبیعت مین حکمت ایمانی کا ایسا جوہر قابل تھا اور آپ کے مبارک مزاج مین اس درجہ تعدیل ونصفت سخاوت وشفقت رحمت وعفت - ہمت وشجاعت - صبر وتحمل اور حیا کا مادہ بڑھا ہوا تھا کہ آپ اپنے ہی نظیر وعدیل تھے - ابتدائے آفرینش آدم علیہ السلام سے اس وقت تک ان جملہ صفات رضیہ وخصائل پسندیدہ مین بطور اتم واکمل مصداق آنکہ مصرع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری +

کوئی آپ کا مثیل ونظیر نہین پیدا ہوا اور نہ آیندہ ہوگا کسی کو اسمین شک نہین کرنا چاہیے من شک فھو کافر - چنانچہ آپ کی مقدس ومبارک ذات مستجمع تمامی کمالات بدین نغمہ خوش آیندترانہ دلکش مترنم ہے غزل

گر صورتاً ز نسبت ارچہ ز اولادِ آدمم / از روے مرتبہ بہمہ حال برترم

چون من بشکلِ در آئینہ عکس جمالِ خویش / گردو ہم ہمیان بحقیقت مصورم

خورشیدِ آسمان ظہورم عجب مدار / ذرات کائنات اگر گشت مظہرم

ارواح قدس چیست نمودار معنیم / اشباح انس چیست نگہدار پیکرم

بحر محیط رشحۂ از فیض فائضم / نورِ بسیط لمعۂ از نور ازہرم

از عرش تا بفرش ہمہ ذرہ بود / در نورِ آفتاب ضمیرِ منورم

روشن شود ز روشنی ذاتِ من جہان / گر پردہ صفات خود از خود فرو درم

آبے کہ زندہ گشت از خضر جاودان / آن آب چیست قطرۂ از حوضِ کوثرم

آن دم کہ داد عیسیٰ مردہ زندہ کرد / یک نفخہ بود از نفس روح پرورم

بحرِ ظہور و بحر بطون و قدم ہم / در من ببین کہ مجمع بحرین اکبرم

فی الجملہ مظہر ہمہ اسما است ذاتِ من / بل اسمِ اعظم بحقیقت چو بنگرم

نورم کہ از ظہور من اشیا شدہ پدید / ذاتم کہ ہر زمان بصورت ہر نفس انوار اظہرم

اِس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ آپ[1] کے کل اقوال و افعال و اعمال و احوال خلق انسانی و حکمت ایمانی سے مملو تھے اور حکمت ایمانی ہمیشہ اس بات کو چاہتی ہے کہ وضع الشی فی موضعہ پر عمل رہے۔ جب آپ کی حکمت ایمانی کی وجہ مین خلق انسانی کے ساتھ تعبیر کیجاتی ہے؟ اس وجہ وقت ثابت ہو چکی تو حکمت عقلی یونانی کبھی اس بات کا

[1] شریعت و طریقت ۔ معرفت و حقیقت ۱۲

دعویٰ نہیں کر سکتی کہ وہ بلا مغالطہ وضع الشی فی موضعہ پر عمل کرتی ہے یا عمل کر سکنے کے
قابل ہے کیونکہ خلق انسانی وہی ہے کہ بروے حکمت ایمانی ہوتے ہوئے جس محل کے
لیئے وضع کی گئی ہو وہیں رکھی جاوے ورنہ اوس شے سے بدخلقی کا برتاؤ کرنا صادق
آجاوے گا اور وہ فعل خلق انسانی کے دایرہ سے خارج سمجھا جاوے گا۔ پس اس کا
عامل حقیقی طور پر سواے اُس شخص کے جسنے حکمت ایمانی کا سبق پڑہا ہے دوسرا
کوئی نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی ایسا دعوے کرے بھی تو خطا ہے کیونکہ حکمت ایمانی الہامی
ہدایات کا دستور العمل ہے اور حکمت یونانی عقلی استدلالات کا قانون۔ حکمت ایمانی مرتبہ
نبوت سے فیضیاب ہے اور حکمت یونانی عقل مقیدہ سے کامیاب۔ نتیجہ یہ پیدا ہوا
کہ مرتبہ نبوت مفیض ہے اور مرتبہ عقل مستفیض مرتبہ نبوت کلی ہے۔ اور مرتبہ عقل
جزئی[۵۱]۔ پس اس صورت میں عقل مقیدہ کا بلحاظ جزئیت کے نبوت کا تابع ہونا اور نبوت
کو بہ لحاظ کُلیت اپنا متبوع ظاہر کرنا لازم ہوا۔ اور جب تک ایسا نہوگا وضع الشی نے محلہ پر
حقیقی طور سے بلا مغالطہ عمل نہو سکے گا۔ الحاصل ان اصول صحیحہ راسخہ کی بنا پر حکمت
عقلی یونانی کا دعوے کہانتک چل سکتا ہے خود وہ ارباب خبرت جن کو خدا ے
پاک نے عقل سلیم وفہم مستقیم اور نور ایمان والیقان عطا فرمایا ہے یا وہ اصحاب باعزت و
تمکین جو مدارج معارج معنوی ہیں معلوم کرسکتے ہیں۔ کوئی مجرد عقل اس بات کا دعوے نہیں

---

۵۱ کوئی صاحب اس جزئی و کلی کو اصول منطق سے متعلق کرکے نتیجہ مخالف پیدا نکریں بلکہ اس جزئی و کلی کو عقل مقیدہ
و عقل غیر مقیدہ سے تعبیر کرکے فائدہ اُٹھائیں ۱۲

نہین کرسکتی کہ وہ وضع الشی فی موضعہ پر بلا مغالطہ عمل کرنے کے قابل ہے جب تک
کہ وہ اولاً مرتبہ نبوت سے فیضیاب نہولے کیونکہ نبوت حضرت حکیم علی الاطلاق سے
فیضیاب ہے اور حکمت ایمانی و حکمت یونانی دونون کے عمل نتایج کو خوب جانتی ہے
بخلاف اُسکے حکمت یونانی جو محض بوجہ مجرد استدلالات عقلیہ ہزارہا غلطیون مین پڑی
ہوئی ہے آخر تک اصلاح نفوس انسانی مین مدد نہین دے سکتی اور روحانی تہذیب
و شایستگی مین توبغیر اتباع حضرۃ النبوۃ کبھی آگے قدم نہین بڑہا سکتی اگر بڑہا یا بھی تو اصلی شرف
انسانی کو نہین پا سکتی۔

واضح ہو کہ اگر حکمت عقلی یونانی پورے طور پر مدد دے سکتی تو علے التواتر والتوالی انبیا
علے نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی کوئی ضرورت ہی نہین ہوتی حالانکہ بحکمت
وحجت بالغہ ومصلحت راسخہ حضرت حکیم مطلق جلت عظمتہ وقتاً فوقتاً انبیاء علیہم السلام
پیدا ہوتے ہی رہے اور خدا کی راہ پر قوم کو بلاتے ہی گئے اور حکمت ایمانی کو سکھاتے
ہی رہتے تھے کہ اُس کا سلسلہ مبارک ہمارے حضور اقدس ختمی مآب علیہ الصلوٰۃ
السلام تک بوجہ تکمیل پر بن انشدہ نہ ایستہ علیہ ختم فرمایا گیا۔ حضرت حکیم لقمان علیہ السلام
نے باوصف جینہین درایت و فطانت اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے
نبیٔ وقت سے انکار نہین کرنا اور اُن کے احکام کو مان لینا چاہیے۔ اِس تاکید شدید
کی وجہ یہ تھی کہ جس درجہ حکمت ایمانی کو حکمت عقلی یونانی پر ترجیح و تفضیل تھی اُس کو وہ خوب
جانتے تھے۔ اور وضع الشی فی موضعہ کے حقیقی نکتہ کو جو خاص مرتبہ نبوت کا حصہ تھا

اپنے نورِ عقل سے پا چکے تھے پس ان وجوہ کی بنا پر بمقابلہ حکمت ایمانی حکمت عقلی یونانی کی کوئی وقعت ثابت ہو سکتی ہے اور نہ اُسکا یہ دعوے کہ وہ ہر شَے الشَّيْءُ فِي مَوضِعِهِ پر بلا امتیاز روا عمل کر سکتی ہے جایز ہو سکتا ہے۔

واضح ہو کہ حکماے فلاسفہ جو علوم حکمیہ کے موجد کہلاتے ہین اِس درجہ اُنکے اقوال مین مسایل حکمیہ کے متعلق اختلافات واقع ہین کہ خود اُن کے بطلان دعوے کی براہین قاطعہ سمجھی جاتی ہین۔ یون تو بہت سے اختلافات واقع ہین کہانتک ذکر کیا جا سکے مگر مین اس موقع پر صرف ایک اختلاف بیان کرنا چاہتا ہون جس سے بہت ہی دلچسپی کے ساتھ میرے بیان کا معقول نتیجہ نکل آئے گا اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت سکندر ذو القرنین علیہ السلام نے ایک انجمن خاص مقرر فرما کر باجتماع حکماے[۵۱] جلیل القدر مثل حکیم ارسطو و افلاطون وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل حاشیہ مین درج ہے استفسار فرمایا کہ زمین و آسمان کیسے پیدا ہوے ہم جہانتک اپنی صحیح راے سے کام لے کر غور کرتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین کوئی ترکیب[۵۲] عالم تو نہین تھی جس بنا پر کہا جا سکے

---

۵۱ حکماے جلیل القدر کے یہ نام ہین جو انجمن سکندریہ مین جمع ہوے تھے۔

حکیم ارسطو۔ حکیم دیمیس۔ حکیم بلیناس۔ حکیم سقراط۔ حکیم فرفوریوس۔ حکیم ہرمس۔ حکیم افلاطون۔ منہ

۵۲ روے حقایق حقہ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مطابق صور علمیہ حضرت واجب الوجود تعالیٰ شانہ اس عالم کو وجود خارجی ملا ہے اور جیسا ن علمیہ بلحاظ عوالم کے خواہ عالم النفس ہو یا آفاق۔ ماہیات کہے جاتے ہین۔ ترکیب جو عناصر سے متعلق ہے قبل از وجود خارجی اس عالم کے کیونکر ثابت ہو سکتی ہے شاید اسی بنا پر حضرت سکندر علیہ السلام نے ترکیب ابتدائی عالم سے بحث کی ہے۔ اللہ اعلم بالصواب۔ منہ

کہ جو نقش پیشین تھا بتقاضائے ظہور نو بنو صفحۂ ہستی پر رنگ ظہور قبول کرتا گیا ہو پس
ہمین یہ معلوم کرنا ضرور ہے کہ اس عالم کا ایجاد کس طرح پر ہوا پس مناسب یہ ہوگا کہ ہم
سبب اولین اس ایجاد عالم کا اجرام فلکی سے دریافت کرین کہ کیونکر ان کا آغاز ہوا اور اس کے
بعد ہمین یہ بھی تفحص کرنا ضرور ہوگا کہ جب یہ عالم بقدرت علم جہان آفرین پیدا ہوا ہے تو آیا پہلے
آسمان پیدا ہوا یا زمین مناسب ہے کہ ہر ایک حکیم اپنی فراست و فرزانگی سے اسباب
بیان کرے اور آغاز بیان حکیم ارسطو سے ہو پس حکیم ارسطو نے بتعمیل فرمان شاہی
بعد تعریف و توصیف سکندر تقریر شروع کی اور کہا کہ ابتدا مین ایک جنبش پیدا
ہوئی۔ اور اسقدر حرکت کی کہ اس سے اور دو جنبشین پیدا ہوئین اور پھر ہر ایک جنبش
سے ایک اور جنبش ظاہر ہوئی اور جنبش اول سے پھر تین جنبشین اور پیدا ہوئین اور
ان تینون جنبشون سے تین خط ظاہر ہوے اور ہر ایک خط سے ایک دور پیدا ہوا
اور جب تینون دور اپنے مرکز سے عیان ہوے تو انہین سے ایک جوہر پیدا
ہوا جس کا نام عقل نے جسم جنبندہ رکھا۔ جو حصہ دراز تک اس جسم جنبندہ نے قرار نہیں
پکڑا جو حصہ اس کا پھرنے کی قابلیت رکھتا تھا وہ تو اوپر کی جانب صعود کر گیا اور جس مین
سکون کی صلاحیت تھی وہی نیچے کی طرف ہبوط کیا اور قرار پکڑا۔ پھر اس جسم گروندہ سے آسمان
پیدا ہوا اور آسمان کے پھرنے سے آگ پیدا ہوئی اور اس آگ سے ایک گرم ہوا
اور اس ہوا سے تری ظاہر ہوئی جس سے پانی پیدا ہوا انتہی کلامہ۔ اسکے بعد دوسرا اٹھا اور
اس کی آفرینش کی کچھ اور ہی توجیہ کی اور علمانے سبھون نے مختلف توجیہات بیان کین

حتیٰ کہ افلاطون نے بھی کچھ بیان کیا اور اپنی عقل سے کہہ گئے گو درست و درا سے لیے مگر اتفاق
کا نام ندارد اور سب مختلف فیہ۔ جب ہر ایک حکیم نے اپنی اپنی ایک حجت عقلی
پیش کر دی اور اپنی مجرد رائے پر زور دے چکا تو آخر میں سکندر علیہ السلام کی نوبت آئی
چونکہ آپ روشن رائے و روشن ضمیر تھے اور خدا نے آپ کی چشم بصیرت کھول دی
تھی لہذا سکندر نے بعد سماعت کل مقالات حکماے مذکورین اپنی معجز بیانی سے
اس راز سربستہ کی نسبت اپنی صحیح رائے اس طرح پر قایم کی کہ میں اسقدر اس مسئلہ کی نسبت
بیان کر سکتا ہوں کہ یہ صورت بذات خود ہرگز صورت پذیر نہیں ہے بلکہ پہلے ہی سے
اُس کا کوئی دوسرا نقاش تھا جسنے یہ صورت گری کی ہے مگر میں یہ بھی نہیں جانتا
ہوں کہ اُس نے کس طرح پر اس کی نقاشی کی ہے کیونکہ اگر میں اُس سے واقف
ہوتا تو البتہ میں بھی ایسی صورت پیدا کرنے پر قادر ہوسکتا۔ اس موقع پر اس سے زیادہ
کہا نہیں جا سکتا کہ یہ نقش جہان بغیر کسی نقشبند کے رنگ ظہور نہیں لیا ہے پس اب سب
حکما غور کریں کہ اپنے بیانات میں کس قدر اختلافات پیدا کئے ہیں اور یہ مسئلہ علی وجہ
اختلاف الارا کس درجہ مختلف فیہ بنا لیا گیا ہے جب کل حکما نے اس معجز بیانی کو سکندر
کے سماعت کیا تو سواے اس کے اُنھیں کیا چارہ تھا کہ سکندر علیہ السلام کے بیان
کے معترف ہوکر خاموش ہو رہیں پس سبھوں نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا اور
خاموش ہو رہے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ یہی اختلافات آرا صرف اُن کے
قیاسات و امور ذہنیہ پر مبنی تھے اور اصل حقیقت سے ناواقف محض اس کا

برعکس نتیجہ بھی پیدا کرتے ہین پس اس سے یہ نتیجہ نکل آیا کہ استدلالات عقلی
اور اُس کا تجربہ محتمل الطرفین ہے ممکن ہے کہ بوقت عمل اُس کا صحیح نتیجہ نکل آئے
یا غلط ہو رہے۔ البتہ حکمت ایمانی کو اس وجہ سے کامل پہنچتا ہے جس مین شائبہ
لغزش بھی پیدا نہین ہو سکتا۔ آج مین بھی اون حضرات عالیات سے پوچھتا
ہون جو حکمت ایمانی کو بالکل چھوڑ کر صرف حکمت عقلی یونانی پر اڑے ہوئے ہین
کہانتک وہ اون کے لیے مفید ہو سکتی ہے اور کس حد تک اوس کے اصول
مسلمہ پر ہر امر جزئی و کلی مین قولاً و فعلاً عمل کر سکتے ہین جب اونکے اکابر ہی نے
اپنی غلطیون کا اعتراف کر لیا اور اکثر نظریات و عملیات مین اونکی رائین ایک دوسرے
کے مخالف ثابت ہو چکین تو پھر اون کا اوسی پر اڑا رہنا اور یہ دعوے کرنا کہ ہم وضع الشئ
فی محلہ سے صحیح نتیجہ نکالتے اور حصّہ لیتے جاتے ہین اور ہمارا عمل حکیمانہ طریقہ و
اصول پر ہے ہرگز جائز و قابل قبول نہین ہو سکتا۔ بات یہ ہے کہ ان حضرات نے
حکمت ایمانی کا پورا سبق نہین پڑھا ہے اور اوس پر عمل کر کے ملاحظہ نہین فرمایا ہے
تا دونون کی حقیقت کھل جاتی اور حق و باطل مین تمیز ہوتی۔ یہ حضرات نہین جانتے
کہ حکمت ایمانی کے روبرو بڑے بڑے حکماے جلیل القدر یعنی گروہ مشائین
و اشراقین کا ناطقہ بند ہے اور اون کی عقل کا طوطی کسی طرح بیان پر کچھ بھی نہین بول سکتا
اور اونکا استدلال عقلی بالکل کام نہین دے سکتا۔

شعر

| پائے چوبین سخت بے تمکین بود | پائے استدلالیان چوبین بود |
| --- | --- |

بات یہ ہے کہ نفس ناطقہ کی استعدادات جداگانہ ہین اور کمال و نقص آدمی کا اُس کے
اختلاف استعداد پر مبنی ہے اور اسی بنا پر اللہ جلشانہ نے عموماً نفوس انسانی کو ہر
شے کا پورا علم نہین دیا ہے جس کی وہ صلاحیت پورے طور پر نہین رکھتے ہین چنانچہ
وہ ارشاد فرماتا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا پس اس سے نتیجہ یہ نکلا

---

لہ ایک مشہور حکایت یہ ہے کہ شیخ شہاب الدین مقتول نے جو اکابر حکماے متاخرین سے ہین اپنی کتاب
تلویحات مین نقل کی ہے کہ مین نے خلسہ لطیفہ مین (خلسہ لطیفہ وہ ہے جس کو اہل شاہد تصوف غیبت
کہتے ہین جس مین حضور حق سے غیبت عارض ہوتی ہے اور اُس مین کچھ حالات نظر آتے ہین) حکیم
ارسطو کو دیکھا اور چند نکات و غوامض مسایل حکمیہ کو اُس سے دریافت کیا۔ پہلے اُس نے اپنے اُستاد
کی بڑی تعریف و توصیف کی پھر مین نے اُس سے پوچھا کہ متاخرین سے بھی کوئی اُس کے مرتبہ کو
پہنچا ہے اُس نے جواب دیا کہ نہین اور یہ بھی کہا کہ ہفتاد ہزار جزو کمال سے ایک جزو کو کوئی نہین پہونچا ہے
پھر بعد مین مین نے بعض حکماے فلاسفۂ اسلام کا ذکر کیا لیکن اُس نے کسی کی جانب التفات نہین کیا اور جب
مین نے بعض ارباب کشف و شہود مثل شیخ جنید بغدادیؒ اور ابو یزید بسطامیؒ اور سہل بن تستریؒ کا ذکر کیا تو اُس نے
کہا اولئک هم الفلاسفة حقاً انتہی کلامہ اس موقع پر یہ امر غور طلب ہے کہ جن بزرگون کو اُس نے
تسلیم کر لیا وہ بزرگان دین اعلے درجہ کے متبعین شریعت مطہرہ تھے نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ اصلی فلسفہ جس کا عرض
ارسطو تھا ایک شعبہ اور لمعہ ہے منجملہ اُن لمعات و شعبات انوار قلبی متبع شریعت مطہرہ کے جو اُسے باتباع
شریعت حاصل ہوتے ہین اور آج تک ہوتے ہی جاتے ہین پس اس صورت مین کوئی شخص بغیر تبعیت
شریعت غرا و حصول انوار حکمت ایمانی حقیقی طور پر فلسفہ دانی کا دعوے نہین کرسکتا اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے بھی
تو خطا ہے قشر اور مغز مین جس قدر فرق ہے اُسی قدر فرق فلسفہ دان متبع شریعت و غیر متبع شریعت مین پیدا ہے

کہ ہر شخص کی عقل ورائے جداگانہ ہے اور ایسی حالت مین یعنی باختلاف آرا ر
کسی صحیح نتیجہ کے پیدا ہونے کی امید ہی نہین ہوسکتی پس اس صورت مین عموما افراد
انسانی کو ایک ایسی جامع ذات کی طرف اپنے کو رجوع کرنیکی حاجت لاحق ہوئی جو الہامی
تعلیم پاکر افراد انسانی کو ہر طرح کی تعلیم و ہدایت دے سکے لہذا قادر مطلق نے ذوات
مقدسہ انبیاء علیہم السلام کو عقول سلیمہ دے کر اپنے بندون کیطرف بھیجا اور ہر شے کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴) اگر اس موقع پر یہ سوال کیا جاوے کہ آیا ارسطو بھی اپنی شریعت وقت کا متبع تھا
جو ان حضرات عالیات کا اسی اعتراف کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولا ہمین اس کی طرف زیادہ توجہ کرنے
کی کوئی ضرورت ہی نہین ہے کیونکہ جب کوئی شخص سچی اور حق بات کہتا ہے تو ہمیں یہ نہین دیکھنا
چاہیئے کہ قایل اُس کا عامل بھی ہے یا نہین بلکہ حق بات کو تسلیم کرلینا ضرور ہے۔ اور ثانیا ہم اس موقع پر
ضرور یہ کہیں گے کہ جب ارسطو نے اُن بزرگوارون کو تسلیم کرلیا جو بہت بڑے متبعین شریعت تھے تو
اُس سے ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ارسطو بھی اپنی شریعت وقت کا ضرور معترف تھا اور اکثر حکماے متقدمین
بھی گو شرایع انبیاء علیہم السلام کے متبع نہین تھے مگر اُن کی حقانیت کے معترف ضرور تھے اور اُن کی
ہدایت کو سچی ہدایت تصور کرتے تھے اور ساتھ اُس کے یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ اُن ذوات مقدسہ کی بعثت
اپنی ہدایت کے لیئے نہین ہے بلکہ عام لوگون کے لیئے ہے پس اُن کی اس غلطفہمی نے نہین کمال
انسانی کو نہین پہنچایا اور محروم رہ گئے شعر

| درین راہ جز مرد داعی نرفت | گمان آن شد کہ دنبال راعی نرفت |
|---|---|

بہر حال ہمارا مقصود یعنی جو کوئی فلسفہ دانی کا دعوی کرتا ہے اوّلاً اُسے شریعت مطہرہ کا پابند و پیرو ہونا ضرور ہے
ورنہ ہرگز وہ اس علم کا عالم کامل نہ سمجھا جاوے گا (کل آیا)۔ یاد رہے کہ تکمیل تہذیب اخلاق انسانی اور ترقی مدارج
روحانی محض اتباع شریعت مطہرہ پر موقوف ہے نہ صرف وہم سازی فلسفہ جو محض باستدلال عقل و نظر حاصل ہوتا ہے نا قص ہے

علم اُن کو پورے طور پر عطا فرمایا تا احکام شریعت اپنے بندوں کو سکھائیں اور اُنہیں
اُس کا پابند کریں اور افراط و تفریط کے مہلک مرض سے اُنہیں بچائیں تا اُس کا بُرا
اثر اُن کی اخلاقی صحت کو بگاڑ نہ سکے نیز قانون قدرت کے خلاف عمل کرنے
سے نظام کارخانہ عالم میں ہرج و مرج نہ ہو غرض کہ اس تعلیم ربانی کا مبارک سلسلہ ہمارے حضور
اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارک پر ختم فرمایا گیا اور خداوند عالم نے ہمارے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵) اور اصلاح نفوس انسانی و تہذیب اخلاق روحانی کے لیے ہی درجۂ الکمال تک کافی -
جب تک کہ اُس کا عالم و عامل اضافۃً متخلق باخلاق اللہ نہو جس طرح کہ ارشاد ہوا ہے یعنی تخلقوا باخلاق
و تصفوا بصفات اللہ اسے کمال اصلی ذاتی کو نہیں پہنچ سکتا اور متخلق باخلاق الٰہی ہونا یعنی اپنی خصلتوں اور عادتوں
کو صفات الٰہی کے مشابہ بنانا ایک دوسرے اشرف و اعلیٰ نظر پیدا کرنے پر موقوف ہے تا اُس کے ذریعہ
طالب اپنے مقصود و مطلوب تک پہنچ سکے یعنی ایسی نظر بہم پہنچانی چاہیے جس کی قوت ما بعد کی حد تک
پہنچا دے سکے اور ایسی استعداد و قابلیت کا پیدا ہونا محض اقتباس انوار مشکوٰۃ نبوت پر موقوف ہے جس کا
قوی ذریعہ اتباع شریعت مطہرہ ہے پس یہانتک شریعت مطہرہ کی اطاعت و پیروی کرے کہ واعبد
ربک حتی یاتیک الیقین کا درجہ اُسے حاصل ہو جائے اِس بیان سے یہ نتیجہ پیدا
ہوا کہ اشرف نظر فلسفہ علم توحید و صفات باری تعالیٰ شانہ ہے اور وہ بغیر تصدیق رسالت و تثبیت شریعت حاصل
نہیں ہو سکتا کیونکہ شریعت مطہرہ ایک ایسا لاجواب اور مبسوط و محکم قانون ہے جو ہماری آسمانی مقدس کتاب کی
(جو کل علوم حکمیہ کا سرچشمہ اور منبع فیاض اول ہے اور تمام علوم متعارفہ بالمعنی اُس سے مستخرج ہیں اور وہ
سب علوم پر شامل و حاوی ہے) کامل و مکمل تفسیر ہے چونکہ ارباب کشف و شہود نے اسی ذریعہ جلیلہ
اتباع شریعت غرا سے پورے طور پر کمال اخلاق انسانی و ترقیات مدارج روحانی حاصل کیے ہیں لہٰذا ہمیشہ
شریعت مطہرہ کی متابعت میں ہرگز سستی نہیں کرتے تھے اور اُسکی رہنمائی کو اپنے فوز عظیم کا ذریعہ جانتے
تھے اور روز افزوں اپنے کمالات ذاتی میں ترقی حاصل کرتے ہی جاتے تھے - اگر عقول سلیمہ سے کام

اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل باتیں بذریعہ وحی والہامات بتادی تھیں جیسا کہ قرآن کریم ناطق ہے یعنی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی چونکہ آپ اختلافات طبایع انسانی اور اشیاء کی کل خاصیات سے بخوبی باخبر تھے لہٰذا ایسا جامع اور نیک برتاؤ قوم کے ساتھ فرمایا اور حکمت ایمانی کے متعلق ایسا دلچسپ وقابل تبدل الہامی قانون شریعت مرتب فرماکر قوم کو اُسکے احکام کے سچے اور سیدھے رستے پر چلایا جس سے قوم برابر مستفیض ہوتی رہی اور اُس حکمت ایمانی کے ذریعہ سے آپ کو برابر کامیابی حاصل ہوتی رہی آخر بات کیا تھی کہ آپ کا عمل وضع الشئی فی موضعہ پر حقیقی اور الہامی طور پر ہوا کرتا تھا جس کسی شے کو آپ نے حلال فرمایا اور جس کو حرام قرار دیا کلیتہً وضع الشئی فی موضعہ پر عمل اور وضع الشئی فی غیر موضعہ سے احتراز محض مطلوب ومقصود تھا اگر یہ حکمت ایمانی معاذ اللہ صرف مجرد استدلال عقلی پر مبنی ہوتی اور وضع الشئی فی موضعہ سے کام لیا جاتا تو کیونکر اسلامی آفتاب اس زور شور کے ساتھ چمک سکتا ـ ملاحظہ فرمایا جاوے کہ آج تک اِس حکمت ایمانی کی قوت وجلادت اور سچائی تمام دنیا کی اونچی سطحوں اور بلندیوں پر اپنے اسلامی جھنڈے

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶) لیا جاوے تو تبعیت شریعت آسان نظر آوے گی اور اُس سے انکار و اعراض ہرگز جایز نہ سمجھا جاوے گا خداوند ذوالمنن وموفق حقیقی اس امت مرحومہ کو اتباع شریعت مطہرہ کی توفیق دیوے اور اُس کو افراط وتفریط وناانصافی وناحق پرستی اور ہٹ دھرمی سے بچائے ـ آمین! آمین!! آمین!!!

کا بہر پیرا اُترا رہی ہے اور اپنی نورانی جھلک دکہاتی ہی جاتی ہے شعر

| اسلام کا آفتاب چمکا | بے پردہ و بے نقاب چمکا |
|---|---|

پس اس سے ہم یقین کرتے ہین اور ہر عقل سلیم بھی یقین کرے گی کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر قول و فعل و حکم باستدلال نص صریح وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی خدا کا قول و فعل ہے اور خدا حکیم مطلق ہے اور اسکی حکمت ہمیشہ اس بات کو چاہتی ہے کہ وضع الشی فی موضعہ کے خلاف کوئی امر ظہور مین نہ آئے اور نظام کارخانہ عالم درہم برہم نہو پس حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اپنے ارادون مین کامیابی حاصل ہوتی گئی اور آج تک ہوتی ہی جاتی ہے محض اسی حکمت ایمانی کا نتیجہ ہے جو وضع الشی فی موضعہ پر عمل فرمایا گیا ہے پس کسی شخص کو یہ دعوے کرنیکا حق حاصل نہین ہے کہ وہ وضع الشی فی محلہ پر بلا مغالطہ عمل کرتا ہے شعر

| نہ ہر جائے مرکب توان تاختن | کہ جاہا سپر باید انداختن |
|---|---|

ہان آپ کی اتباع کے ساتھہ ہر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ "اگر باتباع حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا فعل پورا اُترا ہے تو مین یہ کہہ سکتا ہون کہ اضافۃً مین نے بھی وضع الشی فی موضعہ پر بلا مغالطہ عمل کیا ہے" الغرض آپ نے جس کسی کے ساتھہ سختی یا لینت یا خلق عظیم کا برتاؤ فرمایا ہے کلیۃً اوس نیک برتاؤ نے برابر وضع الشی فی موضعہ کا صحیح نتیجہ پیدا کیا ہے اگر کسی کا ادراک اس مرتبہ پر کام نہ دے سکے

تو اُسکو چاہیے کہ اپنے قصور و ادراک کا معترف ہو کر خاموش بیٹھا رہے سے زبان نہ

ہلاوے مصرعہ تو چہ دانی کہ درین گردش چہ نتائج دارند ✤

اگرچہ حکمت الٰہی نے کسی امر کو پوشیدہ نہیں رکھا ہے بلکہ علانیہ ہر شئے کے اچھے

اور برے نتائج دکھا دیئے ہیں اور وضع الشی فے محلہ و فی غیر محلہ کے مسئلہ کو خوب

سمجھا دیا ہے لیکن گمراہی و ضلال کا علاج ہی کیا ہے۔ ہمارے نبی برحق صلی اللہ

علیہ و آلہ وصحبہ وسلم نے جو ہمارے شفیق ماں باپ سے زیادہ ہم پر شفقت رکھتے

تھے اور آپ کی مبارک شان میں قرآن مکرم خود ناطق ہو چکا ہے یعنی وما ارسلنٰک

الا رحمۃ للعالمین قوم کی اصلاح کے لیے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں فرمایا

اور جس قدر آپ نے اپنی امت کی تادیب و تنبیہ فرمائی ہے در حقیقت وہ آپ کی

امت کے حق میں عین شفقت و رحمت تھی۔ یعنی قوم کے ان قلبی امراض گمراہی

کو مٹانا مقصود تھا جس میں وہ مبتلا ہو کر سسک رہی تھی اور وضع الشی فے غیر محلہ

پر عمل کرتی جاتی تھی جس سے اُس کا مرض اور بڑھتا ہی جاتا تھا اور آیندہ چل کر اسکی

حالت اور زیادہ اُسے ردی و ناکارہ کر کے تر و تازگی ایمان و حلاوت و تفریح

ایقان سے کوسوں دور اور قعر جہنم میں پھینک دینا چاہتی تھی۔

میں اس موقع پر بغرض تفہیم عوام بلا تشبیہ تامہ و مماثلت کلیہ ایک تمثیل پیش کرنا

چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس طرح ایک طبیب حاذق ظاہری جسمانی بعد معائنہ

نبض مریض اصلاح اخلاط و تعدیل مزاج مریض کے لیے اوّلاً ادویہ مخرج مواد فاسدہ

استعمال کراتا ہے جس سے اُسکا مقصود تنقیۂ مزاج مریض ہوتا ہے اور اگرچہ مریض تلخی دوا سے اوّلاً کسی قدر مکدر و متنفر بھی ہوتا ہے لیکن طبیب مذکور اپنی اجتہادی قوت و ملکۂ راسخہ سے ہرگز اپنی تجویز کے خلاف کوئی دوسرا نسخہ تجویز نہیں کرتا اور اپنی دوا ے مجوزہ کو برابر استعمال کراتا ہی جاتا ہے حتیٰ کہ مریض ابعد اخراج مواد فاسدہ مرض لاحق سے نجات پاتا ہے لیکن ہنوز اُس سے تقویت مزاج کی ضرورت باقی ہے جسکے لیئے وہی طبیب شفیق ادویۂ مقویۂ اعضاے رئیسہ مثل مفرحات و معجونات دلکشا وغیرہ بحسب قابلیت طبیعت استعمال کراتا ہے یہانتک کہ مریض بوجہ ازالۂ مرض و حصول تقویت مزاج صحت کامل حاصل کرتا ہے اور اپنی اصلی قوتون کو بجاے خود پاکر اُس شفیق طبیب کا دلی معتقد اور اُسکے خلق و کرم کا معترف ہوکر نہایت عزت کی نگاہون سے اوسے دیکھتا ہے اُسی طرح یہ بے مثل حکیم روحانی آفتاب آسمان رسالت و اجتہاد- بہترین ثمرۂ شجرۂ محبت و وداد- شمع شبستان ہدایت و ارشاد- نیر درخشندۂ علت ایجاد- قامع الکفرۃ والزنادقہ- قاطع المشرکین والملاحدہ- رہروان بادیۂ ظلمت کا چراغ ہدایت و نجات- تشنہ کامان وادی حرارت گمراہی کا چشمۂ حیات- مخزن اسرار علم لدنی- معدن رموز حکمت ایمانی- صدر نشین مسند قل جاء الحق فروزندۂ سراج انجمن من رانی فقد رای الحق مثنوی

| | |
|---|---|
| اوست ایجاد جہان را واسطہ | درمیان خلق و خالق رابطہ |
| شاہباز لامکانی جان او | رحمۃ للعالمین در شان او |

| | |
|---|---|
| عارف اطوار سر جزو کل | خلق اوّل روح اعظم عقل کل |
| علّت غائی زامر کن فکان | نیست غیر از ذات آن صاحبقران |
| رہنماے خلق وہادی سُبل | مقتداے انبیا ختم رسل |

یعنی حضور اقدس سید الانبیا زبدۃ الاصفیا احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اِس امت مرحومہ کے ساتھہ بہ لحاظ اُس کے خیر الامم ہونے کے جو حسن سلوک وشفقانہ برتاؤ فرمایا اور خندۂ نمکین وشیرین زبانی سے پیش آتے رہے شعر

بخندۂ نمکین دلبری وجان بخشی تبارک اللہ ازاں چہ خندہ ودچہ لب است

شعر

| | |
|---|---|
| حق جلوہ گر زطرز بیان محمد است | آرے کلام حق بزبان محمد است |

اور اُس کے دلی ہلاک امراض مثل نفاق وحقد وحسد وعُجب و بیدینی وغیرہ کے زایل ہونے اور تہذیب اخلاق انسانی کی قوت حاصل کر کے ایمانی صحت پانے کے لئے لاجواب نسخہ معجون مرکب استعمال کرایا یعنی الہامی قانون شریعت مطہرہ کا عمدہ سبق پڑہایا اور قوم کو مہلکات عظیمہ سے بچا کر سچے اور سیدہے راہون پر کہینچ لائے اور خدا کی خالص توحید کی باتین بتائین اور جوجس طرح کی قابلیت وصلاحیت رکہتا تہا اُسکی روحی شایستگی وترقی کے لئے بھی بمصداق ویعلمہم الکتاب والحکمۃ توحید حقیقی وکشفی کی سعادت سے مشرف فرمایا اور خاص خاص ارشادات کی دشوار راہین بھی آسانی سے کہولدین۔ یہ جملہ تعلیم

وتلقین آپ کی علے سبیل المراتب وضع الشی فی موضعہ پر عمل کرنے کی خبر دیتی ہے
حالانکہ ابتدائے نبوت واشاعت دین اسلام مین قوم اوس ہیچی اور سیدہی راہون پر چلنے سے
رابا کرتی تھی اور آپ سے سبب عداوت بھاگتی تھی اور آپ کی تعمیل حکم کو بہت ہی تلخ تصور
کرتی تھی لیکن اُس حکیم حاذق ظاہری ومعنوی کا نیک برتاؤ اور اُس آفتاب ہدایت
کی تیز شعاعون نے رفتہ رفتہ اپنا ایسا لاجواب نورانی اثر پھیلا دیا
کہ قوم اُس سے متاثر ہوکر اپنی کدورت وتاریکی قلوب کو دور کرکے سعادت و
عزت دارین کا پاک وصاف ونورانی ذخیرہ جمع کرنے لگی اور ایمانی نعمت حاصل
کرکے آپ کے نبی برحق خیر البشر سید انسان کامل۔ اور مخبر صادق ہونے کی
دل وجان سے تصدیق کرنے لگی اور اُس نے نفاق وعداوت وشرک
وغیرہ خصایل رذیلہ کو چھوڑ دیا اور اُس کے دل مین نور ایمان وایقان اس درجہ
سے چمکنے لگا کہ اپنے دلی شوق سے خودبخود اون راہون پر چلنے لگی جسے ابتدا
مین وہ برا تصور کرتی تھی اور آپ پر جان ومال وزن وفرزند تصدق وقربان کرنے
لگی اور اُس کے دلی نورانیت کے آثار خود اُسکے مبارک چہرہ پر چمکنے لگے
اور یوماً فیوماً اُس کی نورانیت بڑہتی گئی اور آج تک اُس نورانی ایمان وایقان
کا دلفریب چہرہ اپنی پیاری اور دل آویز جھلک دکہاتا ہی جاتا ہے اور تا قیامت
برابر دکہاتا ہی جاے گا۔ آج ہم بھی اُسی نورانی قوت سے علے قدر مراتب حصہ
لیتے جاتے ہین اس مین کچھ شبہہ نہین کہ ماجاء بہ النبی پر پورا عمل کرتے

سے دلی نورانیت بڑھتی ہی جاے گی اور اُس کا عامل ہمیشہ اقتباس انوار مشکوٰۃ فیض ذات مقدس حضرۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دلی نورانیت حاصل کرتا ہی جاے گا حتی کہ اُسے مرتبہ حق الیقین حاصل ہو جاے گا مصداق اس آیہ شریفہ کے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اور بعض افراد و اشخاص قوم جن کی قسمت میں شقاوت ازلی لکھی ہوئی تھی بمصداق حدیث نبوی السعید من سعد فی بطن اُمہ والشقی من شقی فی بطن اُمہ اخیر تک اطاعت حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اباد انکار کرتے رہے حتی کہ واصل نار جہنم ہو گئے - خس کم جہان پاک کا مضمون صادق آیا اور اُنکے انکار توحید خالصہ و قانون الہامیہ شریعت نے اُنہیں خوب مزا چکھا دیا ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم کے حقیقی معنی ہر دو فریق است پر بخوبی منکشف ہو گئے اور ہر دو کے عمل نے انہیں مرتبہ حق الیقین کو پہنچا دیا - اور جو جس محل کا شائستہ تھا وہین وضع کیا گیا الغرض حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک قول و فعل و حکم وضع الشی فے محلہ کا صحیح نتیجہ پیدا کرتا ہی گیا اگر ذرا چشم بصیرت وا ہو تو ہر عقل سلیم و فہم مستقیم آپ کے احکام و اقوال و افعال و اعمال و احوال کو مان لے گی اور اُس کا نور ایمان حقیقی طور پر وضع الشی فے محلہ کا حکم لگا دے گا اور جو عقل کہ فاسد و سقیم ہو گی اور شقاوت ازلی جسکے نصیب ہو گی وہ اپنی گمراہی سے ہرگز مُنہ نہ موڑے گی اور نا معقول حجتین پیش کرتی ہی جاے گی بلکہ انا ء

یتر تبلیغ تا فیہ کا پورا مصداق بنی رہے گی اور غشاوۂ غفلت ابداً اوس پر پڑا رہے گا۔ ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ سے وہ پورا حصہ لیتی جاے گی نعوذ باللہ منہا۔

اب بیان ذرا اس بیان پر بھی غور فرمایا جاوے کہ اس موقع پر یعنی وضع الشی سے محلہ اور وضع الشی فی غیر موضعہ کے متعلق جو ہماری حکمت ایمانی نے اچھے اور برے نتایج نکالے ہین عرض کرنا چاہتا ہون جسکی سماعت کے بعد آپ کو معلوم ہوجاے گا کہ وضع الشی سے محلہ پر حقیقی طور سے عمل کرنا اسی الہامی شریعت مطہرہ کا کام ہے۔ سبحان اللہ حضور اقدس ختمی مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ہی مبارک ومقدس ذات تھی جس نے اس مبارک قانون کو جاری فرماکر اپنی امت مرحومہ کو اُن مہلکات سے بچالیا جو اپنے نفسانی جذبات کی پیروی سے اُسے ایک بھاری ذلت وندامت اُٹھانی پڑتی تھی۔

واضح ہو کہ شریعت مطہرہ نے جو شراب کو منع فرمایا ہے کیون اور کس بنیاد پر ہے اور اُسمین عقل سلیم کا بھی کوئی دخل ہے یا نہین۔ سنیئے آپ اور ہم اس بات کو برابر معائنہ کرتے جاتے ہین کہ جس قدر نشہ پیدا کرنے والی چیزین ہوتی ہین کامیتہ مزیل عقل ہین اور مخرب ناموس وشرافت انسانی۔ اور کل مسکرات مین شراب کا درجہ سب سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ بالخاصیت اُس کا اثر بھی سب سے قوی ہے اور اُس کے سرور کی یہ کیفیت ہے کہ جس قدر اُسے انسان پیتا جاے گا اُسی قدر اُس کا سرور

بھی بڑھتا ہی جاے گا حتیٰ کہ اُسکا کمال سرور انسان کو بیہوش کر دیتا ہے جسکے بعد وہ بالکل عقل سے کام نہین لے سکتا - جنون و دیوانگی کے حرکات شروع کر دیتا ہے نہ پاس ناموس و عفت انسانی کا اُسے کوئی خبر رہتی ہے اور نہ نیک و بد مین وہ تمیز کر سکتا ہے عقل سلیم اُس سے کوسون دور اور عقل فاسد رگ جان سے بھی اُسکے قریب ہو جاتی ہے پھر اُسے کون روک سکتا ہے جو چاہتا ہے کر بیٹھتا ہے حتیٰ کہ زنا و قتل نفس کا بھی مرتکب ہو جاتا ہے جو اقبح جرایم انسانی سے ہے آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خانمان برباد ہو جاتا ہے اور اپنی قیمتی اور شیرین جان کھو دیتا ہے اگر ارتکاب جرایم سے محفوظ بھی رہگیا تو خود اُسکی شراب خواری رفتہ رفتہ جگر کو خراب کر کے اُسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیتی ہے جو روزانہ آپ کا اور ہمارا مشاہدہ و تجربہ ہے الغرض یہ بہت ہی بُری بلا ہے - کسی شاعر ناصح کا شعر ہے

**شعر**

شراب ہے یہ سمجھ کے پینا خراب کرتا ہے اسکو عالم
کہین نشہ مین کُھلین نہ جوہر ہمارے اور تمہارے

سُمجھ کے پینا " مین اس شاعر ناصح نے ایک باریک نکتہ رکھدیا ہے - یعنی وہ نصیحت کرتا ہے کہ ہرگز ہرگز اُسکے قریب نہ جانا چاہیے تاکہ ہمارے اور تمہارے جوہر شیطنیت و برائی ظاہر نہون اور ہماری اور تمہاری عفت اور شرافت انسانی مین خلل نہ ڈالین اور یہ ظاہر ہے کہ جب کوئی اچھی بات نہین مانتا ہے تو ناصح شفیق اُسے

کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تو سب کچھ سمجھا دیا ہے آیندہ جو کچھ کرنا ہو ذرا سمجھ کے کرنا
دنیا کے کل مذاہب بھی اس شے کو بلحاظ اُسکے مجسّ الاثر ہونے کے اپنے
اذہان مین بُرا ہی تصور کرتے ہین لیکن مذہبی اجازت اور اُسکی لذت و سرور نے انہین
اُسکے پینے کے لیے مجبور کر رکھا ہے **شعر**

| شراب از پے سرخروی خورند | بعضے روا از و زرد روے برند |
|---|---|

اگر فرداسے مراد روز دیگر شراب خواری ہی تصور کیا جاے تو اُن حضرات کو
معلوم ہوگا کہ اُن کی کل کیا گت بنی تھی اور آج کیا حالت ہے بعضون کی عقل فاسد
نے انہین اس دہوکہ اور دسوسہ مین ڈال رکھا ہے جیسا کہ وہ بیان کرتے ہین کہ
اگر حکیمانہ طریقہ و اصول پر شراب کا استعمال کیا جاے تو کوئی مضرت نہین بخشتی
یعنی حد اعتدال و مقدار معین تک کوئی بُرائی نہین پیدا کرسکتی بلکہ عقل کی روشنی کو
اور زیادہ تیز و قوی کردیتی ہے اور سستی اعصاب کو رفع کرتی ہے جس سے ہم عمدہ
عمدہ کام لے سکتے ہین ماشاء اللہ یہ عقل فاسد بھی اُسی حکمت یونانی سے اخذ
کی گئی ہے اور حکما نے اُسکے آداب استعمال ایک حد معین تک بتاے ہین
جس سے وہ عمدہ نتائج و فواید پیدا ہونے پر یقین کرتے ہین یہ محض اُن کی نفسانی
خواہش و سخافت راے کا نتیجہ ہے جس نے انہین اس ڈہرہ پر لگا رکھا ہے کہ
ایک رکیک تاویل پیش کرکے اپنی راے سخیف و سقیم قایم کردی اور عقل سلیم کی
آنکھین بند کرلین اور اُن خواص شرعیہ پر جس لحاظ سے کہ ہماری شریعت مطہرہ نے

منع فرمایا ہے بالکل نظر نہیں ڈالی میں اِس موقع پر اُن غوامض شرعیہ کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں جس بنا پر کہ ہماری شریعت مطہرہ نے اُس کے استعمال کی قطعی ممانعت فرمائی ہے۔

معلوم فرمایا جاوے کہ انسان جس شے سے منع کیا جاتا ہے بمضمون الانسانُ حریصٌ علےٰ ما مُنع اور زیادہ اُس پر حریص ہوتا ہے۔ اور پھر ایسی چیز کی ممانعت بھی ہو جو فی نفسہ لذیذ اور عملاً سرور لانے والی ثابت ہو چکی ہو تو پھر کیونکر انسان اُس کے استعمال سے مقدار معین تک قانع رہ سکتا ہے۔ الغرض یہ دعوے بھی اُن کا غلط اصول پر مبنی ہے کہ ایک حد معین تک کے پینے سے اُن کے حواس درست رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ بدیہی امر ہے کہ جو شے مزیل عقل ہو گی اگر قلیلاً اُس کا استعمال کیا جاوے گا تو اُسی مقدار تک ضرور وہ اپنا اثر دکھائے گی اور جب کثیراً استعمال کی جاوے گی کثیر اثر ظاہر کرے گی۔ جب شراب کا سرور یقیناً نشہ مان لیا گیا اور نشہ مزیل عقل ہے تو دونوں حالتیں اُسکی خواہ قلیل ہو یا کثیر۔ انسان کو اُس پایہ سے نیچے گرا دینے والی ہیں جو اُسکی فطری عقل کو شراب پینے کے قبل سے پورے مدارج صحت حواس کے ساتھ حاصل تھا۔ اور عدم اختلال حواس سے بلا افراط و تفریط وہ کام لے سکتا تھا۔ پس بقدر شرب شراب مدارج عقل کا گھٹنا بھی ضرور ہوا۔ بعض حضرات کا یہ بیان بھی ہے "کہ کیا دو ایک قطرہ بھی اُس کا مزیل عقل ہے اور حواس کو مختل کر سکتا ہے" اِس کا جواب یہ ہے کہ مقصود ہمارا اصل مقدار قلیل سے

یہ ہے کہ جو سرور کی حد تک پہنچا دیتا ہے اور جسکی لذت مین انسان پھر صبر نہین کرسکتا کہ اُسی پر اکتفا کرے اور آئندہ اور زیادہ اُسکے پینے کا مصر نہو - لازمہ سرور شراب یہ ہے کہ حواس مین انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور اوسکی بنیاد عقل کو متزلزل کر دیتا ہے جسکے بعد انسان کا ہرگز اوس پر قابو نہین چل سکتا - پس اس صورت مین ایک قطرہ بھی اُس کا جو مذاق تحریص و ترغیب پیدا کرتا ہے گو بھلا اثر نہ پیدا کرے پینا درست نہین ہے - بعض حضرات کا یہ بیان بھی ہے کہ مقدار معین تک اُسکے پینے سے انسان کی جرأت و سخاوت بڑھجاتی ہے یعنی ایک ادنی بات پر جدال و قتال کے لیئے آمادہ ہو جاتا ہے اور ادنی تعریف و توصیف مین زاید از ضرورت مال و متاع ایثار کر دیتا ہے - اسعدی جرأت و سخاوت مصرعہ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ہ کہ کچھ بھی نشیب و فراز کو ملاحظہ نہین فرمایا - میری راے مین بلکہ ہر عقل سلیم کے نزدیک یہ کوئی تعریف کی بات نہین ہے - بے معنی جرأت و سخاوت نامعقول تصور کی جاے گی کیونکہ اُس نے ثبات عقل و حواس سے کوئی کام نہین لیا اگر ثبات عقل سے کام لیتا اور جرأت و سخاوت کو برمحل دکھاتا تو ہم سمجھتے کہ واقعی یہ فعل اُس کا ذاتی جوہر ہے عارضی اثر سے اگر کوئی ایسا فعل کر بیٹھے اور پھر وہ بے موقع بھی ہو تو کیونکر قابل قبول ارباب خبرت ہو گا اور صحیح نتیجہ پیدا کرے گا اور ایسا فعل خود اُسکے اختلال حواس کی پوری خبر دیتا ہے - جب ہمارے اسلاف مین جرأت و سخاوت اُن کا جوہر ذاتی تھا تو ہمین بھی ذاتاً اُس جوہر کو حاصل کرنا چاہیئے نہ بعروض

عارض - ماشاء اللہ کیا کیا تاویلات رکیکہ وتوجیہات نامعقولہ حلت شراب مین پیش کئے جاتے ہین لیکن چسپان نہین ہو سکتے - افسوس ہے کہ اُسکی اصلی اور ذاتی کیفیت کیف کو جو در حقیقت مزیل عقل ہے عقل کے تیز ہونے کا ذریعہ سمجھتے ہین اور اُسی ذریعہ کی توی حجت پیش کرنا چاہتے ہین مگر مُنہ کے بل گر پڑتے ہین -

مصرع — تعجب بین بخل ودانش ببایدگریست

کوئی دانشور ان رکیک تاویلات کو تسلیم نہین کرسکتا لیکن وہ بھی ان تاویلات کے پیش کرنے مین اسوجہ سے مجبور ہین کہ اُن کی خواہش نفسانی نے اُنھین اس مغالطہ مین ڈال رکھا ہے - اگر حداعتدال پر بھی اُس کا پینا درست ہوتا اور انسان کا اُس پر قابو چل سکتا تو ہماری شریعت مطہرہ ہرگز اُس کی قطعی ممانعت نکرتی کیونکہ ہماری مبارک شریعت نہ صرف منقول ہی منقول ہے بلکہ یہ وہ منقول ہے کہ جان معقول ہے - جب شریعت مطہرہ کے مبارک خیال مین یہ نجس الاثر شے بروے حکمت ایمانی بلحاظ اُن برائیون کے جس کا ذکر مکرر سکرر اوپر ہوچکا انسان کے لئے ناموضوع متصور ہوئی تو قطعاً اُس کی ممانعت کردی اور ایک قطرہ بھی اُس کا پینا بحکم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم یعنی ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام جایز نہین رکھا - و نیز اللہ جلشانہ اس نجس شے سے بچنے کی نسبت صاف الفاظ مین ارشاد فرماتا ہے یعنی یاایھاالذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ

لعلکم تفلحون علاوہ ہمارے تجربون کے جو اس کی برائیون کی نسبت ہمین معلوم ہوئے ہین نص حدیث و نص قرآن سے بھی اِسکی ممانعت قطعی طور پر ثابت ہو چکی تو خیال کیا جائے کہ یہ نجس شئے کس قدر قابل احتراز و اجتناب سمجھی جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ انسان مشروبات کی وضع کا محل ہرگز نہین ہے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر کیونکہ جو شئے جس محل کے لیئے وضع کی جائے ہرگز اُس محل سے برائی نہین پیدا ہو سکتی اور جب برائی پیدا ہوگی تو یقیناً کہا جائے گا کہ شئے مذکور ہرگز اُس محل کے لیئے موضوع نہین ہے جلد اُسے اُس محل سے ہٹا دیا جائے ماشاء اللہ کیا کیا احکام شریعت مطہرہ ہین اور کس درجہ وضع الشئی فی موضعہ کے متعلق حقیقی طور پر عمل فرمایا گیا ہے جس مین لغزش کی ہرگز گنجائش نہین ہے

## مثنوی

| | |
|---|---|
| چند چندا ز حکمت یونانیان | حکمت ایمانیان را ہم بدان |
| سورِ سطالیس و سور بو علے | کئے شفا گفتہ نبی مقبلی |
| دل منور کن با نوار جلی | چند باشی کاسہ لیس بوعلی |
| سرورِ عالم شہ دنیا و دین | سورِ مومن را شفا گفت اے حزین |
| سینۂ خود را برو صد چاک کن | دل ازان آلودگیہا پاک کن |
| باد فِ و نئے دوش آن مردِ عرب | وہ چہ خوش میگفت از رو طرب |
| ایہا القوم الذی فی المدرسہ | کلما حصلتموہا وسوسہ |
| فکرکم ان کان فی غیر الحبیب | ما لکم من نشأۃ الاخری نصیب |

| | |
|---|---|
| علم چہ بود آنکہ رہ بنمایدت | زنگ گمرہی ز دل بزدایدت |
| این ہوسہا از دلت بیرون کند | خوف و خشیت در دلت افزون کند |
| خشیت اللہ را نشان علم دان | انما یخشی تو در قران بخوان |

خداوند ذو المنن ہم تمام مسلمانون کو اتباع شریعت مطہرہ کی توفیق دے۔ اور خوف و خشیت نصیب کرے۔ اور اپنے نور جمال سے ہمارا دل منور فرماے اس مین کچھہ شبہہ نہین کہ کل احکام شریعت مطہرہ کا یہی حال ہے کہ وضع الشی فی محلہ کا بولا مصداق بنے ہوے ہین۔ پس جو فعل کہ باتباع شریعت مطہرہ انسان سے ظہور مین آئے گا وہ خلق انسانی مین داخل ہو جاے گا اور جس کو شریعت مطہرہ قطعاً رد کردے گی وہ خلق انسانی کے دائرہ سے خارج اور وضع الشی فی غیر محلہ کی حد مین پہنچ جاے گا۔ اور جو فعل خلاف شریعت ہوگا ضرور اوس سے ذلت و خواری و ندامت اُٹھانی پڑے گی یاد رہے کہ انسان ہمیشہ اپنے نفسانی جذبات کے نتایج سے ندامت اُٹھایا کرتا ہے اور روحانی جذبات سے راحت غایت مافی الباب یہ ہے کہ منتہاے پیروی شریعت سے طریقت و حقیقت و معرفت کی راہین کھل جاتی ہین اور اسی سے ان تینون درجون کا فتح الباب ہوتا ہے اور یہ ایسا قابل قدر نکتہ ہے کہ اگر ذرا عمل کر کے دیکھا جاے تو حقیقت حال واضح ہوگی یاد رہے کہ شریعت مطہرہ کا پورا عامل اپنے اخلاق بد کو عمدہ طرح سے نیک بنا سکتا ہے جسکے بعد اُسے غیر کے استنارہ کی ضرورت ہی باقی نہین رہتی

کیونکہ شریعت درحقیقت ربانی تعلیم و تلقین ہے اور یہ ایسی فیاض بحر ہے جس کا ہر شناور گوہر آبدار سعادت ابدی لے کر ساحل نجات دایمی کو پہونچ سکتا ہے خداوند کریم بحرمت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قوم کو شریعت مطہرہ پر چلنے کی توفیق عطا کرے - الحاصل اس قانون شریعت مطہرہ مین جس طریقہ سے ہماری تعلیم و ہدایت ہوئی ہے اور بضرورت خاص تادیب و تنبیہہ بھی فرمائی گئی ہے کلیۃً وضع اسکے فیصلہ پر عمل فرمایا گیا ہے - کسی کی مجال نہین کہ دم مار سکے - شریعت بمنزلہ ہمارے شفیق مان باپ کے ہے - بلکہ اُس سے بھی کہین بڑھ کر یعنی جس درجہ شفیق مان باپ اپنے بچون پر شفقت و رحمت مبذول کرتے ہین اور اُن کی صیانت و حفاظت مین ماکولاً و شرباً و تادیباً و تعلیماً کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتے اِس سے زیادہ ہماری محبوب اور پیاری شریعت ہم پر شفقت و رحمت و مہربانی فرماتی ہے اور اپنی پُرجوش تعلیم و ہدایت کے ساتھ ہمین اوس راہ پر پہنچتی ہی جاتی ہے جس مین بال برابر کجی کا دخل نہین صرف ہمارے نفسانی جذبات کا تاریک اثر ہے جو اُس روشن راہ کا حجاب بن گیا ہے - جس سے ہم حق و باطل مین کوئی امتیاز نہین کر سکتے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فواید کثیرہ پر ہماری کبھی نظر نہین پڑتی - بڑے افسوس کی بات ہے کہ قانون شریعت تو ہماری پوری پوری رہنمائی کرنے اور ہمین مہلکات عظیمہ سے بچا کر سیدھی راہ دکھانے کے لئے مستعد و تیار ہے مگر ہم اُس پر ہرگز خیال نہین کرتے بلکہ اُس سے کوسون بھاگتے ہین - یہ محض ہماری بدبختی و حرمان

و بدنصیبی ہے - یہا یہ دنیا ایک ایسا تماشا گاہ و قدرتی طلسم ہے کہ اس مقام مین
کوئی شخص بغیر تبعیت و ہدایت شریعت قدم نہین رکھ سکتا اگر رکھا بھی تو اوس کو یقیناً
لغزش و ذلت پانے کی توی توقع رکھنی چاہیے ہان اگر ہم اس مقام مین کچھ بھی
عقل سلیم و فہم مستقیم سے کام لے کر اپنی ذات کو شریعت کے تفویض کر دین تو
بیشک وہ ہمین عبرت کا سبق پڑھا کر اچھی طرح تعلیم دے سکتی ہے اور ہماری جزاً
و کلاً اصلاح بھی کر سکتی ہے جسکے بعد ہم ایک ایسے عظیم الشان ہوادار دلپذیر فضا
ایوان مین حسن معاشرت کے بیٹھ سکتے ہین جسکی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہمارے مضمحل دل
اور ہمارے کمزور دماغ کو تازہ و قوی بنا سکتی ہے - اور ہم اُس رفیع الشان اخلاقی
ایوان مین بیٹھ کر اپنی آیندہ روحانی زندگی کا کافی ذخیرہ باطمینان خاطر جمع بھی کر سکتے ہین جو
ہم کو ابدالاباد کام آسکتا ہے - یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ ہماری شریعت
کبھی ہماری بُرائی نہین چاہتی - بلکہ ہمین ادن افعال و اعمال سے روکتی ہے جس
سے ہمین مضرت پہنچتی ہے یا مضرت پہونچنے کا اندیشہ لگا رہتا ہے کیونکہ دنیا
ایک ایسی پُر آشوب جگہ ہے جہان ہمارے نفسانی جذبات کو ضرور تحریک ہوجایا
کرتی ہے - اگر ہم اس مقام مین اپنی شریعت کے پابند رہین گے تو بیشک ہم
اپنے نفسانی جذبات کی آفتون سے بچ سکین گے - اور شریعت ہمین اُس سے
پورے طور پر خبردار کر سکے گی یاد رہے کہ جیسے ماں باپ اپنے عزیز لڑکون
کو کنوئین مین جھانکنے یا آگ کے قریب جانے سے یا کوئی فعل خلاف عقل

کرنے سے روکتے ہین کہ مبادا لڑکے کو اُس سے کوئی صدمہ پہونچے - اور
اُسکی جان شیرین تلف ہو - اُسی طرح ہماری شفیق شریعت ہمین برائیون سے بچاتی
ہے اور ہر وقت بچانے کے لئے مستعد و تیار ہے مگر افسوس ہے کہ ہم اُن
فوائد کثیرہ پر جو باتباع شریعت ہمین مل سکتے ہین کچھ بھی خیال نہین کرتے اور ایسی
بہاری نعمت کو چھوڑ بیٹھے ہین اور بلا متابعت شریعت و حکمت ایمانی اپنی خرد
عقل سے کام لینا چاہتے ہین اور بیحد مشکلات مین پھنس جاتے ہین **مثنوی**

کار پاکان را قیاس از خود مگیر — گرچه باشد در نوشتن شیر شیر
هست آن شیری که آدم را خورد — هست این شیری که آدم می خورد
گفت اینک ما بشر ایشان بشر — ما و ایشان بسته خوابیم و خور
جمله عالم زین سبب گمراه شد — کم کسی ز ابدال حق آگاه شد
همسری با انبیا برداشتند — اولیا را همچو خود پنداشتند
این ندانستند ایشان از عمی — هست فرقی در میان بی منتها
خلق در بازار یکسان می روند — آن یکی در ذوق و دیگر دردمند
برگها همرنگ باشد در نظر — میوه هر یک بود نوع دگر
بیضه باز ارچه باشد در شبه — بیضه کنجشک را دور است ره
دانه آبی بدانه سیب نیز — گرچه ماند فرق ها دان ای عزیز
هر دو گون زنبور خورد از یک محل — لیک شد زین نیش و زان دیگر عسل

هر دو گون آهو گیا خوردند و آب — زین یکی سرگین شد و زان مشک ناب

هر دو نے خوردند از یک آبخور — آن یکی خالی و از دیگر شکر

صد هزاران این چنین اشباه بین — فرقشان هفتاد ساله راه بین

این خورد گردد پلیدی زو جدا — آن خورد گردد همه نور خدا

این خورد زاید همه بخل و حسد — وآن خورد زاید همه نور احد

سحر را با معجزه کرده قیاس — هر دو را بر مکر بنهاده اساس

هر دو صورت گر بهم ماند رواست — آب شور و آب شیرین را صفاست

جز که صاحب ذوق نشناسد بیاب — او شناسد آب خوش از شوره آب

هست ترکیب محمد لحم و پوست — گرچه در ترکیب هر تن جنس اوست

گوشت دارد پوست دارد استخوان — هیچ این ترکیب را باشد همان

کاندرین ترکیب آمد معجزات — کین همه ترکیب‌ها گشته مات

گر بصورت آدمی انسان بدی — احمد و بوجهل خود یکسان بدی

احمد و بوجهل در بتخانه رفت — زین شدن تا آن شدن فرقیست زفت

گریهٔ او خندهٔ او نطق او — نیست از وی هست آن جمله ز هو

چونکه ظاهرها گرفتند احمقان — وان دقایق شد از ایشان بس نهان

کجا حکمت ایمانی و کجا حکمت یونانی مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہ ایک نکتہ بھی ضرور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ کے

حقیقی معنی یہ ہین کہ وضع اسکے نے محلہ پراوسوقت تک عمل نہین ہوسکتا جب تک کہ شریعت مطہرہ کی تبعیت نکرے۔ اب آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ خلق انسانی کیا چیز ہے۔ اور کن افعال واعمال کا نام ہے اور اُسکی صورتین کیا ہین۔

## تنبیہ اوّل

اب ملاحظہ فرمایا جاسے کہ کہانتک ہم اخلاق انسانی سے حصہ لیتے جاتے ہین اور کہانتک شریعت مطہرہ کی پیروی کرتے ہین اے ہمارے عزیز اور پیارے بھائیو آپکو اور ہم کو بالضرور ان ذیلی امور پر غور وفکر کرنی چاہیئے۔ بھائیو ذرا غور توفرماؤ کہ ہم کیا کرتے ہین اور ہماری قوم کیا کررہی ہے۔ ہم نے انس انسانی کے شرف کو کہانتک حاصل کیا۔ کس درجہ کے ہم انسان بنے بیٹھے ہین۔ شریعت غرّا کی کہانتک پیروی کی۔ کون کون خصائل پسندیدہ ہم مین ہین۔ کن کن عادات رذیلہ کے اختیار کرنے سے ہم آماجگاہ ناوک اعتراض شریعت بنے ہوے ہین۔ آیندہ تلافی مافات کی نسبت ہمین کچہ کرنا بھی ہے یا نہین۔ ہماری انسانیت ہمین کیا بتارہی ہے۔ اور ہم کیا کررہے ہین۔ اس دنیامین ہمارا وجود ظہور کس ضرورت سے ہوا ہے۔ ہمارے قیمتی رات دن کن اشغال وافعال مین صرف ہورہے ہین۔ ہم کس بیخبری سے بسر کررہے ہین۔ آخر ہمین کوئی پوچھنے والا بھی ہے یا نہین ہمارے بزرگون کا کیا اصول تھا۔ اور ہم کس اصول پر چلتے ہین۔ ہماری خیریت

نے کس راہ کے اختیار کرنے میں ہے - اور ہماری ذلت کس شعار پر چلنے سے متعلق ہے - ہم حرام سے کس قدر حصہ لیتے جاتے ہیں - اور حلال سے کس درجہ ثمرہ حاصل کرتے ہیں - ہم کسب کمال کی طرف کہاں تک راغب ہیں اور جہل و نادانی سے کس درجہ دور رہیں - اخلاق حسنہ کہاں تک اختیار کیا - اور اعمال سیئہ کو کہاں تک چھوڑا - ہماری مبارک شریعت ہمیں کیا تعلیم کر رہی ہے - اور ہم کس کے پیرو ہیں - ہمارے اعتقادات کا کیا حال ہے - ہماری ایمانی قوت کس حالت میں ہے ہمارا دین بودی ہے یا نبوی - ہمیں تہذیب اخلاق انسانی کا سبق پڑھنے کے لئے کون چیز مانع ہے - ہماری روحی شایستگی کے لئے کون امر حاجب ہے ؟ - ہماری انسانی ہمدردی کدہر گئی ؟ ہمارا دل سنگ لاخ کیون بن گیا - نیک کامون مین ہمارا قدم کیون آگے نہین بڑہتا ؟ - ہمارے مال و متاع مین ہمارے عزیز دینی بھائیون کا بھی کوئی حصہ ہے یا نہین جو اُن کے مشکلات عسرت مین کام دے سکے ؟ کیا ہمنے یہ آیۂ قرآنی نہین پڑہی ان تقرضوا اللہ قرضاً حسناً یضاعفہ لکم و یغفر لکم و اللہ شکور حلیم ؟ کیا صلہ رحمی ہمارا کام نہین ؟ کیا ایتام و بیوگان قوم پر رحم کرنا اور بقدر صلاحیت اپنے ان کا وظیفہ مقرر کرنا ہمارا وظیفہ نہین ؟ کیا مسکینون کو کھانا کھلانا موجب ثواب نہین ؟ کیا کج خلقی ہمارا شیوہ ہے ؟ کیا خلق محمدی سے ہمین کوئی حصہ نہین لینا چاہیے ؟ کیا التعظیم لامر اللہ و الشفقت علی خلق اللہ کو اختیار کرنا ہمین لازم نہین - ؟ کیا مظلومون اور معذورون پر رحم کرنا ہمارا کام نہین ؟ - کیا کسب

حلال سے پیدا کرنا ہم پر واجب نہین ؟ - کیا کسب حرام سے دور رہنا ہمین ضرور
نہین - کیا غیبت وحسد کرنا ہمارا شعار ہے ؟ - کیا عجب و نخوت اختیار کرنا ہمین
لایق ہے ؟ - کیا اخلاق حسنہ کو چھوڑکر رات دن جھگڑے کرتے رہنا ہمین
شایان ہے ؟ کیا ہم حلال ذریعہ سے ہر ایک کسب یعنی حرفت وصناعت و
فلاحت وغیرہ وغیرہ اختیار کرنا چاہین گے تو ہماری پرورش نہوگی ؟ - کیا خدا ہمین برکت
ندے گا ؟ - بھائیو پنبہ غفلت اپنے کانون سے دور کرو اور راہ راست پر
چلے آو - خدا کا دیا ہماری حسن نیت سے بہت کچھ ہے اور آیندہ بھی وہ بہت
کچھ ہمین دے سکتا ہے - ہمارا خدا غنی ہے اور ہم اُسکی درگاہ کے فقیر ہین آیت
و اللہ الغنیُ و انتم الفقرا - دیکھیے ہجدہ ہزار عالم کو کس طرح پرورش
کرتا ہے - کیا ہمین وہ چھوڑ دے گا - کیا اب وہ چھوڑے ہوے ہے
قلیل و کثیر جو کچھہ کہ بحکمت مبالغہ اُس کے ہمارا حصہ اور مقسوم ہے پہونچتا ہی
جاتا ہے شعر

| | | | |
|---|---|---|---|
| محتاجون کی بھیڑ ہے برابر | | سرکار کا لٹ رہا ہے لنگر | |

پس کیون ہم اکل حرام کی طرف توجہ کرین کیون اپنے نامہ اعمال کو سیاہ بنائین -
وہ مال جس کو اخلاق انسانی نفرت کی نگاہون سے دیکھتے ہین - اُس کے
کسب فراہم کرنے مین کیون رغبت کرین ہمین کسب کمال کرنا چاہیئے جو ہمارے
اکل حلال کا ذریعہ ہو اور ہماری عزت بڑہائے شعر

| کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی | | کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیزِ من |
| --- | --- | --- |

ملاحظہ فرمایا جاوے کہ اقوام غیر نے بوجہ کسب کمال کہانتک دنیاوی فراغت حاصل کی ایک ہم ہین کہ جہل وناوانی و بے کمالی کے مرض مین مبتلا ہوکر سسک رہے ہین - اگر ہم کسبِ کمال کے بعد اُس کو جایز طریقہ سے استعمال کرین گے تو صرف ہماری دنیاوی عزت ہی نہین بڑہے گی - بلکہ ہماری اخروی عزت بھی ترقی پذیر ہوگی اور ہمین اُن عقبات وذلات عذاب آخرت سے بچاوے گی جس سے ہمین سخت تکلیف اُٹھانی پڑے گی - بھائیو اِن تمام باتون پر غور کرکے اپنے دل مین آپ ہی ایک محکمہ قایم کرو - اور خود ہی حکم بنکر انصاف فرماؤ - اور اخلاق حسنہ کا عملی سبق خود بھی پڑہو اور دوسرون کو بھی پڑہاؤ - اور علم وفضل وکسبِ کمال کی ڈوبتی ہوئی کشتی کے خود ناخدا بن کر اُسے ابھارو اور اُنس فطری کو کام مین لاؤ - اور اپنے روحانی وجسمانی جذبات اور قوتون سے قوم کو جو ایک ناپیدا کنار خطرناک بدخلقی وجہل وناوانی کی دلدل مین پہنس گئی ہے اور اُسکی ضعیف قوت بزور بازو اُسے اُبھرنے نہین دیتی اپنی جمیل کوششون کی طنابون سے کھینچ کر باہر لاؤ - خصوصاً ہمارے اکابر قوم پر فرض ہے کہ قوم کو تہذیب اخلاق کا عملی سبق پڑہائین - اور اُسکی مدد کرین اور اُسے نکبت وادبار کی نیند سے جس مین وہ بیہوش پڑی ہوئی خراٹے لے رہی ہے ذرا جگائین - اور تہذیب اخلاق وشایستگی انسانی وحسنِ معاشرت کا اُسے قانون سکھائین اور اپنی دریادلی وبلند ہمتی سے

کوئی حصہ بیوگان و ایتام اور مساکین کے لئے اپنی جیب خاص سے الگ
کرکے اُنہیں عطا کریں اور ثواب اسکا حاصل کریں۔ اس اخلاق حسنہ سے آپ
کے مال میں ترقی ہوگی۔ آپ کی عمر طویل ہوگی۔ آپ کی بڑی بھاری عزت ہوگی۔
بیوگان پردہ نشین اور ایتام آوارہ حال رات دن آپ کے حق میں دعا کریں گے
خدا آپ پر رحم کرے گا آپ کا بول بالا ہوگا۔ اگر آپ صرف زکوٰۃ ہی نکال کر دیں گے
تو بہت بھاری مدد اس عاجز گروہ کو ملے گی السخی حبیب اللہ کی نعمت سے آپ
اور ہم محروم نہیں رہیں گے۔ بھائیو اس امر پر بھی غور کرو کہ ہمارا باہمی نفاق جو اس وقت
ہماری نکبت و ادبار کا قوی سبب اور پہلا زینہ پڑا ہے اور جس کا بُرا اثر ہماری دینیاوی و اخروی
زندگی پر پڑتا جاتا ہے ہماری قوم کے مجموعی اتفاق سے کس درجہ مبدل ہونے
کے قابل ہے۔ جب قوم میں اتفاق پیدا ہوگا اور ہر شخص ایک دوسرے کا مصلح
بن جاوے گا تو مجموعی قوتوں سے ہماری بگڑی ہوئی معاشرت اچھی ہو جاوے
گی اور قوم میں علمی روشنی بیحد پھیل جاوے گی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جو مبتذل
حالت اس وقت ہماری ہے آیندہ باقی نرہے گی اور ہم دنیا میں عزت کی نگاہوں
سے دیکھے جائیں گے اور اس طرز عمل کے اختیار کرنے سے ہماری روحانی زندگی
بھی اچھی طرح سنور جاوے گی۔

## تنبیہ دوم

بھائیو ہمیں ضرور ہے کہ اپنی نفسانی اور عنصری خواہشات کو دبا کر دنی ملکات سے

کام لین اور ابدی عمر سے اُڑائین یہ ہمارا وجود بغرض نفس پرستی نہین ہوا ہے بلکہ
محض بغرض معرفت الٰہی اور کسب سعادت ابدی ہوا ہے اور یہ مہلت جو ہمین ملی ہے
بہت غنیمت ہے اور بہت ہی تھوڑی ہے ہمین اُسکی قدر و منزلت کرنی چاہیئے
لیکن ہماری افسوسناک حالت اِس حد تک پہنچ چکی ہے کہ باوجودیکہ ہم ایک ایسے
لاجواب اور شیرین و شفاف چشمے پر روحی کمالات کے کھڑے ہین اور ہماری
روحی فطرت زبانِ حال سے ہمین اپنے کمالات و ملکات اصلیہ کے اونچے
زینہ پر پکار پکار کر بلاتی ہے لیکن ہمارا اُس مین غوطہ لگا کر اُبھرنا اور گوہر آبدار سعادتِ
ابدی کو نکالنا تو درکنار ایک چلو بھر پانی بھی اُس شیرین چشمے کا نہین پیتے اور بھولے
سے بھی اُس کا خیال نہین کرتے اور اپنے جسمانی تلذذات و تعیشات ہی مین لگے
رہتے ہین اور اپنی روح کو جو پیکر عنصری کی ناگوار خوتون مین پھنس کر ریز ریز کر رہی ہے
اور ہماری روزانہ بے توجہی سے اُسکی اصلی قوتین مضمحل اور اُس کا تازہ اور نفیس
و محبوب چہرہ سموم خواہشات نفسانی کے ناگوار طمانچون کے اثر سے نیلگون ہوتا
جاتا ہے اُسکی تر و تازگی کی طرف توجہ نہین کرتے اور اپنے آپ پر بیحد غضب ڈھاتے
جاتے ہین پس اِس صورت مین ہم سے بڑھکر کل مخلوقات الٰہی مین کون بدنصیب
ہو سکتا ہے ہماری بدنصیبی روزانہ ہمین حسرت کی نگاہون سے دیکھ دیکھ کر آٹھ آٹھ
آنسو روتی ہے لیکن ہم نہین چونکتے ۔ مین اسکے بواعث اور اوجہ توجہ کو ایک عمدہ
پیرایہ مین اپنے اخوان ذی شان کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہون جس سے میرا مقصود

انکشاف حال و حقیقت واقعیہ ہے جس کے بعد بہ حسب توفیق عمل بھی کر سکتے ہین

مخفی نرہے کہ ہماری عنصری و نفسانی خواہشون کا اثر[1] صرف ہمارے پیکر عنصری کی چوحدی ہی مین محدود و مقید ہے کبھی اُسکا قدم آگے نہین بڑہ سکتا اور ہماری روحی خواہشون کا اثر[2] ہمین بہت دور تک یعنی ہماری انتزاع و اختراع کے منشا ر تک پہونچا سکتا ہے جو ہماری روح کے منتہا سے روح کے دائرہ کا مرکز ہے مین اس مضمون کو کسی قدر اور بھی صراحت کے ساتھ بیان کرنا اور خواہشات عنصری و خواہشات نفسانی کا فرق و مابہ الامتیاز بتانا چاہتا ہون -

مخفی نرہے کہ ہمارا پیکر عنصری مادیات سے مرکب ہے اور ہمارا پیکر مثالی جو ہماری روح اور ہمارے پیکر عنصری کے درمیان برزخ واقع ہوا ہے غیر مادی ہے - ہمارا جسم عنصری بوجہ مادیت خرق و التیام و تجزی و تقسیم کو قبول کرتا ہے - اور ہمارا جسم مثالی بوجہ غیر مادیت خرق و التیام و تجزی و تقسیم کو قبول نہین کرتا اور جو آثار کہ خرق التیام کے ہمارے جسم مثالی پر ظاہر و مترتب ہوتے ہین در حقیقت ہماری عنصری و نفسانی خواہشون کے نتائج ہین جس کا ذکر آئندہ تفصیل کے ساتھ کیا جاے گا - اور روح انسانی ان دونون

---

[1] جب وہ افراط کے درجہ تک نہ پہونچے اور تفریط مین غیر قابل خطاب نہ بن جاے اور دونون صورتون مین متعدی شر کو جو قوم اور ملک کا رہزن ہے - اسپنے اوپر لازم نکرلے ۱۲

[2] نسبت پیشہ ادوزانی مدد سے اسلاحت کیونکہ فنا کے دراہ بلکہ ورا ر الورا د تو اسی جانا ہے شعر
اول ما آخر ہر منتہی - آخر ما جیب تمنائی مصرعہ اسے برادر بے نہایت درگہیست ۔ از مولانا مولوی علی حسین بلگرامی رحمانی دام مجدہٗ ۱۲

کیفیتون سے الگ ہے کیونکہ وہ ایک جوہر[۵۱] مجرد بسیط ہے جو علاوہ غیر مادی ہونے
کے ابعاد ثلاثہ سے بھی پاک ہے ۔ مگر جب لطافت تمامی اشیا پر محیط ہے
اور اسی بنا پر اُس کا سریان بھی ہین ہیکل عنصری و ہیکل مثالی مین برابر معلوم ہوتا ہے
ہیکل عنصری مین بوجہ کثافت جسم ابعاد ثلاثہ بالبداہت برابر پاے جاتے ہین ۔
اگرچہ ہیکل مثالی مین بھی یہ اوصاف موجود ہین مگر چونکہ وہ جسم نورانی و لطیف ہے لہذا ہر حال
مین ہیکل عنصری پر فایق ہے اور روح ہیکل مثالی پر بہ سبب اس کے کہ وہ تمامی اوصاف
جسمیت سے مبرا و منزہ ہے ۔ فایق تر ہے الغرض اگر ہیکل عنصری کو مادیات کی
مدد نملے تو تحلیل ہوجایا کرتا ہے ۔ بخلاف اُس کے ہیکل مثالی جس کو مادہ کی کوئی
ضرورت ہی نہین ہے ۔ ابداً تحلیل نہین ہوتا ۔ اور ان ہیکلون مین روح برابر متصرف
ہے اوّلاً روح کا تصرف جسم مثالی مین ہوتا ہے اور جسم مثالی اُس تصرف کو قبول کرکے
اُسکے اثر کو جسم عنصری مین پہونچا دیتا ہے ۔ لیکن یہان اس امر کا خیال رہے کہ روح
کے تصرفات مین ان دونون جسمون مین کسی زمانہ کا انقراض نہین ہے بلکہ ایک برقی
کیفیت ہے جو تصرف روح کو بواسطہ جسم مثالی جسم عنصری تک پہونچا دیتی ہے اس موقع پر

---

۵۱ یہان پر اس امر کا خیال رہے کہ نفس ناطقہ جس سے مراد ہماری روح ہے نہ جوہر ہے اور نہ عرض اور اُسکی ماہیت
کسی پر واضح نہین ہے اور نہ عقل جزوی کا یہ کام ہے کہ اُسے معلوم کر سکے کیونکہ وہ عقل جزوی کے ادراک و اشارہ سے
خارج ہے اور اسی بنا پر اوسے مجہول الکیفیت کہتے ہین اور الحق ایسا ہی ہے کہ جو شے مجہول الکیفیت ہوگی وہ
مجہول التعریف بھی ہوگی اور جو مجہول التعریف ہوگی ہرگز عقل جزئی مین نہ آسکے گی ۔

یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جسم مثالی درمیان روح اور جسم کے کیون برزخ واقع ہوا۔
اس کا جواب یہ ہے کہ جو شے دو متباین و متخالف چیزون کے درمیان رابطہ ہوسکے
وہ ایسی ذوجہتین ہونی چاہیئے جس مین تقریباً دونون کے اوصاف پائے جاتے ہون
تا رابطۂ و مربوط دونون مین مناسبت پیدا ہوسکے۔ چونکہ جسم مثالی مین بوجہ لطافت
ایک قسم کا وصف روح اور باعتبار جسمیت ایک طور کا وصف جسم عنصری موجود ہے
اس لئے قدرت کاملہ و حکمت بالغہ حکیم مطلق نے اُسے برزخ ٹھہرایا تا روح بواسطہ
جسم مثالی جسم عنصری سے موانست پیدا کرکے متصرف ہوسکے۔ پس اس سے
ثابت ہوا کہ اجسام دو قسم کے ہین ایک مادی اور دوسرے غیر مادی۔ جن کو اجسام کثیفہ
و لطیفہ بھی کہتے ہین جو مادی اجسام ہین تحلیل مادہ سے فنا ہو جاتے ہین اور جو غیر مادی ہین ہمیشہ کیلئے باقی رہینگے یعنی
اور نفخ صور تک برابر باقی رہینگے۔ رنج و راحت جو صفات متضادہ ہین اُن کا تعلق بھی انہین
دونون جسمون سے ہے۔ اور یہی دونون جسم بواسطہ روح رنج و راحت سے متلذذ
و متالم بھی ہوتے ہین۔ اور روح ان دونون حالتون اور کیفیتون کی مدرک ہے۔
اسکے بعد آپ معلوم فرمائین کہ پیکر انسانی مین خواہشات کی کئی قسمین ہین۔
غرض ہو کہ پیکر انسانی میں خواہشات کی دو قسمین ہین۔ ایک خواہش عنصری طبعی اضطراری
اور دوسری خواہش نفسانی غیر طبعی اختیاری صنف اوّل کی محرک خود اسکی طبیعت
و کیفیت اصلیہ ہے مگر بواسطہ تصرف و تعلق روح۔ اور صنف دوم کی محرک خود ہماری
روح ہے جو بوجہ اتصاف اوصاف پیکر ایک کیفیت خاص پیدا کرلیتی ہے جس کا

تاہم ہم خواہش نفسانی رکھتے ہین - مگر نفس فطرت روح مین نہ خواہش نفسانی کا کوئی وصف واثر ہے اور نہ خواہش عنصری طبعی کا کوئی جوہر بلکہ ان دونون سے وہ مُبّرا ومُعّرا ہے - اِس موقع پر مین اِن دونون کی کیفیتون کو مثالون مین بھی بتانا چاہتا ہون اور اِن دونون مین جو فرق وما بہ الامتیاز پیدا ہے انشاء اللہ تعالےٰ وہ بھی بتایا جاے گا -

واضح ہو کہ جب ہمین شدت سے تشنگی ہوتی ہے اور حرارت بیحد بڑھ جاتی ہے تو العطش العطش کرکے پکارنے لگتے ہین اور جب تک کہ آب سرد نہ پی لین ہمین تسکین نہین ہوتی - اور علےٰ ہذا جب ہمین بھوک زیادہ معلوم ہوتی ہے تو الجوع الجوع کرکے پکارنے لگتے ہین اور جب تک کہ کسی قدر غذا نہ کہا لین چین نہین پڑتا اور حواس درست نہین ہوتے - آخر یہ خواہشین کس کی ہین آیا روحی ہین یا مثالی یا عنصری - جہانتک ہم عقل سلیم کی تیز روشنی مین دیکھتے ہین اور غور کرتے ہین تو بالیقین ہمین یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ روحی و مثالی خواہشین تو ہرگز نہین ہین بلکہ یہ عنصری خواہشین ہین - چونکہ یہ ظاہر ہے کہ مادہ کی خواہش مادہ ہی سے مادہ مین رفع ہوتی ہے اور جنس کو جنس کے ساتھ مناسبت و تعلق کُلّی ہے - لہذا ہمنے تشنگی اور بھوک کی خواہش کو مادہ ہی سے مادہ مین رفع کیا - بھوک اور پیاس دونون جگر و معدہ کی خواہشین ہین جو بوجہ کساد اخلاط و اضمحلال قواے طبیعہ کل اعضاے جسمانی جگر و معدہ کی طرف متوجہ ہوجایا کرتے ہین تا اونکے ذریعہ سے اپنا جبر مافات و بدل ما یتحلل حاصل ہوسکے

پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ ہماری روح اور ہمارا پیکر مثالی اپنی بقا مین مادہ کا محتاج
نہین ہے بخلاف اوسکے ہمارا پیکر عنصری اپنی بقا مین مادہ کا ضرور محتاج ہے - مگر
ہماری روح اون دونون جسمون کے اوصاف و کیفیات سے بوجہ ادراک ذاتی جو اس کا
وصف خاص ہے ضرور مدرک و ممیز ہے - گو اوسکی طبیعت مین یہ خواہشین نہین
ہین مگر اون کا ادراک براہ راست حاصل ہے - جب یہ مسلم ہو گیا تو اب ہمین یہ معلوم
کرنا ضرور ہے کہ خواہشات عنصری اور خواہشات غیر طبعی نفسانی مین کیا فرق و امتیاز ہے
مین اوپر لکھ آیا ہون کہ خواہشات عنصری طبعی ہین - اور خواہشات نفسانی غیر طبعی -
خواہشات طبعی عنصری جو مادہ کو طلب کرتی ہین محض بغرض بقا اپنے عنصری پیکر کے -
اور خواہشات نفسانی ہرگز طبعی نہین ہین بلکہ اضافی ہین - یعنی نفس انسان پر بوجہ اتصاف
روح با وصاف بیئیہ اون کا اضافہ ہو جاتا ہے پس خواہشات نفسانی غیر طبعی اضافی
سمجھے گئے - تحقیقی جناب فاضل اجل عارف اکمل المصطبغ بلون المطلق حقایق آگاہ
معارف دستگاہ سلطان العارفین قبلۃ المحققین برہان الواصلین پیر دستگیر حضرت
سید عبدالرحمن الحسینی القادری قدس اللہ سرہ نے جو مجھہ گنہگار کے پیران طریقت
سے ہین اپنی کتاب مستطاب نفس رحمانی مین اوسکی اس طرح صراحت فرائی ہے
کہ قالب انسان اربع عناصر سے مرکب ہے - یعنی آتش و باد و آب و خاک -
جب روح متصف بصفات آتش ہوتی ہے تو سرکشی پیدا کرتی ہے - جس کو
نفس امارہ سے تعبیر کرتے ہین - اور اُس سے صفات ذمیمہ ظاہر ہوتی ہین - یعنی

تکبر و انانیت اور جملہ کارہاے نادانی - اور خطرات شیطانی اوس سے ظہور مین آتے
ہین - چنانچہ اللہ جلشانہ اس نفس امارہ کی نسبت بحکایۃ قول یوسف علیہ السلام
اس طرح ارشاد فرماتا ہے وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء - اور
جب روح صفت باد سے متصف ہوتی ہے تو اُسے نفس لوامہ کہتے ہین -
اگرچہ وہ کارہاے نافرمانی کرتی ہے مگر اوس پر مصر نہین رہتی - اور آپ ہی اپنے
پر نافرمانی حق سے ملامت کرتی ہے - اور اپنے مطلب کے موافق رضاے حق
ڈہونڈہتی رہتی ہے - اور خطرہ نفسانی اس مرتبہ مین ناشی ہوتا ہے - اور اگر روح صفت
آب سے متصف ہوتی ہے تو اُسے نفس ملہمہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہین کہ روح
کی یہ صفت بہی پانی کی طرح صاف ہے اور الہام الہی بہی صفائی دل سے حاصل ہوتا
ہے - اور اس مرتبہ مین انسان سے کارہاے محمود ظاہر ہوتے ہین - مثل نماز د
روزہ اور تسبیح و تلاوت قرآن شریف - اور تمامی افعال حمیدہ کا اوسے ذوق و شوق زیادہ
ہوتا ہے - اور خطرات ملکی اس مرتبہ مین پیدا ہوتے ہین - اور جب روح صفت خاک سے
متصف ہوتی ہے تو خاک کی طرح عاجزی و تواضع و حسن خلق پیدا کرتی ہے - اور اس
محل مین اوسے نفس مطمئنہ سے تعبیر کرتے ہین اور اس مرتبہ مین روح اپنی ہستی سے
ہستی حق کو پہچانتی ہے - اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی انتہی
کلامہ - اس موقع پر غور فرمایا جاے کہ جس کو ہم خواہشات نفسانی سے تعبیر کرتے ہین

محض صنعت اوّل و دوم - یعنی نفس امارہ و لوامہ سے متعلق و مخصوص ہین - اور خواہشات نفس ملہمہ و مطمئنہ خطرات ملکی و رحمانی سے منسوب - چونکہ روح اپنی فطرت اصلیہ پر اس عالم مین آتی ہے جس بنا پر حدیث شریف مین آیا ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ وابواہ یہودانہ و ینصرانہ و یمجسانہ[۱] لہذا اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ مجموعی حیثیت نفوس متذکرہ صدر کے لحاظ سے یعنی بحیثیت نفس امارہ و لوامہ و

---

[۱] کل مولود الخ معلوم ہو کہ حدیث شریف صحیحین مین اسطرح آئی ہے مامن مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ الخ اور سہ وری مین باضافہ لفظ قل بعد الا و لفظ الاسلامیۃ و لاکن بعد علی الفطرۃ بیان کیا گیا ہے - اور جب معنا مآل و نتیجہ سب کا ایک ہی ہے تو تمام روایتین درست ہین -

غرضکہ معنی حدیث شریف یہ ہین کہ نہین ہے کوئی بچہ مگر یہ کہ پیدا کیا جاتا ہے اپنے طریقۂ فطرت پر - یعنی طریقۂ اسلام پر کیونکہ اسلام کے اصلی معنی گردن نہادن کے ہین - یعنی اطاعت کردن - یہان اطاعت سے مراد اطاعت خدا و رسول و اولی الامر ہے اللہ جلشانہ کا ارشاد ہے واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم - پس ماں باپ اوسکے اوسے یہودی بناتے ہین - نصرانی بناتے ہین مجوسی بناتے ہین - خلاصہ یہ ہے کہ روح فی نفسہ اپنی فطرت اصلیہ پر جو خیر ہے واقع ہوئی ہے - اور جو عوارض اوس پر عارض ہوتے ہین یعنی جو خباثت اور برائیان اس جسم عنصری مین آنے کے بعد پیدا کرتی ہے درحقیقت وہ اوسکی فطری برائیان نہین ہین بلکہ اوسکی مکسوبہ ذاتی ہین جو بسبب جذبات نفسانی ایک حالت غیر طبعی پیدا کر لیتی ہے جسکے بعد اوسکے آئینۂ کمالات فطری پر ایک ایسا حجاب پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ہرگز ظاہر نہین ہو سکتے اور جب کبھی بتوفیق الہی کوئی فرد بشر ریاضات شاقہ اس حجاب کو ہٹا دیتا ہے تو روح اپنے کمالات اصلیہ کو ظاہر کر دیتی ہے - اسکی مثال اسطرح پر ہے کہ جب کبھی آئینۂ صاف پر گرد جم جاتی ہے تو جلائے آئینہ محجوب ہو جاتی ہے اور جب اوسکی گرد جھاڑ دی جاتی ہے تو آئینہ کی جلا بھی ظاہر ہو جاتی ہے نفعنا منہ

و ملہمہ و مطمئنہ خواہشات کی بھی دو قسمین قرار پائین - ایک قسم خیر کی اور دوسری شر کی
جب روح صفات خیر سے متصف ہوتی ہے تو درجہ حضیض سے اوج کمال کی
طرف متوجہ ہو جاتی ہے یعنی اوسکی ترقی کا زینہ صفات خیر ٹہر جاتی ہین - حتیٰ کہ وہ رفتہ
رفتہ اپنے اعلیٰ ملکات و جذبات سے منتہاے مرتبہ قرب الٰہی تک پہونچ جاتی ہے
اور جب وہ صفات شر سے متصف ہوتی ہے تو اوج کمال ذاتی سے درجہ حضیض
مین اُتر آتی ہے -

واضح ہو کہ ہم جو اسوقت روح و نفس سے بحث کرتے ہین وہ باصول اقوال
حکماے فلسفہ نہین ہے - بلکہ باصول کتاب و سنت و اقوال و روایات صحیحہ
راسخہ ارباب کشف و شہود ہے کیونکہ حکمانے جس روح سے بحث کی ہے وہ حیوانی
و نفسانی و طبعی ہے جو ایک دوسری چیز ہے جسکو بخار لطیف سے تعبیر کرتے ہین -
جو لطافت اخلاط سے پیدا ہوتا ہے جسکی تعریف حکمانے بسیط طور پر کی ہے - اور
یہ ارواح ثلاثہ خلاصہ و جوہر مادیات ہین اور بقول معلم اول یعنی حکیم ارسطو درحقیقت یہ ارواح
ثلاثہ مختلف روحین نہین ہین بلکہ ایک ہی روح ہے جو اپنے محل و مظہر مین ایک
ایک نام علیحدہ علیحدہ پیدا کی ہے یعنی کہین حیوانی اور کہین نفسانی اور کہین طبعی -
اور ہم جس روح سے بحث کرتے ہین وہ ایسا جوہر مجرد و بسیط ہے کہ قابل تجزی و تقسیم
نہین ہے اور یہ وہ روح ہے جسکو پرتو روح کلی قرار دیا گیا ہے اور روح کلی کو بروے
علم حقائق حقہ روح الروح اور پرتو حقیقت محمدی و ظہور تعین اول بھی کہتے ہین اور تمامی

ارواح جزئیہ کا ظہور اسی روح کلی سے ہے۔ غرضکہ روح کی نسبت قرآن مکرم خود ناطق
ہے اور احادیث مقدسہ صادر ہین اللہ جلشانہ کا تو یہ ارشاد ہے
قل الروح من امر ربی[1] - ونفخت فیہ من روحی اور احادیث مقدسہ یہ ہین
اوّل ما خلق اللہ نوری و اوّل ما خلق العقل و اول ما خلق القلم
جناب عارف باللہ واصل حق آگاہ حضرت سید شاہ عبد القادر فخری قدس اللہ
سرہ العزیز نے اپنی کتاب کحل الجواہر مین۔ اسکی صراحت اسطرح فرمائی ہے کہ
اگرچہ ظاہر مین ایک دوسرے کے مصادم ہین مگر حقیقت مین اوسمین تعارض غیر
عارض سبب ہے اور ہر سہ روایات مین اولیت حقیقی مراد و معتبر و مقصود نور سے۔ اور
عقل سے اور قلم سے ذات واحد ہے۔ جو بحیثیات مختلفہ مختلف نامون کے
ساتھ موسوم ہوئی ہے وہ روح محمدی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پس اس حیثیت
سے کہ کشف وجود کائنات اوس سے ہے نور ہے اور اس حیثیت سے
کہ تعقل واجب الوجود کرتی ہے عقل ہے۔ اور اس حیثیت سے کہ وہ حروف
وکلمات الٰہیات لوح وجود پر ثبت کرتی ہے قلم ہے۔ انتہی کلامہ۔ الغرض اس محل
مین جس روح سے ہم بحث کرتے ہین وہ ایک شے دیگر ہے جو تدبیر بدن عنصری

---

[1] روح کا ظہور کلمۂ کن سے ہوا ہے یعنی امر الٰہی جو ایک کلمۂ کن ہے اوسی سے روح ظاہر ہوئی ہے
وما امرنا الا واحدة کلمح پس روح مرتبۂ اول مین تکوین اول سے معبر ہے اور پیکر انسانی مصداق
ثم انشاناہ خلقا آخر تکوین ثانی ہے فافہم وتدبر ۱۲

کرتی ہے اور جب بدن عنصری سے اوسکی تدبیر متروک ہوجاتی ہے تو بدن عنصری فاسد ہوجاتا ہے اور موت عبارت اِسی ترک تدبیر روح سے ہے - اِس موقع پر بعض اشارات ونکات بیان کیے جاتے ہین بگوش حق نیوش سماعت فرمایئے اور بامعان نظر ملاحظہ کیجیے - واضح ہو کہ ہم اس بات کو اوپر لکھ آئے ہین کہ روح کلی کو بروے علم حقایق حقہ روح الروح و پرتو حقیقت محمدی وظہور تعین اوّل ہی کہتے ہین - اور تمامی ارواح جزئیہ کا صدور اِسی روح کلی سے ہے - اور اوّل ماخلق اللہ نوری واول ماخلق اللہ العقل سے مراد یہی روح محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے تو عقل محمدی و نور محمدی کا افاضہ ہر شے مین ثابت ہوا - اور کوئی شے اُسکے افاضہ سے خواہ انفس مین ہو یا آفاق مین خالی متصور نہین ہو سکتی اور ایجاد عالم اسی نور و عقل سے ہوا ہے -

واضح ہو کہ افاضہ عقل محمدی کل مظاہر و مرایا مین بحسب قابلیات اونکے ثابت ہے اِس طریقہ پر کہ کہین بالقوہ اور کہین بالفعل اور کہین دونون طور سے یعنی اگر نور عقل باطن مظہر مین ہے اور ظاہر مین نہین چمکا ہے تو اُسے بالقوہ سے تعبیر کرینگے اور اگر باطن مظہر سے ظاہر مین بھی چمکا ہے تو اُسے بالقوہ و بالفعل دونون سے چنانچہ منجملہ موالید ثلاثہ جمادات و نباتات مین بحسب تفاوت مدارج نوعیہ ہر یک کے بالقوہ ثابت ہے اور حیوانات مین بالقوہ و بالفعل دونون طور سے نہ علی وجہ الکمال بلکہ بہ لحاظ صلاحیت صورت نوعیہ اُنکے پیدا ہے مگر انسان مین (جو باصول

منطقی حیوانات مین داخل ہے) سے علے وجہ الکمال بالقوہ وبالفعل دونون طور پر
بہ لحاظ قابلیت صورت نوعیہ انسانیہ ظاہر ہے شجر وحجر وحیوانات کا رسالت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر گواہی دینا اور آپ پر سلام بہیجنا اِس افاضۂ عقل کی
روشن دلیل ہے -

یاد رہے کہ نور عقل محمدی نے کہین تجزی و تقسیم نہین قبول کیا ہے بلکہ وہ اپنی صرافت
اصلی پر قایم ہے لیکن بحسب قابلیات مظاہر و مرایا خواہ بالقوہ ہو یا بالفعل جس قدر
کہ یہ نور اون مین چمکتا ہے بلحاظ اوسکے بالقوہ وبالفعل سے تعبیر کیا جاتا ہے -

الغرض نور عقل محمدی بحسب اقتضاءات مظاہر و مرایا کہین صرف بالقوہ اور کہین بالقوہ بالفعل دونون
مین چمکا ہوا ہے - پس اس سے ثابت ہوا کہ ہر شے مین بافاضۂ عقل محمدی مادۂ
تعقل موجود ہے اس موقع پر اوس آیہ شریفہ وان من شئ الا یسبح بحمدہ
کی پوری تصدیق بہی ہوتی ہے - ماحصل بیان یہ ہے کہ جب تک افاضۂ
نور عقل محمدی اشیاء مین ثابت نہو کوئی شئے صورت پذیر نہین ہوسکتی اور نہ
وان من شئ الخ کی مصداق بن سکتی ہے پس حکمت بالغۂ حکیم مطلق جلت
عظمتہ نے نور محمدی سے ہر شئے کو پیدا کیا اور عقل محمدی سے اُسے فیض پہونچایا
تا وہ تسبیح کر سکے جس کسی طریقہ سے حکمت بالغۂ ایزدی نے اوسے مامور
کیا ہو

**شعر**

| | |
|---|---|
| ہر گیاہے کہ از زمین روید | وحدہ لاشریک لہ گوید |

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب تک کسی شے میں مادۂ تعقل موجود نہو وہ تسبیح نہیں کرسکتی اگرچہ اوس قادر مطلق کی قدرت کاملہ اس امر پر بند نہیں ہے کہ بغیر مادۂ تعقل کسی شے سے تسبیح نہ کرا سکے بلکہ وہ سب کچھہ کرسکتی ہے مگر اُسکی حکمت بالغہ کا اقتضا یہی ہے کہ مادۂ تعقل عطا کرنے کے بعد ہی اُس سے تسبیح کرائے شجر و حجر و حیوانات سے جو آپ کی رسالت کی تصدیق کی اُسی مادۂ تعقل کا اثر تھا جو بالقوہ اون میں ودیعۃً رکھا گیا تھا - ہر چند کہ شجر و حجر و حیوانات کی نوعیت اِس قابل تو نہیں تھی کہ صفت نطق انسانی سے متصف ہو کر آپ کی رسالت کی تصدیق کرے اور آپ پر سلام بھیجے مگر اعجاز محمدی علیہ الصلوۃ والسلام نے باوصف عدم قابلیت نوعیت شجر و حجر اونکے مادۂ تعقل بالقوہ کو جنبش دے کر انہیں ظاہر میں بھی گویا کرا دیا - یہ کمال نبوت کی آپ کے دلیل تھی - اور خدا کو مقصود تھا کہ اونکی تسبیح بالقوہ کی تصدیق بھی علے روس الاشہاد عباد پر کرائی جاوے اور آیہ شریفہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ کے ماننے میں ہر دلکو کوئی شک و شبہہ اور تعرض باقی نرہے لہذا بذریعہ اعجاز محمدی اوس کی تصدیق ظاہر میں بھی کرادی -

الغرض عقل محمدی و نور محمدی نے سب اشیا کو منور کر رکھا ہے ورنہ کسی شے کا ظہور ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا - صاحب کتاب نفس رحمانی قدس اللہ سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ ملکوت اسفل کا ظہور بغیر جسم کے نہیں ہوسکتا تھا اور اُسکے تصرف

اُسکے لئے جسم لازم تھا۔ لہذا نور محمدی نے بمناسبت اعیان ثابتہ اشکال پر ظہور کیا۔ اللہ نور السموات والارض یہ تمامی اجسام نیست ہین یعنی معدوم اور اُسی نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منور ہوکر بصورت ہستی نظر آتے ہین - اور یہ بھی آپ کا ارشاد سراسر ارشاد ہے کہ روح علوی جو لطیف ہے اجسام کثیف کی صحبت سے جب صفات اسفل پیدا کرتی ہے اور ما سوی اللہ سے تعلق تو روح سفلی اور نفس سے موسوم ہو جاتی ہے اور اسی بناپر کسی محل مین اُسے روح جمادی اور کہین روح نباتی اور کہین روح حیوانی اور کہین روح نفسانی سے تعبیر کرتے ہین انتہی کلامہٗ - اِس مین کچھہ شبہ نہین کہ جب ہم علے سبیل ترتیب الظہور غور کرتے ہین تو بلحاظ استعدادات وقابلیات مظاہر و مرایا وہی روح علوی ہر یک محل و موقع مین علیحدہ علیحدہ نام سے موسوم ہوتی گئی ہے۔ جس کسی کو بشرح و بسط اِسکی تفصیل اور ظہور مراتب داخلی و خارجی یعنی مدارج علمی و عینی کے تنزلات کا حال معلوم کرنا مطلوب ہو تو کتاب مستطاب نفس رحمانی کہ اس سے بہتر کوئی کتاب اس شریف علم مین پائی نہین جاتی ملاحظہ فرمالین کہ غایت درجہ کی تشفی و تسلی طالبین ارشادات حقایق حقہ اور شایقین اشارات معارف و مراتب الٰہیہ و کونیہ کو اُسکے مطالعہ سے ظاہر ہوگی۔ اس موقع مین اس سے زیادہ گنجایش نہین ہے کہ بیان کیا جاسکے اور تحریر کو طوالت دی جاسکے۔

الغرض جس نفس سے ہم بحث کرتے ہین وہ باصول اقوال و تحقیقات حکماے فلسفہ

نہین ہے جسکی تعریف اونہون نے اس طرح پر کی ہے کہ النفس ھو جوھر
مجرد عن المادۃ فی ذاتہ لا فی افعالہ بلکہ ہماری مراد بیان پر اوس نفس سے
ہے جو متمسک بکتاب و سنت ہے اور یہ وہ نفس ہے جس کو نفس ناطقہ بھی
کہتے ہین جس سے مراد وہی روح ہے اور جس کا ذکر اوپر ہو چکا چنانچہ اسکا ثبوت
بھی ہمین قرآن مکرم اور حدیث قدسی سے ملتا ہے۔ قرآن تو اسطرح پر ناطق ہے۔
ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفسٍ واحدۃٍ ونیز یا ایہا الناس اتقوا ربکم
الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ اور حدیث قدسی یہ ہے من عرف
نفسہ فقد عرف ربہ۔ واضح ہو کہ نفس اور روح مین سوائے مغایرت لفظی کے
درحقیقت کوئی مغایرت معنوی نہین ہے۔ اور الحق ایسا ہی ہے کہ نفس ایک
اعتبار اتصاف روح کا نام ہے یعنی جب وہ پیکر انسانی مین آکر ادراک پیدا کرتی ہے
اور اوسکے صفات سے متصف تو نفس کے نام سے پکاری جاتی ہے اور
چونکہ پیکر انسانی تمامی جذبات سے مجتمع و ممتزج ہے لہذا جب تعلق بتقاضا
ویپری جذبات کہین نفس امارہ اور کہین نفس لوامہ اور کہین ملہمہ اور کہین مطمئنہ سے
موسوم ہو جاتی ہے چنانچہ باستثنائے نفس ملہمہ باقی نفوس ثلاثہ کا ثبوت بھی ہمین
قرآن مکرم[1] سے ملتا ہے چونکہ یہ بحث بہت طویل چھڑ گئی تھی اور بیان پر ہمنے بغرض
انکشاف حقیقت اصلیہ جملہ امور ضروریہ کی صراحت کردی ہے لہذا اب مین پھر

[1] یعنی ان النفس لامارۃ بالسوء ۔ لا اقسم بالنفس اللوامۃ ۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ

اپنی تقریر اولین کی طرف روے سخن کو پھیرتا ہون جو خواہشات عنصری طبعی - اور خواہشات نفسانی غیر طبعی اضافی اختیاری کے متعلق ایک عمدہ نتیجہ نکالنا میرا مقصود اصلی ہے - الغرض اس بسیط بیان سے معلوم ہوا کہ خواہشات عنصری طبعی آنی وفانی ہین اور خواہشات وجذبات روحی باقی و ابدی - آنی وفانی اس اعتبار سے کہ اُن کا اثر ہم مین دیرپا نہین ہی مثلاً ہم جو اپنے حواس خمسہ ظاہری کی قوتون سے یعنی قوت ذائقہ وشامہ ولامسہ وباصرہ وسامعہ کے ذریعہ سے تمتع اور حظ جملہ ماکل وشارب وسامع ومناظر وملابس ومشم مین اُٹھاتے ہین اور اوسکا اثر فوراً ہی زایل ہوجاتا ہے گویا کہ کان لم یکن ہوگیا - بشرطیکہ اوس حظ کو بھی ہمنے جایز طریقہ سے حاصل کیا ہو ورنہ انھی عنصری خواہشات کا اثر نفس امارہ کی پیروی کا بُرا نتیجہ پیدا کریگا - یعنی معناً اوسکا اثر ہولناک اور تکلیف وہ صورتون سے متمثل ہوکر باقی رہ جاے گا یعنی اگر ہمنے کوئی ناجایز کھاتا بالعلم والادراک کھایا یا کوئی ناجایز آواز سُنی - یا کوئی ناجایز نظر کسی شے پر ڈالی اور اسی طرح دیگر افعال ناجایزہ کا ارتکاب کیا تو اُسکے اثر سے معناً شالی صورتین قایم ہوجاتی ہین - اور علے ہذا افعال حسنہ کی محبوب ومرغوب صورتین بھی معناً گھڑی ہوجاتی ہین **مثنوی**

| | |
|---|---|
| اے علم افراشتہ در ملک دین | از چہ شد ماکول وملبوست چنین |
| چند مال شبہہ ناک آری بکف | تا کہ باشی نرم پوشش وخوش علف |
| عاقبت سازد ترا از دین بری | این تن آرائی واین تن پروری |

لقمہ کاو از طریق مشتبہ — خاک خور خاک و بران دندان منہ

کان ترا در راہ دین مفتون کند — نور عرفان از دلت بیرون کند

لقمۂ نانے کہ باشد شبہہ ناک — در حریم کعبۂ ابراہیم پاک

گر بدست خود فشانی تخم آن — ور بگاو چرخ سازی شخم آن

ور زمہ تو در حصادش داس کرد — ور ز سنگ کعبہ اش دستاس کرد

ور بآب زمزمش کردی عجین — مریم آئین پیکرے از حور عین

ور بخوانی در ضمیرش سبع مد — فاتحہ یا قل ہو اللہ احد

ور بود از شاخ طوبے آتشش — ور بود روح الامین ہیزم کشش

ور تو بر خوانی ہزاران بسملہ — بر سر آن لقمۂ پر ولولہ

عاقبت خاصیتش ظاہر شود — نفس زان لقمہ ترا قاہر شود

در رہِ طاعت ترا بیجان کند — خانۂ دین ترا ویران کند

دردِ دینت گر بود اے مرد راہ — چارۂ خود کن کہ دینت شد تباہ

زین ہوس بگذر رہا کن کش و فش — پا ز دامان قناعت در مکش

گر نباشد جامۂ اطلس ترا — کہنہ دلق ساتر تن بس ترا

ور مزعفر نبودت باشند دشک — خوش بود دوغ و پیاز و نان خشک

ور نباشد مرکب زرین لگام — میتوانے زد پیادے خوش گام

ور نباشد دور باش از پیش و پس — دور باش نفرت خلق از تو بس

| | |
|---|---|
| در نباشد خانہاے زرنگار | میتوان بودن بسر در کنج غار |
| در نباشد شانہ از بہر ریش | شانہ بتوان کرد با انگشت خویش |
| در نباشد فرش ابریشم طراز | با حصیر کہنہ مسجد بساز |
| ہرچہ بینی در جہان دارد عوض | در عوض حاصل ترا گردد غرض |
| بے عوض دانی چہ باشد در جہان | عمر باشد عمر قدر آن بدان |

اِس سے ثابت ہوا کہ ہر فعل حسن و قبیح کا ایک معنوی اثر ہے جو بحیثیت افعال ظاہری متمثل ہو جایا کرتا ہے - ہمین اِسکی نسبت کوئی شبہ کرنے کی ضرورت بہی نہین ہے - وجہ یہ ہے کہ ہم اِسوقت بہی اپنے جسم مثالی پر اُسکا اثر برابر پاتے ہین یعنی ہماری نفسانی خواہشات و تعلقات کا اثر متمثل ہوکر ہمارے جسم مثالی کو سخت رنج و تکلیف مین ڈالتا جاتا ہے - یعنی جب ہم سوتے ہین اور نفس ناطقہ کا تعلق و تصرف کسی قدر ہمارے جسم عنصری سے کم اور ہمارے جسم مثالی مین بڑہ جاتا ہے تو ہم بذریعہ جسم مثالی عالم مثال مین رنج و راحت کا پورا پورا احساس و معائنہ کرتے جاتے ہین حتیٰ کہ اُسکا اثر ہمارے جسم عنصری پر بہی پڑتا ہے - کبہی تو ہم وحشت ناک حالات و کیفیات کے معائنہ سے اِس درجہ متاثر ہوتے ہین کہ ہمارے جسم مین قشعریرہ پڑ جایا کرتا ہے - اور کبہی ہمارا جسم عنصری بہت ہی منبسط و خوش ہو جایا کرتا ہے - آخر یہ تماثیل جو ہمارے رنج و راحت کے ذریعہ پڑے ہین - کس سے متولد ہین - یقین کرنا چاہیئے کہ یہ ہماری نفسانی خواہشات و جذبات

کے آثار ہین - جو مختلف اشکال سے متشکل ہوتے ہین - کہین تو ہمنے اطعمہ
واشربہ ناجایزہ کے اثر کی مثالی بدصورتین عالم مثال مین معائنہ کین - اور کہین
ملکات نفسانی کی مہیب شکلین دیکہین اور علےٰ ہذا برعکس اوسکے اغذیہ و اشربہ
جایزہ و ملکات فاضلہ روحانی کی محبوب اور پیاری صورتین معائنہ کین - اسکی کسی قدر
اور بہی صراحت کی جاتی ہے کہ ہمنے خواب مین دیکہا کہ کسی شخص نے ہمین تلوار
ماری - اور ہمارا جسم پہٹ کر خون جاری ہوگیا اوسوقت جو خوف وخشیت ہم پر طاری
ہوتی ہے اُسکے اظہار کی تو کوئی ضرورت ہی نہین ہے سب لوگ اوسے اور اوسکی
مماثل حالات کو خوب جانتے ہین[1] اور اوس وقت ہمین اس امر کا ہرگز خیال و علم نہین ہوتا

---

[1] واضح ہو کہ بعض ناعاقبت اندیش طبعتین حکم الٰہی و قدرت نامتناہی لایزالی کو بغیر سمجہے بوجہے محض اپنی سخافت رائے سے یہ خیال کرتے ہین کہ عذاب قبر جو اسی جسم پر ہونا بیان کیا جاتا ہے کیونکر متیقن ہوسکتا ہے اسلیے کہ جسم عنصری تو خاک در خاک ہوجاتا ہے اور اوس کا اثر تک باقی نہین رہتا اور اس استدلال پر معاملۂ قبر کو محض ایک مذہبی کرامت خیال کرکے عذاب قبر سے منکر ہوجاتے ہین جسکا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ حضرات عالم خواب مین رنج و راحت کا جو معائنہ کرتے ہین کیا اونہین اوسوقت اس امر کا علم و ادراک ہوتا ہے کہ اسوقت جو گزرتی ہے اونکے جسم مثالی پر ہے - اگر اون سے پوچہا جائے تو وہ صاف جواب دینگے کہ ہمین اسکا ہرگز علم نہین تہا اگر تہا ہی تو اسی جسم عنصری کا پس یہی جواب اونکی تشفی کے لیے کافی و وافی ہے - کوئی متنفس نتیجہ ہدایت شریعت مین نہین سمجہ سکتا قیامت کے دن جب جسم عنصری اونہین پایا جائیگا اوسوقت یہ راز شریعت بہی ان پر کہل جائیگا - اگر عقل سلیم سے کام لین اور غور کرین تو سب کچہہ معلوم ہوسکتا ہے ورنہ کچہہ بہی نہین اللہ جلشانہ ہمکو ان فاسد عقاید سے بچائے اور معاملات آخرت کی راہ مین ہمارا قدم مضبوط جمائے رکہے اور احکام شریعت غرا کے نکات و غوامض پر ہماری آنکہین کہولدے بحق کمال کرم آمین ثم آمین - منہ

کہ اس رنج و تکلیف کا اثر صرف ہمارے جسم مثالی پر ہے بلکہ اسی جسم عنصری پر
اوسکو تصور کرتے ہین حالانکہ ہمارا جسم عنصری اوس کیفیت لاحقہ یعنی جسم کے پھٹنے
اور اوس سے خون جاری ہونے سے بالکل محفوظ ہے اور اوس حالت مین
ہم اس درجہ تڑپتے اور پیچ و تاب کہاتے ہین کہ اُسکا اثر ہمارے جسم عنصری پر بھی
بڑہکر ہمین عالم مثال سے اس عالم شہادت اجسام عنصری مین کھینچ لے آتا ہے۔
جسکے بعد ہمین علم و ادراک اس بات کا ہوتا ہے کہ جو کچھہ ہمپر گزری ہمارے جسم مثالی
کی کیفیت تھی اور اوسوقت ہم اپنی نیند کے ٹوٹنے کو اپنی نجات کا ذریعہ تصور
کرکے خدا کا شکر ادا کرتے ہین اور علےٰ ہذا برعکس اوسکے جب ہم خواب مین
دیکھتے ہین کہ کسی باغ کی سیر مین ہین جسکی ہوا سے خوش اور دل آویز پہارے
ہمارا دل و دماغ تازہ و معطر ہوتا ہے اور جب ہم بوجہ تعلق جسم عنصری اوس حالت سے
اس عالم مین آتے ہین تو سخت تاسف کرتے ہین کہ کیون اور تہوڑی دیر کے لئے
ہم پر وہ حالت طاری نرہی جس مین ہمکو آسائش متصور تھی۔ الغرض جب ہم ان واقعات
پر جو بالکل ہمارے مشاہدات ہین غور کرتے ہین تو ہمین یقین ہوتا ہے کہ عالم برزخ
مین ثواب و عقاب ضرور ہوگا اور جس استدلال پر ہم اسکا یقین کرتے ہین وہ ہمارے
یقین کے لئے ایسا کافی ذریعہ ہے کہ اس سے بڑہکر کوئی دلیل ہمارے یقین کے
لئے پیش نہین ہوسکتی۔ اب یہان یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آیا روح کا تعلق عالم
برزخ مین رہتا ہے یا نہین جو روح ثواب و عقاب کی مدرک ہوسکے۔ اس کا جواب

چونکہ جب روح ایک عرصہ تک اس جسم عنصری میں رہ چکی ہے تو اسکا تعلق بھی
اس جسم عنصری سے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے جسکو ہم ایک دوسرے استدلال پر بھی زور
دے سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی جگہ عرصہ دراز تک رہ جاتا ہے
تو وہاں کی ہر شے اور ہر ایک خاص جگہ سے دلچسپی اور وابستگی پیدا ہوجاتی ہے پس
اس سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ گو جسم عنصری بوسیدہ و پاشیدہ اور خاک در خاک ہو جائے
لیکن روح کا تعلق ضرور اس سے رہیگا نہ علی وجہ التدبیر بلکہ علی وجہ الاطلاق۔
کیونکہ اگر علی وجہ التدبیر روح کا تعلق عالم برزخ میں اس جسم عنصری کے ساتھ رہیگا
تو روح کو تدبیر بدن عنصری کرنی لازم ہوگی اور ایسی حالت میں موت عبارت کس سے
کی جائیگی حالانکہ موت عبارت ہے ترک تدبیر روح سے اگر ایسا ہوتا تو موت واقع
ہی نہوتی۔ اسی بناپر دوسرے الفاظ میں واقعات عالم برزخ کو دوزخ روحانی و بہشت روحانی
سے تعبیر کرتے ہیں بہرحال علماے ظاہر و باطن کا اسی امر پر اتفاق ہے کہ روح
کو عالم برزخ میں جسم عنصری کے ساتھ پورا تعلق پیدا ہے جسکو اون بزرگان دین
یعنی ارباب کشف و شہود نے بذریعہ مکاشفہ و مراقبہ معلوم بھی فرمالیا ہے اور اسی بنا پر
کہ روح کا تعلق بعد وقوع موت اجسام عنصری کے ساتھ رہتا ہے زیارت اہل قبور
کے وقت اہل قبور پر بالفاظ السلام علیکم یا اہل القبور وغیرہ وغیرہ دعا کرنا اکثر احادیث
صحیحہ میں آچکا ہے۔ الحاصل ہمارے اعمال حسنہ و سیئہ کی جزا و سزا مصداق
آیہ کریمہ قرآنیہ من عمل صالحاً فلنفسہ و من اساء فعلیہا ضرور عالم برزخ

مین جس کسی طریقہ سے بتقاضاے حکمت ایزدی مقرر کی گئی ہو ہمین ملنے والی ہے۔ یعنی اگر ہمارے اعمال نیک ہین تو ہمین راحت ملے گی اور اگر بد ہین تو ہمین ضرور سزا بھگتنی پڑے گی۔

واضح ہو کہ اگر ہماری روح نے اس عالم مین اپنے ملکات و جذبات اصلیہ سے کام لیا اور خواہشات نفسانی کو دبایا اور شایستہ کسب کیا تو بالیقین ہمکو سمجھ لینا چاہیے کہ اوسکے صاف و روشن آئینۂ فطرت نے کسی گرد و غبار و زنگ بداعمالی کو قبول ہی نکیا اور ایسی حالت مین روح باکتساب اعمال صالحہ و معرفت الہی اپنے مرکز اصلی پر جو اسکی عفت و پاکی کا مقام ہے جاکر ٹھہر جاے گی اور بدیہی امر ہے کہ جب تک آئینہ صاف نہو دیکھنے والے کو اوسکی صورت نظر نہین آسکتی اور علے ہذا جب تک کہ آئینۂ قلب انسانی صاف نہو روحی جلوہ آرائیان ہرگز ظاہر نہین ہوسکتین اور جب آئینہ قلب صاف ہوجائیگا روح بھی اپنے کمالات اصلیہ کے ساتھ جلوہ گر ہوجائیگی ورنہ اوسکی کمالات محجوب و مخفی رہینگے حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

## غزل

| | |
|---|---|
| صوفی بیا کہ آئینہ صاف است جام را | تا بنگری صفاے مئی لعل فام را |
| راز درون پردہ ز رندان مست پرس | کین حال نیست صوفی عالی مقام را |
| عنقا شکار کس نشود دام باز چین | کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را |
| در بزم دور یک دو قدح درکش و برو | یعنی طمع مدار وصال دوام را |
| در عیش نقد کوش کہ چون آبخور نماند | آدم بہشت روضۂ دار السلام را |

| | |
|---|---|
| اے دل شباب رفت و نچیدی گلی ز عمر | پیرانہ سر بکن ہنر ننگ و نام را |
| **حافظ** مرید جام مئی است اے صبا برو | وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را |

یہان مئے لعل سے مراد عشق حضرت واجب الوجود تعالیٰ شانہ وجلت عظمتہ ہے جس سے روح متلذذ ہوتی ہے اور آئینہ جام سے قلب انسانی اور شیخ جام سے انسان کامل مراد ہے بالجملہ اگر روح نے صرف اوصاف قالب عنصری وخواہشات نفسانی کاہی اکتساب کیا اور اپنے جذبات اصلیہ کیطرف کوئی توجہ کی تو ہمین یقین کرلینا چاہیئے کہ وہ جملہ عنصری ونفسانی خواہشین اوسکے کمالات اصلیہ کے اظہار کے حاجب وساتر ہو جائینگی اور ایسی حالت مین روح اوج عزت سے پستی ذلت مین پہینک دی جاوے گی بمصداق ان آیات شریفہ قرآنیہ کے یعنی

**لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین**

**و ان الفجار لفی جحیم** اس بیان سے نتیجہ یہ نکلا کہ بعد فساد جسم عنصری جو عبارت موت سے ہے عالم برزخ مین ہر شخص کو اپنے کیفر کردار کی سزا بھگتنی پڑے گی اور جب حشر برپا ہوگا بدن عنصری پھر ہمین عطا ہوگا تو بعد حساب وکتاب ہماری رہائی و نجات بھی محض فضل ایزدی پر موقوف ہے کیونکہ جیسا وہ غفور الرحیم ہے شدید العقاب بھی ہے **مصرعہ** تا یار کرا خواہد ومیلش بکہ باشد

واضح ہو کہ بادی النظر مین ان جذبات نفسانی کے متعلق یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب انسان مین مجموعی قوتین موجود ہین اور انسان صفات متضادہ کا مظہر واتم ہے

تو کیونکر وہ زایل ہوسکتی ہین اور جب ان قوتون کا زایل کرنا ہی قدرتی مقصود تھا تو کیون
یہ قوتین پیدا کی گئین اسکا جواب ... یہ کہ ہم مطلق ثابت وتشخیص ہر کسی امر کا وجود تو
ہمین سمجھتے کہ ایسا کیون ہے یا ویسا ہوجاتا کیا اور جو کیا کرے گا مگر اوسکی حکمت یا نفع
وقدرت پر استحقہ نامناسب ہے کسی بیکار چیزون کے پیدا کرنے کی مقتضی ہین سب
پس اس بناپر ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ انسان مین جس قدر جذبات پیدا ہوے ہین
ہرگز بیکار وعبث نہین ہین خواہ عنصری ہون یا نفسانی یا روحانی ان جذبات کے پیدا
کرنے سے مقصود باری تعالے شانہ یہی ہے کہ انھین زایل نہ کیا جاے بلکہ
وہ ادب مین رکھی جائین جو ہمارے دارین کی آسایش کا باعث ہوسکین چنانچہ
مقدمہ کتاب مین بھی ہم نے اسکا ذکر بتفصیل کیا ہے ہمارا مقصد وانھین ادب مین
رکھنے سے یہ ہے کہ اون سے بہ تعدیل کام لیا جاے تا ہماری روح کو اس
جسم عنصری مین اُسکے کسب کمال کے لیے پورا موقع ملے مثلاً ہماری خواہشات
عنصری طبعی سے ایک خواہش بھوک اور پیاس کی ہے اگر وہ بقدر حاجت وضرورت
رفع نہ کی جاے گی اور بہ تعدیل اوس سے کام نہ لیا جاے گا اور افراط وتفریط اختیار
کی جاے گی تو بلیقین ہماری بقاے جسم عنصری کی مخل ہوگی - اور ہماری روح کو اس
جسم عنصری مین کسب کمال کے لیے ہرگز موقع نہ مل سکے گا کسب کمال روح سے
ہماری مراد یہ ہے کہ ہم روح کو شایستہ معرفت الٰہی بنائین اور اوسکی معرفت کا نایاب گوہر
اوسکے تاج فضیلت مین لگائین جسکی چمکتی ہوئی روشنی مین وہ اپنا قدم آگے بڑھاے

یعنی تقرب الی اللہ حاصل کرے اگر یہ قوتین بالکل زایل ہو جاینگی تو روح
کی ابتدائی حالت اس امر کی مقتضی رہیگی کہ وہ اس پیکر مادی مین رہکر کسب
کمال کر سکے اور خدا کی معرفت نایاب گوہر اوسے ملے البتہ تہذیب روح کی
انتہائی حالت اس قابل ہے کہ وہ اپنے فطری جذبات کے غلبے سے عنصری
قوتون کی بالکل تابع نہ رہے چنانچہ سیر کی کتابون مین آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ
بعض اکابر اولیا نے کئی ماہ یا سال تک نہ کہانا کہایا اور نہ پانی پیا آخر بات کیا
تھی کہ اونکی روح مین تہذیب کا غلبہ تھا جس نے عنصری قوتون کو بھی مسخر کرلیا
مگر ابتدائی حالت روح کی جو اپنے کسب کمال کے میدان مین قدم رکہتی ہے اسکی
مخالف ہے اللہ جل شانہ جو حکیم مطلق ہے خود ارشاد فرماتا ہے کلوا واشربوا
ولا تسرفوا اسراف کے یہ معنی ہین کہ بیجا صرف کیا جائے۔ جب ہمارے
ماکولات و مشروبات مین تقلیل پیش نظر رہیگی تو ہماری جسمانی صحت بہی باقی نرہیگی۔ اور
صحت باقی نہین رہیگی تو ہماری روح کیونکر کسب کمال کر سکیگی سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین۔

شعر

| | |
|---|---|
| نہ چندان بخور کز دہانت برآید | نہ چندانکہ از ضعف جانت برآید |

شعر

| | |
|---|---|
| خوردن برای زیستن و ذکر کردنست | تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست |

بہر حال ہمین ضرور ہے کہ ہم اپنی کل قوتون کو نفس عاقلہ کا مطیع بنائین تا روح کی
شایستگی کے مانع اور حاجب نہون اور روح کسب کمال کر سکے واضح ہو کہ بعض کتب اخلاق

مین بحوالہ اقوال حکما اسطرح صراحت فرمائی گئی ہے کہ نفس انسان مین تین قوتین
متبائن ہین ایک قوت ناطقہ جسکو نفس ملکی سے تعبیر کرتے ہین دوسری قوت غضبی
جسکو نفس سبعی سے تیسری قوت شہوانی جسکو نفس بہیمی سے تعبیر کرتے ہین نفس ملکی
فکر و تمیز و شوق و نظر حقائق امور کا مبدا ہے اور نفس سبعی غضب و دلیری و شوق تسلط
اور مزید جاہ و ترفع کا مبدا ہے اور نفس بہیمی شہوت و طلب غذا و التذاذ کے اشتیاق
کا مبدا ٹہرا ہے اگر نفس ناطقہ معتدل الحرکت ہو اور شوق اُسکا اکتساب معارف
کی جانب یقینی ہو نہ ظنی تو نصفت و حکمت سے ممتاز ہو جاتا ہے اور حرکت نفس
سبعی معتدل ہو اور انقیاد نفس عاقلہ کا کرے اور اپنی حد سے تجاوز نکرے تو اُسے
فضیلت حلم حاصل ہوتی ہے جسکی ضمن مین فضیلت شجاعت لازم ہو جاتی ہے۔
اور اگر حرکت نفس بہیمی معتدل ہو اور نفس عاقلہ کی تبعیت کرے اور خواہشات مین
افراط تفریط کو راہ نہ دے تو اوسے فضیلت عفت حاصل ہوتی ہے جو مستلزم جود و
سخا ہے اور جب یہ تینون جذبات کسی مین بالاعتدال مجتمع اور ممتزج ہون تو وہ
فضیلت عدالت سے ممتاز ہوگا پس اس بیان سے ہمارا وہ مقصود کہ جذبات
نفسانی کو ادب مین رکھنا چاہیے یعنی بتعدیل اون سے کام لیا جاوے نکل آیا۔
اس طریقہ اعتدال سے ہمارے روحی ملکات مین ایک ایسی کیفیت پیدا ہوگی کہ اُس کے
ذریعہ سے حالت پیدا ہوگی جسکے ذریعہ سے ہم معرفت الہی کا نایاب گوہر حاصل
کرسکین گے۔ اور ہماری شایستہ روح اطلاق و تقید کی جلوہ آرائیون کا پورا پورا لطف و

حظ اُٹھا سکے گی بہر حال جب تک کہ ہمارے عنصری و نفسانی جذبات ادب مین نزکیے جائینگے ہمارا روحی کمال ہرگز ظاہر نہو سکے گا - اور ہمارا ایمان نور یومنون بالغیب سے منور نہو سکے گا شعر

| | |
|---|---|
| سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار | زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست |

خداوند کریم بحرمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہمین اپنے کل جذبات مین اعتدال سے کام لینے کی توفیق دے آمین -

الحاصل جیسی جیسی روح کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی جاوے گی ویسی ویسی ترقی کرتی جاوے گی اور اپنی اصل کی طرف عروج کرتی ہی رہے گی یہ وہ روحی لذت ہے کہ جملہ جذبات نفسانی و عنصری کی لذتین اُسکے سامنے ہیچ و پوچ ہین شعر

| | |
|---|---|
| تشبیہ کس مزہ سے ہین لذت کو اُسکے دان | کچھہ دل ہی جانتا ہے مزا دل کی چاہ کا |

فہم من فہم و ذوق من ذاق اور اس سیر و طیر مین روح کو وہ اطلاقیت حاصل ہوتی ہے کہ اُسے اپنے مرکز اصلی کو جانے آنے مین کوئی دقت ہی باقی نہین رہتی شعر

| | |
|---|---|
| از دراین جہا کدان چون بہ پرد مرغ ہما | باز نشیمن کند بر سر آن آشیان |

الغرض روحی جذبات کا یہ زور اثر جسم عنصری پر بھی پڑکر صفت روح سے اُسے بھی ایک حد معین تک متصف کردیتا ہے یعنی تعلق و تصرف جذبات روحی وہ جسم مثالی کی کیفیت پیدا کرلیتا ہے جسکے بعد وہ تحلیل و تغیر سے محفوظ تا بہی رہ سکتا ہے گو عنصری قوتون سے اُسے مدد ملے یا نہ ملے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

## شعر

| | |
|---|---|
| این سعادت بزور بازو نیست | تا نه بخشد خدائے بخشندہ |

اس محل پر شاید بعض اصحاب کو تعجب ہوگا کہ بغیر کسی نسبت کے بغیر عنصری کیونکر قائم رہ سکتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ جب جسم عنصری روحی کمالات وجذبات کے اثر سے متاثر ہو جاتا ہے تو روحی کیفیت پیدا کر لیتا ہے ہر چند کہ جسم عنصری کی قلب ماہیت تو نہیں ہوتی مگر وہ باوصاف روحانی روحی ایک کیفیت غیر طبعی ضرور پیدا کر لیتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے تا کہ ان مطالب پر غایر نظر کر سکے

## قطعہ

| | |
|---|---|
| گلی خوشبوے در حمام روزے | رسید از دست محبوبے بدستم |
| بدو گفتم کہ مشکے یا عبیرے | کہ از بوے دلاویز تو مستم |
| بگفتا من گلے ناچیز بودم | ولیکن مدتے با گل نشستم |
| کمال ہمنشین در من اثر کرد | وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم |

بعض بزرگوں کے حالات آپ نے سنے ہوں گے شاید دیکھے بھی ہوں گے کہ قبر میں بھی اونکا جسم عنصری تحلیل نہیں ہوا ہے آخر یہ کیا سبب ہے یہی بات روح کا اثر اون کے جسم عنصری میں ایسا سرایت کر گیا کہ جسم عنصری بھی تحلیل ہونے سے محفوظ رہ گیا اور انشاء اللہ قیامت تک ایسا ہی رہیگا۔

الغرض اگر روح کو بدن عنصری نہ دیا جاتا تو وہ ہرگز اپنے کسب کمال کی آخری حد تک

جہان اوسے چین و آرام ملنے والا ہے ہرگز نہین ہو سکتی پس اس بیان
کے سماعت کے بعد کیا کوئی دانشور اس بات کو پسند کر سکتا ہے کہ صرف تلذذات
و تعیشات جسمانی عنصری و نفسانی مین پھنس کر روح کو سکے کمالات اصلیہ کے
اظہار سے روک دے اور خواہشات نفسانی کا پردہ اوسکے نفیس چہرہ پر ڈالکر
اوسکی اصلی روشنی چھپا دے نہین ہرگز نہین - کسی خردمند کا تو کام نہین ہے -
کیونکہ ہمنے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ خواہشات جسمانی عنصری کا اثر بظاہر دیرپا نہین
ہے - اور اسی بنا پر اوسے آنی و فانی کہتے ہین مگر بباطن اوسکا اثر مختلف
مہیب صورتون اور شالون مین متمثل ہو کر ہمارے جسم مثالی کو سخت تکلیف مین ڈالتا ہے
پس اس صورت مین ہم پر واجب ہے کہ خواہشات طبعی عنصری کو ہم اوس حد تک
ہی نکالین کہ ہماری روحی قوتون پر وہ غلبہ کرنے نپائین اور ہماری روحی قوتین پست
نہون اور نفس امارہ و لوامہ کی تو ہرگز پیروی نکرین اور اونکو دبا کر ہمیشہ ادب مین رکھین
اتحاد و ہماری جو کچھ کرنا ہے اسی پیکر عنصری کے تعلق تک ہی ہے اسکے فاسد ہو جانے
کے بعد ہماری روح کو اوسکے کسب کمال کے لئے کوئی موقع باقی نرہے گا بلکہ
اوسے حسرت و یاس کا سامنا کرنا پڑے گا - اسی بنا پر حدیث شریف مین آیا ہے
الدنیا مزرعۃ الآخرۃ - ہمارے واسطے دنیا تو یہی ہمارا پیکر عنصری
ہے جسمین ہم کمالات روحی کا بیج بوکر اوسکا ثمرہ آخرت مین حاصل کر کے ابدالآباد
چین سے بسر کر سکتے ہین اور یہی وجہ تھی کہ بعض بزرگون نے پیکر عنصری کو بغرض

کسب کمال روحی کسی حد معین تک عزیز رکھا تھا اور ہمیشہ اوسکی تعدیل کا خیال ہی
رکھا گئے لیکن یہ بھی ابتدائی حالت تہذیب وشایستگی روح کی ہے نہ انتہائی۔
جسکا ذکر بصراحت اوپر ہو چکا ہے۔ خداوند عالم ہر بنی نوع انسان کو توفیق خیر کرامت
کرے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی پیروی عطا فرماوے
کیونکہ یہی شریعت مطہرہ ہے جو ہماری خواہشات نفسانی کو روکتی ہے اور اونہین
ادب مین رکھتی ہے۔ افسوس ہے اون فاسد خیالون پر جو یہ سمجھتے ہین کہ آدمی مثل
دیگر حیوانات کے صرف یہی روح حیوانی رکھتا ہے جو بعد تسویہ جسم پیدا ہوتا ہے
اور بعد فساد اس جسم کے وہ بھی فاسد ہو جاتا ہے اور اپنے قصور فہم سے اپنی روح
اصلی سے جو عبارت روح انسانی سے ہے کچھ بھی خبر نہین رکھتے۔ اور اپنی بقا
اسی جسم عنصری کی بقا تک تصور کرکے تلذذات وتعیشات جسمانی مین مشغول اور غایت
درجہ بے فکر ہو کر اولئك كالانعام بل هم اضل سبيلا کا مصداق بنجاتے
ہین۔ کیا اس سے بڑھکر کسی کی افسوسناک حالت ہوسکتی ہے نہین ہرگز نہین شعر
عیان نشد کہ چرا آمدم کجا بودم + دریغ ودرد کہ غافل زکار خویشتنم
جن سعادتمندون نے اپنی ذات کو پہچانا ہے اور یہ سمجھ لیا ہے کہ اپنی روح
ابدی ہے اور اپنا پیکر عنصری فانی اور یہ بھی سمجھ رکھا ہے کہ جب تک پیکر عنصری
و خواہشات نفسانی کی قوتین دبائی نجائینگی ظہور کمالات روحی محال ہے لاجرم ریاضات
شاقہ مین قدم رکھکر اپنے روحی کمالات کو حاصل کرتے جاتے ہین اور جنہون نے

اُس بات کو نہین سمجھا ہے اپنی تمام تر ہمت کو بدن عنصری فانی کی پرورش ہی مین صرف کرنا پسند کیا ہے چنانچہ اسی بنا پر حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین شعر

همی میرد ست عیسی از لاغری　　تو در بند آنی که خر پروری

الحاصل کسی مرد عاقل کا یہ کام نہین ہے کہ بمقابلہ لذات باقیہ ابدیہ لذات آنیۂ فانیہ کو ترجیح دے کر ابداً آفات و مصیبات مین مبتلا رہے

مصرعہ مرد آخر بین مبارک بندہ ‌+

اسوقت تو ہم اپنے جسم مثالی کی سختیون سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا اس عالم مین یعنی جسم عنصری مین فوراً لوٹ کر نجات حاصل کر لیتے ہین اور توبہ و استغفار بھی پڑھ لیتے ہین - لیکن اوسوقت کا کیا حال ہوگا کہ جب یہ عنصری جسم بالکل ہم سے چھین لیا جائیگا اور ہمین پھر اس عالم مین لوٹنے کا موقع و ذریعہ باقی نرہے گا کہ پھر کچھ کسب سعادت ابدی کر سکین کسطرح نجات حاصل ہوگی اور اوسوقت سواے حسرت و یاس کے کیا حاصل ہو سکتا ہے اللہ رے کیا کیا سخت مرحلے پیش آئین - پہلے ہمارے لیے عالم برزخ کا سامنا ہے جہان ہمارے اعمال کی تصویرین کھڑی ہو جاتی ہین - اور پھر ہمارا میدان قیامت مین قدم رکھنا اور رب الجلیل کا عدل و انصاف کی کرسی پر بیٹھنا اور ہمارے نامۂ اعمال کا پیش ہونا اور میزان عدل مین تلنا اور ہمارے اعضا وغیرہ کا ہم پر برابر گواہی دینا اور اوسوقت ہمارا بالکل بے بس و بیکس بنے رہنا کیا کیا سخت مرحلے پیش ہین جسکی یاد سے دل کانپ اُٹھتا ہے -

اور رو رو کے نگٹے کھڑے ہو جاتے ہین - گرچہ بخشندہ خدا ہے بخشندہ کیونکہ چھٹکارا ہو گا -
اللہ جلشانہ ہمارے حال پر رحم کرے بمحمد و آلہ الامجد -

## موعظت حسنہ

بھائیو خدا کی ایک ہی مقدس و بلند و برتر ذات ہے کہ انسان اوس سے
عشق و محبت پیدا کرے اور اوسی کی مقدس ذات اسکی مستحق ہے سوا ے
اوسکے کوئی دوسری چیز ایسی نہین ہے کہ رابطہ عشق و محبت کے لئے
موزون ہو سکے - اوس خدا ے پاک کی مقدس ذات تمامی عوائب و شوائب
سے پاک ہے - دیکھیے کس حسن وخوبی کے ساتھہ ہجدہ ہزار عالم کو صفحہ
ہستی پر ظاہر و پیدا کیا ہے اور اوسکی مہربانیون اور رحمتون کا سایہ چتر بن کر کل
مخلوقات پر کس طرح اپنی خالقیت و ربوبیت کا ثبوت دے رہا ہے ؟
جسکے محبوب و دل آویز جلوے خواہ انفس مین ہون یا آفاق مین ہمین برابر ہر ا بر
دکھائی دے رہے ہین - اور اوس آفتاب وجود کے تیز شعاعون کے اثر
نے تمام کائنات کو مصداق والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ روشن و مسخر
کر رکھا ہے جو کسی ذوی عقل و صاحب فہم کو اس سے انکار نہین ہو سکتا - اوس
مقدس و بے عیب ذات نے ہمارے کھانے پینے پہننے وغیرہ وغیرہ کے
لئے وہ وہ سامان مہیا کر رکھے ہین کہ کل عقلاے زمانہ کی عقلی قوتین اوس آفتاب

فیض کے ہفتاد ہزار فیاضیون اور بخششون کا ایک جز بہی فراہم و مہیا کرنے پر قادر نہین ہین - اسی بنا پر حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین شعر

| ابر و باد و مہ خورشید فلک در کارند | تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری |
| --- | --- |

اوسکے قدرتی کارخانہ مین کسی کا دخل نہین ہے سب سے وہ بے نیاز ہے اور سب اوسکے نیازمند و حاجت خواہ - اوس مقدس اور بے عیب ذات نے اس تمام سامان کو مہیا و فراہم کرنے کے بعد ہماری حسن معاشرت کے لئے ایسی دلچسپ راہین بذریعہ نور عقل ہم پر کہول دی ہین کہ ہم اپنے کسب معاش کی طرف بقدر حوصلہ متوجہ ہو سکتے ہین - نہ صرف یہی اوسکی نوازش و کرم ہے بلکہ ہم بذریعہ روشنئ عقل ادراک معقولات کے اونچے زینہ پر قدم رکہکر علوم و فنون ارضی و سماوی بہی حاصل کر سکتے ہین نہ صرف اسی قدر نوازش و کرم پر اکتفا فرمایا ہے بلکہ ہماری روحانی ترقیات و روحانی زندگی کی آراستگی کے لئے بہی ہمین وہ جوہر عقل عطا فرمایا ہے کہ ہم اپنی روحانی زندگی کے پرفضا اونچی اونچی بلندیون پر بہی چڑہ سکتے ہین اوسکی مہربانیون مین سب سے زیادہ اور اعلے درجہ کی مہربانی ہم پر یہ ہے کہ وہ ہم سے بلا تشبیہ تامہ ایسا قریب ہے جیسے شکر مین شیرینی اور پہول مین خوشبو سب چیزون کو فنا و زوال ہے الّا اوسکی مقدس و بے عیب اور باعظمت و جلال ذات کے کہ وہ اپنے جمال باکمال کے ساتھہ ہمیشہ قایم ہے اور رہے گی - ازل و ابد جو اوسکے دو مبارک جلوے ہین اوسکے قرب ذاتی سے ہم

اپنی استعداد و صلاحیت کے موافق اپنے روحی جذبات کی مدد سے بہت
دور تک اوسکی بہی سیر کرسکتے ہین اور اوسکے جمال باکمال کا جلوہ دیکھکر ابدالآباد
محظوظ و مست و مدہوش بہی رہ سکتے ہین جسکی راہین بہی اوسنے اپنی خاص فیاضیون
سے ہم پر کہول دی ہین - ہمارا روحی جذبہ کبہی اوس سے ہمکنار ہونے کی امید کو
قطع نہین کرسکتا اور ہماری محبت کبہی اوس سے ہمین مایوس نہین کرسکتی - ہماری روح
جسنے ازل سے نورعشق حقیقی مین پرورش پائی ہے صرف محتاج تحریک ہے -
جب کوئی عاشق اوسکے رستے مین پڑا رہتا ہے تو وہ کبہی اوسسے مایوس
کرکے نہین چلاتا - اس راہ مین ہمت پست ہونی چاہیئے لاتقنطوا
من رحمۃ اللہ پر پورا بہروسہ رہے جب اوس معشوق حقیقی کا فضل ہوچکا
اور اوسکی دستگیری فرمائی گئی تو مطلوب کچہہ دور نہین رہتا - الغرض اس مبارک تحریک
جذبۂ عشق کے بعد ہماری روح مین ایک ایسی خاص قوت پیدا ہوگی کہ کشان کشان
ہمین اپنے اصل کی طرف کہینچ لے جائے گی حتیٰ کہ مشاہدۂ جمال معشوق حقیقی
کے شرف و عزت سے بہی ہمین مشرف و معزز فرماوے گی جسکے بعد ہمارا
دل اوس معشوق حقیقی کے عشق سے بہرجائے گا اور ایک آگ ہمارے
دل مین ایسی بہڑکتی رہے گی کہ کبہی ٹہنڈی نہوگی اور کوئی حجاب ہمارے آئینہ
دل پر نہین آسکے گا اگر آیا بہی تو ٹہر نہین سکے گا - پس یہ گوہر عشق اس قابل
ہے کہ اوسی معشوق حقیقی پر نثار کردیا جائے اگرچہ دنیاوی چیزون مین بظاہر

قابل عشق ومحبت جو تصور کیجاتی ہین معشوقان مجازی ہین کیونکہ اونکے دلفریب
جلوون مین ایک ایسی کہربائی قوت رکہی گئی ہے کہ اونکے انداز وادا سے
وہ عاشق مزاج طبیعتین جن کو فطرۃً محبت وحسن پرستی سے مناسبت ہے
اس درجہ اون پروالہ وشیدا ہوجاتی ہین کہ اپنی جان ومال اور شرافت وعزت
وعفت انسانی تک بہی اونکی دلجوئی ودلداری مین نذر کردیتی ہین لیکن اونکی بیوفائیان
اور جفاکاریان بہی ظاہر ہین کہ باوصف اس قدر جان نثاریون کے بہی ادنی
سو مزاجی وناچاقی ہین اس درجہ روٹھہ جاتے ہین اور کروٹ بدل دیتے ہین
کہ کبہی اونکے عاشقین سے اونہین کوئی تعلق ہی نہین تہا ساری محنتین اور
جان نثاریان اونکے عاشقین کی اونکی روکہی باتون اور قطع تعلق سے برباد
ہوجاتی ہین اگر رابطہ محبت والفت باقی بہی رکہا تو آخر وہ فانی ہین اونکا فروغ جمال
اونکی دنیاوی زندگی مین ہی زایل ہوجاتا ہے یعنی استداد زمانہ کے بعد جب اونکے
پر دپرزے جہڑجاتے ہین اور چہرہ متغیر ہوجاتا ہے تو بمنزلہ بھتنون کے نظر
آنے لگتے ہین جس سے خود اونکے والہ وشیدا نفرت کی نگاہون سے اونہین
دیکہتے ہین نہ اونکی وہ رسیلی آنکہین نہ وہ درخشندہ رخسار نہ وہ خندہ پیشانی نہ
وہ تناسب اعضا نہ وہ انداز وادا نہ وہ طبیعت کی اُمنگ نہ وہ شباب نہ وہ حجاب
گویا یہ کل باتین کان لم یکن ہوگئین۔ کیا اچہا کہا کسی شاعر نے **شعر**

مین نے پوچہا اوس پری سے کیا ہوا حسن وشباب

ہنس کے بولا وہ صنم شانِ خدا بھی یہین نہ تھا

البتہ وہی ایک مقدس ذات ہے کہ اوسکا فروغ جمال لم یزل ولایزال ہے نہ تو استداد
زمانہ کا کوئی اثر اوس پر پڑ سکتا ہے اور نہ اوسمین کوئی تغیر آسکتا ہے ۔ وہ ہمیشہ اپنے
کمالات و شیونات ذاتی اور دلفریب محبوبیون کے ساتھہ جلوہ گر ہے اور وہ
اپنے عاشق پر کبھی قہر و غصہ نہین کرتا بلکہ اوسے نہایت پیار سے پالتا پوستا ہے
اگر کوئی عاشق اوسکی طرف ایک بالشت بڑہتا ہے تو وہ ایک ہاتہ اوس کے
جانب بڑہ کر آتا ہے اور جو آلام اوسکے عاشقین پر وارد ہوتے ہین درحقیقت
وہ اوسکے قرب کی نشانیان ہین جس سے اوس معشوق حقیقی کا یہ مقصود ہوتا
ہے کہ اپنے عاشق کو خوب آزمایا جاے کہ کہانتک اس راہ عشق مین ثابت قدم
ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر بلا بقدر ولا نازل ہوتی ہے اور عاشق کے درجۂ محبت
کا موازنہ کیا جاتا ہے الغرض وہ ایسا محبوب و مطلوب ہے کہ اوسکی محبت و عشق
کا جسکا عاشق صادق کی تلخ زندگی کو جو اوسکے فراق مین بسر کرتا ہے شیرین کرسکتا
ہے اور اوسکا دھیان عاشق کی روحانی زندگی کو ہر طرح سے سنوار سکتا ہے ۔

اے میرے عزیز بھائیو اوس کا تقرب حاصل کرنے کی دو صورتین ہین یا یون
کہا جاے کہ دو راہین ہین جس پر ہم بصدق دل سے چلنے سے اوس کے
تقرب کا شرف حاصل کر سکتے ہین ۔

واضح ہو کہ اوسکا فروغ جمال دو طور پر ہے ایک فروغ جمال ظاہری اور دوسرا فروغ جمال

معنوی اوسکا فروغ جمال ظاہری جسکو اوسکی ظاہری ادا اور اوسکے قدرتی کرشمون سے
تعبیر کرتے ہین اوسکی صنایع و بدایع ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ہر علت کا پتہ معلول
سے اور ہر صانع کا پتہ مصنوع سے چل سکتا ہے پس ان مصنوعات مین
جب ہماری نظر غائر ہوتی جائے گی تو کل صنایع و بدایع سے اوس علت العلل کا
اور صانع حقیقی کا پتہ لگ جاوے گا جو درحقیقت ہمارا معشوق حقیقی ہے۔
خدائی سے خدا کا پتہ چل سکتا ہے بشرطیکہ ہم ہمیشہ تدبر و تفکر کو بالاستغراق
والانہماک کام مین لاتے رہین چنانچہ اس بارہ مین خود وہ معشوق حقیقی بزبان
قرآنی ارشاد فرماتا ہے ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر
هل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر
خاسئا و هو حسیر و لقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنها رجوما
للشیطین و اعتدنا لهم عذاب السعیر و نیز اوس معشوق
حقیقی کا ارشاد ہے افلم ینظروا الی السماء فوقهم کیف بنینها
و زینها و ما لها من فروج و نیز اوسکا ارشاد ہے و فی انفسکم
افلا تبصرون ۔ جو نشانیان اوسکی قدرت کی ہمین نظر آتی ہین اگر ہم اومین
ذرا تدبر و تفکر کرین اور اوسکی عظمت و جلال کو چشم بصیرت سے ہمیشہ دیکھتے
جائین تو بفضل ایزدی ایک ایسا مبارک وقت بھی ہمین مل سکے گا کہ
ہمارے روحی جذبات ہماری ذات و صفات کو اوس معشوق حقیقی کی ذات

وصفات مین فنا کر کے دولت ویدو وصال جاوید سے ہمین مشرف و متلذذ کر دینگے۔ اِس دولت عظمیٰ کے حاصل کرنے کے لئے بڑی بھاری شرط یہ ہے کہ ہمارا عشق اوس معشوق حقیقی کے ساتھہ پختہ ہو اور ہمارا خیال اوس سے کبھی الگ نہو۔ حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہین شعر

| | |
|---|---|
| ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است | بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را |

اور یہ مبارک و قوی تعلق روح کا اوس معشوق حقیقی کے ساتھہ درحقیقت ہمارا مرشد کامل ہے جسکی تعلیم خود اوس معشوق حقیقی نے بزبان قرآنی فرمائی ہے اور جسکا ذکر اوپر ہوچکا اور اس طرز عمل سے شرح صدر کا ہونا طریقہ اویسیہ سے تعبیر کیا جاوے گا اور درحقیقت یہ معنوی بیعت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تصور کی جاوے گی جسطرح کہ حضرت اویس قرنی رضؓ کو حاصل تھی یعنی آپ جمال ظاہری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہ وسلم کے مشرف نہین ہوئے تھے مگر جمال معنوی سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کا دل منور ہوچکا تھا چنانچہ آپ نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفیع شان مین یہ شعر کہا ہے شعر

| | |
|---|---|
| صل یارب علی من لاویس منہ | طہر القالب والقلب مع الادنا |

کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا تعلیمی کلمہ ہے اور توحید کے بھاری سر یہ بنی ہے جس کسی پر اوسکے اصلی معنی

منکشف ہوگئے لاریب وہ بڑا ہی محمود شخص ہے جسنے اس کلمہ کو صدق دل سے مان لیا درحقیقت اوسنے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے معنوی بیعت حاصل کرلی جسکے بعد مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے اوسکا دل منور ہونا کوئی تعجب خیز امر نہین ہے مگر مشکل یہ ہے کہ نفوس انسانی مختلف الطبایع ہین بعض طبیعت کی قابلیت اس طریقۂ عمل سے حصول انوار توحید کی موزون ہوتی ہے اور بعض نہین۔ پس جسمین ایسا مادہ عشق نہو کہ اوسے اس حد تک پہنچا سکے تو اوسکو چاہیئے کہ تضرع وبکا مین رات دن مصروف رہے تا فضل خدا شامل حال ہوکر کوئی انسان کامل اوسکا رہبر بنجاے اور اپنے روحی جذبات کا اثر ڈالکر اوسکا دل منور کردے۔ تضرع وبکا ایسی چیز ہے کہ کبھی باکی ومتضرع یعنی بکا وزاری کرنے والے کو بغیر اوسکے مقصود تک پہنچاے نہین چھوڑ سکتی رحمت الٰہی خود جوش کہاکر نازل ہوتی ہے اور حضیض ذلت سے اوج عزت پر کھینچ لے جاتی ہے شعر

| | |
|---|---|
| تا نگرید طفل کے جوشد لبن | تا نبارد ابر کے خندد چمن |

خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہین شعر

| | |
|---|---|
| مرا ازین ظلمات آنکہ رہنمائی کرد | دعاے نیم شبے بود ونالہ سحرے |

بھائیو ہمکو چاہیئے کہ اپنے اوقات کی پوری پوری حفاظت کرین اور خدا کی راہ مین اونکو صرف کرتے جائین شعر

| دانی کہ بر سمند سبکرو سوار کیست | عمر عزیز ماست کہ بر باد مے رود |
|---|---|

جو عقول سلیمہ اور نفوس سنجیدہ ہین وہ البتہ ان باتون پر غور کرکے اپنی ہر طرح کی اصلاح کرسکتے ہین -

اللھم بارک لامت محمد صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم ووفقنا توفیقاً خیراً وعملاً صالحاً ونیتاً خالصاً وبدناً خاشعاً ولساناً ذاکراً وقلباً منوراً وارزقنا رزقاً حلالاً طیباً متواسعاً بجاہ رسولک المجتبی محمدن المصطفی علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ - آمین ثم آمین

## رباعی

| یارب برسالت رسول الثقلین | یارب بغزا کنندہ بدر وحنین |
|---|---|
| عصیان مرا دو حصہ کن در عرصات | نیمے بحسن بخش و نیمے بہ حسین |

## بالخیر تمام

(۵۵۱)

# تقریظ وتنقید

حضرت حقایق آگاہ معارف دستگاہ صاحب الحال والقال عالم فاضل عامل کامل متبع شرع باز ہد وورع خلاصہ والاخاندان مصطفوی سلالہ بلند دودمان مرتضوی محمود وارین مولوی سید علی حسین شاہ صاحب حمانی بلگرامی خلیفۂ ارشد ومرید اسعد جناب افضل العلما۔ اکمل العرفا۔ قطب زمان مولانا مولوی شاہ فضل الرحمن صاحب نقشبندی المجددی قدس اللہ سرہ العزیز

یارب تیری حمد اور میری زبان کہاں ــ ذرہ کہاں آفتاب تابان کہاں - وجود تیرا ہے اور مجھ پر فقط گمان - میں وجود کہاں سے لایا اور وجود نے مجھے کہاں پایا

اللھم انت کما اثنیت علی نفسک ؎

| | |
|---|---|
| من چہ گویم یک رگم ہوشیار نیست | وصف آن یارے کہ آنرا یار نیست |

اور وصف حضرت سرور عالم فخر عالم وآدم سید کائنات ہادی کل ختم رسل صلی اللہ علیہ آلہ

وسلم کس زبان سے ادا ہو **شعر**

| محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی | خدا سے پوچھ لو شان محمدؐ |
|---|---|

امابعد اس رسالہ کلام انسان کو مین نے دیکھا - اگرچہ الفاظ بلند ہین مگر دل آویز اور
توسن ہمت کیلیے مہمیز - مین نے اسکے مصنف کو بھی دیکھا رحیا وسلمہ اللہ تعالے -
اس رسالہ اسم بامسمی مین مصنف نے انس و نسیان کی تحقیق او رمدارج بیان کیے
ہین - انسان کا صاحب انس اور مدنی ہونا تو ظاہر ہے کہ اوسکی نسبت انس سے
حیوان تو حیوان جمادات کو بھی مانوس کر لیا ہے جس قدر تعلق اوسکو اپنے مساکن
اور اماکن سے ہوتا ہے اوسی قدر وہ بھی اوسی کی طرف مائل رہتے ہین - چنانچہ
مکان اور زمین کا کیفیت صاحب خانہ سے متاثر اور متکیف ہونا برابر ثابت ہے
اور مشاہدات اولیاء کرام سے ظاہر اور انس بہی عجیب چیز اگر خیال کیا جاوے
تو صاف ظاہر ہوگا کہ ترکیب عالم مین جزو اعظم یہی انس ہے جس پر ہزار ہا صور عالم اور
تاثیرات اتم و اہم کا ظہور ہین آنا موقوف ہے - گویا ایک روح پاک ہے جو بے شمار
اختراعات کی طرف مصروف ہے - کوئی ہیئت اجتماعی ایسی نہین کہ ایک ہی
کے تکرار نے اوسکو دریا نہ بنایا ہو اور آخر مین ایک ہی ہیئت وحدانی کا ثمر اوس سے
نمودار نہوا ہو - سبحان اللہ یہ اوسی معنی کا ظہور ہے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت
ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف - یہی انس انسانی جب حضرت احدیت عزوجل
کے فضائے قرب مین قدم رکہتا ہے تو عجب جوہر فرد اور نور ہمیشہ بن جاتا ہے جو

جو دائرۂ فکر بیان سے باہر ہے۔ الفقر اذا تم ھو اللہ حضرت مولانائے روم قدس سرہ نے فرمایا ہے

| زندہ معشوق است عاشق مردۂ | | جملہ معشوق است و عاشق پردۂ |
|---|---|---|

اور انتہائے منازل انس ہیت جو اہل حق کو حالت استغراق اور سکر و بیخودی کی پیدا ہوتی ہے اور وہ بغیر ترک ہستی اور عشق و مستی کے عروج پر نہین آتی اوس حالت مین تعلقات غیر اور خیالات بیگانہ بالکل نابود اور فنا ہو جاتے ہین اوسی کی طرف نسیان کی تعریف مین اشارۂ لطیف کیا ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ والکنایۃ ابلغ من التصریح ہے

| دزدیدہ فگندے بمن از ناز نگاہے | | قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے |
|---|---|---|

یہ بات ضرور یاد رکھنا چاہیئے کہ منازل انس کے خیالات عارف حق اپنی استعداد اور وضع اور حال کے موافق بیان کر لیتا ہے اور تمام کتابین تصوف کی ان بیان سے لبریز ہین مگر مراحل نسیان ترک ہستی اور فنائے خالص اور استغراق بحت کی راہ مین جو اطوار عارف کو پیش آتے ہین وہ بیان مین نہین آسکتے مولانا سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

| این مدعیان در طلبش بیخبر آنند | | آن راکہ خبر شد خبرش باز نیامد |
|---|---|---|

اور ایک جگہ فرمایا ہے

| اگر طالبے کین زمین طے کنی | | نخست اسپ باز آمدن پے کنی |
|---|---|---|

اور فرمایا ہے

| | | |
|---|---|---|
| گر کسے وصف او زمن پرسد | | بیدل از بے نشان چہ گوید باز |
| عاشقان کشتگان معشوق اند | | بر نیاید ز کشتگان آواز |

اور فرمایا ہے

| | | |
|---|---|---|
| عجب است با وجود ت کہ وجود من بماند | | تو بگفتنش اندر آئی و مرا سخن بماند |

البتہ بعض اہل ارشاد نے بقوت فیض نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حسب ضرورت کچھہ ذکر نسیان بھی کیا ہے اور وہ وہی لوگ ہین جو اسے اعلے مرتبہ اتباع سے کامیاب ہین ہے

| | | |
|---|---|---|
| ادہر اللہ سے وصل ادہر مخلوق سے شامل | | خواص اوس برزخ کبری مین تہا عرف مشتد کا |

اور وہ وجہ یہ ہے کہ شرح احوال قوت ناطقہ سے متعلق ہے اور استغراق مین اوس پر مہر سکوت لگ جاتی ہے اسکو حیرت سے بہی تعبیر کرتے ہین۔ ایک پشہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور مین ہوا پر دعوی کیا کہ مجھے بہت تکلیف دیتی ہے جب مدعی علیہ طلب ہوا مدعی ہوا ہو گیا۔ یہ جیسے وہ دعوے ہی بے اصل ٹھہرا عقل انسان کا بہی یہی حال فنا اور استغراق مین ہو جاتا ہے اور اوسی طرف اشارہ ہے من عرف ربہ فقد کل لسانہ یہ عرفان بہت بلند ہے حضرت مولانا شاہ تراب علی کاکوروی قدس سرہ نے فرمایا ہے

| | | |
|---|---|---|
| کوئی عارف سے نہین رتبہ مین بڑہکر ہی تراب | | سب مقامات ولایت کے ہین عرفان کے تلے |

اور یہ بعض سے تھے جو فرمایا فقد طال لسا نہ یہ نزول کی ایک تڑپ ہے فرمایا

مولانائے روم قدس سرہ نے ع

| | |
|---|---|
| ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش | باز جوید روزگار وصل خویش |

اسی کی طرف اس آیہ کریمہ مین اشارہ ہے واذکر ربک اذا نسیت۔

یہ تڑپ کبھی مجمل ہوتی ہے اور کبھی مفصل مجمل حد شرح سے باہر ہے خواہ مرتبہ قبض

ہو یا مرتبہ بسط مین اسکے واسطے کوئی الفاظ نہین اور یہ وراے طور آگاہی ہے

تمام عبارتین بیان خاموش ہین - اور مفصل کی دونون صورتین بیان مین آتی ہین

پھر نہ سکون رہتا ہے نہ تڑپ اور اس عالم کے واقعات ورار الورا طور عقل و ادراک

ہین از کاتب حروف ع

| | |
|---|---|
| من چہ گویم شرح آن نور و صفا | کز ورار ہر وراء آن ورا |
| علم آنجا حامل اسرار نیست | عقل را آنجا بجز حیران کیست |
| یاد دارم حفظ مطلب از کرام | پس سخن کوتاہ کردم والسلام |

مقدمۂ کتاب مین لکھا ہے کہ مرتبۂ انس راجع بخلق ہے اور مرتبہ نسیان راجع بحق

مراد یہ ہے کہ تکمیل سلوک و مراحل عرفان کی صفت انس مین پہلے ہوتی ہے پھر

قدم سالک عالم خلق کی سیر سے باہر ٹھہرتا ہے اور راہ نسیان غیر یعنی ترک ماسوار

پیش آتی ہے جسکی نہایت نہین حضرت مولانائے روم قدس سرہ نے اسی مقام

کے متعلق فرمایا ع

| خویشتن را گم کن کمال اینست و بس | تو مباش اصلا وصال اینست و بس |
| --- | --- |

ترک ماسوا اور فنا رحمت کا عالم بھی عجب عالم ہے تمام عالم دنیا اوس مین جلوہ گر ہے

اور اسی جلوۂ فنا مین بھی عالم دنیا کا پیش نظر ہے

| بازار خویش و آتش ما تیز میکنی | دیدار مے نمائی و پرہیز میکنی |
| --- | --- |

غرض اسی سیر و طیر مین ایک وہ وقت اور صفت ہے کہ انسان ختم ہو جاتا ہے

اور وہ برائے نام باقی نہین رہتا تب اوسپر ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اب کس صفت

کے ساتھ باقی رہا۔ اور یہ وہی بقا ہے جسکو فنا اور زوال نہین تو یہ سیر استغراق حق

کیطرف رجوع کرتی ہے نسبت نسین کے راجع بحق ہونے سے یہی مراد ہے

اسی طرح حضرت مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے

| این سخن کے باور مردم شود | علم حق در علم صوفی گم شود |
| --- | --- |

یعنی علم ذات حق و صفات حق جو عارف کو بطور کسب و نظر حاصل ہوتا ہے اوس

علم مین جو حضرت حق کی طرف سے اوسکے قلب پر منکشف ہوتا ہے مستغرق ہو جاتا

ہے اور ظاہر مین یہ بات عجب سے ہے کہ علم حق علم صوفی مین گم ہو جاتا ہے۔ پس علم حق

سے علم صوفی نسبت بحق مراد ہے اور علم صوفی سے علم حق نسبت الصوفی جو بطور وہب

و جذب وارد ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک علم حق سے مرتبۂ حق الیقین مراد ہے

اور علم صوفی سے مرتبۂ عین الیقین۔ اور گم شود سے یہ مراد ہے کہ مراتب ابتدائی

علم الیقین اور صدق الیقین کے بلکہ حق الیقین کا مرتبہ بھی علم صوفی مین جو بوقت وصول

کہ مرتبہ عین الیقین حاصل ہوتا ہے فنا اور مستغرق ہو جاتے ہین اسی کی طرف اشارہ
ہے حضرت خواجہ شاہ نیاز احمد صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کا اِس شعر مین ؎

جون ہی آ کے مکتب عشق مین سبق مقام فنا لیا
جو لکھا پڑھا تھا نیازؔ نے اوسے صاف دل سے بھلا دیا

اور ایک صاحب نے یون فرمایا ؎

ما ہمہ چیز خواندہ ایم فراموش کردہ ایم ۔ اِلاّ حدیث دوست کہ تکرار میکنیم

نسیان راجح بحق یعنی راجح بعالم مشاہدہ حق و مستغرق بتقضاے شہود حق یہی نسیان
ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ علم جسکو عوام علم حق سمجھتے ہین علم صوفی مین جو اصل ہے
علوم حقہ کی مستغرق ہے - اسی اصل کی طرف حق عز و جل نے ایما فرمایا ہے -
**وآتیناہ من لدنا علماً** اور آخر کتاب مین ایک تقریر روح اور ہیکل پیشانی اور
ہیکل مادی اور اطوار تہذیب نفس کے متعلق نہایت لطیف واقع ہوئی ہے جسکے
مطالعہ سے نفس انسانی پر روح کا ایک پرتو لطیف پڑتا ہے اور کیون نہ پڑے
یہ وہ پرتو ہے کہ جمادات کو بھی متاثر بنا دیتا ہے انسان تو انسان ہے لیکن بعض
نفوس انسانی اسقدر بیگانہ اور سخت بے تعلق واقع ہوئے ہین کہ وہ متاثر نہین
ہوتے بعض نافہم مبتلاے غرض یہ خیال کرتے ہین کہ اب معارف و حقایق
مین زبان کھولنا عبث ہے کیونکہ بزرگون نے کوئی بات اوٹھا نہین رکھی اس سے
اگر یہ مراد ہے کہ اب معارف و حقایق ختم ہو چکے تو یہ خیال اونکا غلط ہے اور اگر

یہ مراد ہے کہ اب وہ اخلاص نہین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ذکر حق اخلاص خود ہی پیدا
کرلیتا ہے۔ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد
اصل یہ ہے کہ سوء ظن مراد ہے اللہ عزوجل نے فرمایا ان بعض الظن اثم
کسی کی تصنیف کی ہوئی کتاب کو دنیا مین کسی نے نہین مانا دلیل قبول یہی بس ہے
کہ زیادہ آدمی قبول کرین یا چند اہل حق محظوظ ہون دو ایک آدمیون کے انکار سے
دلیل عدم قبول و عدم اخلاص نہین ہوسکتی۔ اون لوگون کے حال پر سخت افسوس
آتا ہے کہ دنیا کی معمولی باتین تو ہر روز سنتے ہین مگر چند کلمات ربانی کسی عزیز کی
زبان سے سنکر اتنا بھی نہین کرتے کہ محظوظ نہون تو خاموش رہین۔ یہ لوگ
سمجھ سکتے ہین کہ اونکے گھرون مین اکثر مقبول کتابین بزرگان دین کی رکھی
رہتی ہین اور یہ برسون اوٹھا کر دیکھتے بھی نہین۔ اور مکروہات دنیا مین مصروف
رہتے ہین تو کیا وہ کتابین بے اثر ہین؟ اگر سنگ چقماق پر لوہے کی چوٹ نہ پڑے
تو کیا اوس سے یہ بات مان لی جاسکتی ہے کہ اوس سے بہتر مین شرر نہین

| جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن | | خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن |
|---|---|---|

کتاب نہ دکھی جاسے اور دیکھنے کی آنکھہ حاصل نکیجاسے تو اپنا قصور ہے یا کتاب کا
صفحہ قرطاس ایک پتے سے کم نہین ہے اوس پتے پر نقش و نگار ہین اس پتے پر
معارف و اسرار مگر بات یہ ہے

| کفر گیرد کاملے ملت شود | | ہر چہ گیرد علتے علت شود |
|---|---|---|

یہ خیال کرنا کہ اس چودہ صدی مین کلمات اللہ ختم ہو گئے ہرگز صحیح نہین ہے کیا
نئی روحین دنیا مین آتی ہین یا آوینگی وہ اوس نعمت سے محروم کردی گئی ہین جو قرون
سابقہ مین نازل ہوتی تھی ہرگز نہین بلکہ جو نئی روحین بھیجتا ہے وہ نئے معارف
بھی بھیجتا رہے گا کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا و لو انّ مافی الارض من
شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات
اللہ۔ اس آیہ کریمہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحر معارف اب بھی جاری ہے
اور اوسیطرح موجزن ہے اور برابر موجزن رہے گا۔ اوسکی موجون کی دلربایانہ رفتار
تشنگان وادی طلب کی طرف اوسیطرح دوڑا کرے گی جسطرح حسینون کی
نگاہین سچے عاشقون کی طرف لپکتی رہتی ہین ہمارے مولانا صدر معنوی نے
فرمایا ؎

| جو دمی جوید گدایان ضعاف | | ہمچو خوبان کآئینہ جویند صاف |
|---|---|---|

عالم مین سنت اللہ یون ہی جاری ہے کہ اس بحر کے غواص اس عالم مین ہون
یا نہون جب تک اس عالم کی طرف متوجہ ہین طالبان حق کے دامنون کو موتیون
سے بھرتی رہے اور جب وہ شہسواران غیب اس تنگنا ہی غبار آلود سے
بالکل وارستہ رہنا چاہین تو خاموش ہو رہین اور اونکی خدمت دوسرے کو تفویض
ہو جیسے نسیم رحمت چل جائے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری
مسائل ظاہری کا محدود حصہ تو ختم نہین ہوا ایک نیک تن یا حاشیہ نیا ہوتا رہتا ہے

علم باطن کا غیر محدود حصّہ ابھی سے کیون ختم کر دیا جاسے جسکا ازلاً وابداً لانہایت ہونا منصوص ہے اور نص بھی صراحۃً وارد ہے نہ اشارۃً۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت حق عزوجل نے عالم کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ اوسکی ذات پاک ومبارک وبیمثل پہچانی جاسے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ عالم تو موجود رہے اور معرفت الٰہی ابھی سے ختم ہو جاسے۔ اسے برادر کئے آمدی وسکے پیر شدی ابھی بحر اعظم کا ایک کروڑوان حصّہ اور درختان روسے زمین کا ایک بہت چھوٹا ذخیرہ بھی صرف نہین ہوا کلمات اللہ کو ابھی سے تم ختم کئے دیتے ہو۔ اس تھوڑے حصّہ مین تو ہر طرف آواز آنے لگی ع

| حسن این قصہ عشق است در دفتر نمی گنجد | | قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز ودم درکش |
|---|---|---|

پاک اور بیچون ہے وہ ذات جسنے ایک آفتاب سے کروڑون دن بنا دسے اور بنا رہا ہے اور آفتاب ختم نہین ہوا۔ کتاب آفاق کی ایک نئی سیر دیکھو صبح ہو رہی رہے۔ آفتاب نکلا ہے۔ تمام عالم منور ہے لیکن سلطانی ایوان مین مختلف رنگ کے آئینون نے ایک نیا باغ لگا دیا ہے مگر کسی طرف سے یہ آواز نہین آتی کہ آفتاب نے تو کوئی بات اوٹھا نہین رکھی یہ حضرات برائے بیت اپنا رنگ کیون جما رہے ہین۔ بے شک ان آئینون سے بھی وہی نور بے رنگ لامع ہے کیونکہ نور بے رنگ نہین آتا اور رنگ مین نور سما نہین جاتا تو باہمہ اور بے ہمہ کی صورت پیدا ہوگئی پھر یہ وصف کسکا ہے۔ اللہ

نفر الی السموات والارض اگر یہ کہا جاے کہ آئینون کی ضرورت ہی کیا
ہے آفتاب کا نور سادہ و منزہ کافی ہے نحن نسبح بحمدک و نقدس لک
جواب تو ظاہر ہے مگر یہی معلوم رہے کہ جسنے آفتاب مین نور پیدا کیا اوسی نے
آئینون کے رنگ مین یہ تڑپ دکھلائی کتاب کائنات کی تمام آئینون پر ایمان
لانا چاہیئے نہ یہ کہ بعض کو قبول کرنا اور بعض مین توقف کرنا۔ فتؤمنون ببعض
الکتاب و تکفرون ببعض۔ پاک ہے وہ ذات جسنے آفاق کی آئینہ
انفس مین دکھلائین اور انفس کی آفاق مین۔ از راقم حروف

| گھر آئینہ مین آئینہ ہے گھر مین جلوہ گر | | کتنا لطیف ہے ترا آئینہ خانہ ؟ |
|---|---|---|

پاک ہے وہ جسنے ایک وجب عرض و طول مین بحر بیکران بہا دیا جسکی کوئی سوج
دوسری سوج سے مشابہ نہین یعنی معمولی چہرہ اور آنکھین ناک کان وغیرہ
تو ہر ایک انسان کا یکسان ہے اور ہر صورت الگ اور ہر ایک صورت کا ہر
ہر عضو دوسری صورت کے ہر عضو سے جدا کیا اوسکی بیان معارف کی صورتین
ختم ہو سکتی ہین ؟ اس باغ کی کوئی جڑی بوٹی بیکار نہین ایک تنکے سے وہ عطر
نکلتا ہے جس پر دل بیخود ہو جاے اور زبان سے صل علی نکلے تو حرف محبت
کیونکر بے قیمت رہ سکتا ہے از راقم حروف

| خس جو کم قدر ہے عطر اوس سے بناتے ہین یہان | | عطر انفاس یہ کیا اوسکے برابر بھی نہین |
|---|---|---|

فیض خاصان حق بعد حصول نسبت صحیحہ اگر کسی نظر یافتہ سے ٹپک نکلے تو کیا عجب ہے

ہمارے مولانائے صدر معنوی نے فرمایا ہے ؎

| گفتہ او گفتہ اللہ بود | گرچہ از حلقوم عبداللہ بود |
|---|---|

کیا ایک ہاتھ کبھی آستینون سے باہر نہین آسکتا یا کوئی عبدالرحمن اور عبدالرحیم عبداللہ نہین بن سکتا انسان اگر اپنے خیال مین حاوی نہوا تو گھر اور بدن کی درستی سے کیا فائدہ۔ مکان کی آرایش تو اوسوقت مفید ہے کہ اوس مین کوئی صاحبخانہ رونق افروز ہو۔ ورنہ خالی مکان آراستہ ہوئی پر بھی ویران ہے از راقم حروف ؎

| ہزار سال بنایا مکان تو کیا حاصل | کہ ایک رات بھی وہ یار مہمان نہوا |
|---|---|

انسان اگر انسان نہ بنا تو حیوان بنا ہوا ہے چڑھنا مشکل ہے اترنا سہل ہے یہ صورت جسپر ناز ہے چاندی یا سونے کا ملمع ہے جب اڑا قلعی کھلی وہ نور مجرد جو روح کے شفاف آئینہ مین جلوہ گر ہے افسوس کہ کثافت دنیا مین اسیر ظلمت ہوکر رہجائے بقول صائب ؎

| برون پرواز ظہیمات است دل گرد رون باشد | لباس دل غبار آلودہ باشد جامہ شویان را |
|---|---|

انسان اپنی تدبیرین اور منزل پر نازان ہے یہ نہین سمجھتا کہ اوسکی منزل قرار ہے ؎

| ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی | کین رہ کہ تو میروی بترکستان است |
|---|---|

زندگانی دنیا خود ایک مرض ہے جسکی صحت موت پر موقوف ہے نہ وہ موت کہ مرکر حاصل ہو بلکہ وہ موت جو اوسکو زندگانی مین میسر آوے کیونکہ جب بیمار ہی مرگیا تو جام صحت کون پئے گا۔ اور آرام کسکو ہوگا من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ

اعمی او اضل سبیلاً یہ مسئلہ جو مشہور ہے کہ بغیر صحبت صوفی یا طبیب حاذق فقط کتاب دیکھکر کوئی فقیر یا طبیب نہین بنتا اوسکے یہ معنی نہین کہ وہ کتاب بالکل بے اثر اور رایگان ہے بلکہ اوسکے یہ معنی ہین کہ صرف کتاب پر قناعت کرکے عارف الہی سے نکلنے والا اور اونکے آداب کا لحاظ نہ کہنے والا ہرگز منزل مقصود تک نہین پہونچتا اگرچہ وہ اپنے نزدیک عارف اور صاحب نظر اور آگاہ بن جائے لیکن یہ بہی ضرور ہے کہ بشرط اخلاص و ارادات خاص محروم بہی نہین رہتا بلکہ اپنی حد پرواز تک ایک دولت و ید حاصل کرلیتا ہے اوسکی مثال ایک تو یہ ہے کہ مضمون خط کا یا مکتوب الیہ سمجہتا ہے یا جسنے کاتب یا مکتوب الیہ کو دیکہا ہو اور جو اوسکے حال سے فقط واقف ہے وہ بہی کسی قدر سمجہ لیتا ہے لیکن فقط عبارت پڑہنے والا تو عبارت ہی پہ نازان ہے کہ مین نے وہ مضمون جو اوس خط مین درج ہے پڑہ لیا اور مبتدا اور خبر ہر فقرہ کی معلوم کرلیا و این ہذا من ذالک

| | |
|---|---|
| فرق است میان آنکہ یارش دربر | با آنکہ دو چشم انتظارش بردر |

کتاب بہی ایک خط ہے جو کوئی لکہتا ہے اور جو کوئی سمجہتا ہے نہ ہر قاری و ہر سامع مدعی ربط مبتدا و خبر و فہم لفظ۔ دوسرے یہ کہ انسان کا کمال فطری نہین ہے بلکہ کسبی ہے یا وہبی۔ اور حیوان کو حضرت عزوجل نے فطرۃً ایک ایک کمال دیا ہے

| | |
|---|---|
| بچہ بط اگرچہ بیضہ بود | آب دریاش تا بسینہ بود |

انسان کا مادہ تحقیق و فتح باب التعلیم یا وہب پر موقوف ہے فطرت پر نہین ہے
اسلئے وہ اگر فطرت کے حوالہ ہوا تو پورا حیوان بنجاتا ہے اور اگر کسب یا وہب نے
اوسکی رہبری کی تو فلک اور ملک سے کہین آگے نکل جاتا ہے۔ بعض عارفین کا قو
ل ہے کہ بدن فتیلہ ہے اور انفاس مثل روغن اور روح حیوانی مدبر بدن نار۔ اور روح
انسانی نور الٰہی۔ شعلہ شمع بغیر ہوا کے قائم نہین رہتا اور نور شمع بغیر شعلہ ٹھہرتا۔
لیکن نور محبت الٰہی مین عجب تاثیر ہے کہ وہ نور روحانی بغیر مدد نار کے ظہور کرتا ہے
یکاد زیتہا یضئ ولو لم تمسسہ نار ط نور علی نور یہدی
اللّٰہ لنورہ من یشاء۔ نور اسقدر صاف ہے کہ کوئی اشارہ اور کوئی عبارت
اوسکے حرم راز تک نہین پہنچ سکتی ہے

| نسیم صبح جو چھو جاسے رنگ ہو میلا | | نزاکت اوس گل رعنا کی دیکھیو انشاء |
|---|---|---|

اور یہ تو ظاہر ہے کہ روغن اور فتیلہ مین جب تک کثافت باقی ہے روشنی بھی صاف
نہین ہوتی ہے اس دور آخر مین ہوا روغن کا کام دے رہی ہے جبکا شعلہ
کسقدر صاف ہے پھر نار محبت سے جو شعلہ پیدا ہو اوسکی صفائی اور تڑپ کا کیا ذکر
پیغام بادی بیشک ایک عجیب مرکب ہے اگر یہ سوار کا مطیع ہو گیا تو راہ وصول نہایت
آسان ہے اگر اوسکی منہ زوری نے سوار کے ہاتھ سے عنان چھوڑا لی تو یہ مرکب
مع سوار کے پستی فطرت دغار معصیت مین اسطرح گرتا ہے کہ گھوڑا اوپر اور سوار نیچے
کیونکہ ناہموار راہ مین سرکش گھوڑے کو خودسری کا انجام دیکھنا ضرور ہے اگرچہ

زہ سواری کی غفلت سے ہو بقول صائب ؎

| دل چو غافل شد ز حق فرمان پذیر تن شود | | می برد ہر جا کہ خواہد اسپ خواب آلودہ را |
| --- | --- | --- |

اِس مرکب کو بعض احوال مین بھوک آسودہ رکہتی ہے اور بعض صورتون مین آسودگی مفرط اوسکو تہکا دیتی ہے۔ انسان اگر مسند پر بیٹہا ہے اور معرفت کی راہ مین قدم رکہہ چکا ہے تو منزل اوسکی طرف چل کر آتی ہے اور اگر دن رات سیر کرے اور خانۂ تن سے باہر نہ نکلے تو اوسکو اوس گہر کا حال بہی معلوم نہین ہوتا جسمین وہ سو برس سے رات دن مقیم ہے۔ مسئلہ سیر عالم غیب کا بہت عزیز و نادر الوجود ہے۔ آفاق اور انفس کی جانگزا عقبات اور ہوش ربا غارون سے بچکر اور سلامت نکل کر جب آگے قدم بڑہاتا ہے جب اِس سیر کی ابتدا ہوتی ہے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

کلیات اولیاے کرام انوار ایمان کا ایک لشکر ہے ظلمت نفسانی اور کدورت بشری کافور ہوجاتی ہے اور یہ اشارہ بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ لشکر سردار سے خالی نہین ہوتا۔ انسان ایک مٹی کا تودہ ہے اوسنے اگر یہی قیمت پائی کہ ایک روز بنا اور ایک روز بگڑ گیا تو خاک بہی نپائی اتنے دن عمر کے خالی گئے اتنی راتین کام کی ضایع ہوگئین حضرت حق عزوجل نے فرمایا کہ مین نے اہل ذکر کے لئے آیۂ لیل مقرر کی ہے وہ معنی اس آیہ کی سمجہے تو کتاب آفاق کا مطلب سمجہا اور اہل سکر کے لئے آیۂ نہار مقرر کی ہے۔ دن کی آیت کا مطلب دن کو ظاہر ہوا تو

رات مین کیا ظاہر ہوگا۔ ھو الذی جعل اللیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان

یذکر او اراد شکورا یہ اسلئے ارشاد ہوا کہ دروازہ رات کیطرف سے

کھلتا ہے کیونکہ اس طرف تو یہ عالم شہود غایب نظر آتا ہے۔ اوس طرف کسل بدن

کا تقاضا اوسکی روح انسانی کو عالم غیب کی طرف بلا رہا ہے۔ اگر یہ شہور مین سو چکا ہے

تو رات مین اوسکو خواب کا مزا نہین رہتا۔ قاعدہ ہے کہ دن بہر کے سونے والے

کو نیند کا مزا شب مین نہین ملتا بلکہ نیند بہت مشکل سے آتی ہے تو یہ غافل دن بہر

سویا یعنی دنیا کی طرف بیدار رہا اور غیب کی طرف سے غافل اسلئے اسکا عکس

رات مین یہ ہونا چاہیئے کہ یہ سو جاے اور اوسکو غیب ہی کی طرف سے غفلت

ہو اور دنیا کی طرف بیدار رہے اس لئے دن بہی خالی گیا اور رات بہی بیکار گئی

دونو آیتون سے اوسکو ایک لفظ کا مطلب بہی نہ معلوم ہوا۔ روح اس بدن کے

لئے اس واسطے مقرر ہوئی ہے کہ دن کی محنت مبدل بہ راحت ہو پس یہ محنت

اگر بدن پر ہے قلب پر نہین تو قلب کو خواب غفلت سے کیا سروکار۔ اس مسئلہ کو

وہ سمجہے جسکے لئے زمین کا صحن وسیع اور آسمان کی سقف رفیع اور چاند سورج کی نورانی

شمعین بنائی گئی ہین اور جسکی مزاج پرسی کو نسیم سحری ہر سحر عرش سے اتر کر بجرام ناز و

ونکہت جان نواز آتی ہے از راقم حروف ؏

| یہ آمد کس کی ہے اور تجکو آئی اے صبا کیونکر | | بدن مین جان آجاتی ہے گویا تو نہین آتی |
|---|---|---|

بیداران شب اس سوچ نسیم کا مزا جانتے ہین اور بوے زلف یار اوس سے سونگہتے ہین

اور تمام رات اسی انتظار مین رہتے ہین ؎

| ازصبا پرس کہ مارا ہمہ شب تادم صبح | | بوئے زلف تو ہمہ مونس جان است کہ بود |
|---|---|---|

ان آنکھون نے اگر ساری عمر فقط درودیوار کو دیکھا تو کچھ نہ دیکھا - کیا یہ نورانی شمعین آسمان کی فانوس مین اس لئے روشن ہوئی ہین کہ ہم اوس مکان کے فقط درودیوار کو روز اُٹھکر دیکھ لیا کرین اور صاحبخانہ کی جستجو مین ہماری آنکھین مصروف نہون - ہمارے سید العارفین خواجہ میر درد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

| تجھی کو اگر جلوہ فرما نہ دیکھا | | برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا |
|---|---|---|

اور فرمایا رباعی

| | اے درد بہت کیا ہے دیکھا ہمنے | دیکھا تو عجب جہان کا لیکھا ہمنے |
|---|---|---|
| | جب آنکھ نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ | جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے |

اللھم اسقنا رحیقًا من کاس ھُوَ لاءِ الکرام الغرض جو کام کرجائے وہ ایک حرف کافی ہے اور جس طبیعت مین سوز و گداز نہو اُسکے لئے تمام آیتین آفاق کی بھی کافی نہین انفس کی آیتون سے اوسکو کیا تعلق - فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یومنون - الٰہی عاقبت کاتب و قاری و سامع کی بخیر کر اور جو گزران اس آواز کو سن لے وہ بھی محروم نجائے بحرمۃ سید المرسلین طہٰ و یٰسین والشمس والضحیٰ و نجوم الھدیٰ -

# تقریظ

## فاضل اجل عالم باعمل مسند آرائے شریعت و طریقت
## معدن جواہر عرفان مخزن اسرار عین العیان
## کریم الاخلاق عمیم الاشفاق عابد صالح زاہد متقی سخی
## متورع ذاکر شاغل جناب مولانا حافظ مولوی محمد
## انوار اللہ خان صاحب استاد حضرت صاحبزادہ ولیعہد
## حضور انور بندگان عالی مدظلہ العالی مادام الایام واللیالی
## ودامت برکاتہم

اِس کتاب کو مینے سنا اور نہایت مسرور و مستفید ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ خوش اسلوبی مضامین و دلچسپی عبارات مصنف عم فیوضہ کی نزاکت طبع اور لیاقت تامہ پر دلایل بینہ ہیں مگر جوشش طبع جسکا منشا نسبت حُبیہ ایمانیہ معلوم ہوتا ہے

عجیب اثر دکھا رہا ہے جس سے امید ہوتی ہے کہ جن قلوب کا حسن
ایمانی باطل نہوا ہو اون پر انشاء اللہ تعالے اوسکا اثر ضرور ہوگا۔
حق تعالے مصنف و اہم فہم کو اپنے مقاصدین فایز المرام اور اہل زمانہ کو
اس کتاب سے فیض یاب فرما دے فقط

# تقریظ و تنقید

فاضل علامہ عالم فہامہ حاوی فروع و اصول جامع منقول
و معقول حلال مشکلات مسائل شرعیہ غواص بحر غموص
و دقایق حکمیہ عالم باعمل شاعر شیوا بیان رطب اللسان
بقیۃ السلف والا دودمان علماے فرنگی محل لکھنو
مقبول بارگاہ الہ مولانا مولوی محمد افہام اللہ صاحب لکھنوی
اوصلہ اللہ الی متمناہٗ والی مدارج القرب رقاہ

| اے نام تو رونق زبانہا | حمد تو طراز داستانہا |
|---|---|

حمد باری بشر کا کیا مقدور جو ادا کر سکے اوصاف بامتناہی کی تعداد کیا ممکن ہے
ذات ادراک سے خارج ضرور ہے۔ علم اُسکا متعسر ہو یا متعذر جو کچھ تسلیم کیا جاے
وظیفہ حامد بقدر مادر وبہ الشرع الحمد للہ الخ۔ عمدہ مورُبہ سے جہلکہ بازپرس کے مقام
مین نجات کو کافی و وافی تصور کیا گیا ہے مگر وہ عالی حوصلہ جو انکشاف مرتبہ صفات و

سیر وجود مطلق مین مستغرق و مستہلک ہین وہ عجز کے مقر تو ضرور ہوتے ہین سلوک راہ مستقیم سے جو انکا جادہ ہے کب باز رہتے ہین اور اسی سیر سلوک مین حامدیت کے اعلیٰ مقام پر پہونچنا اگر امتناع مثل جناب رسول کریم صلوات اللہ علیہ وآلہ والتسلیم ثابت نہوتا ممکن تھا کہ ہر ذرہ و نقطہ تعین اوّل مرتبہ محمدیہ سے تشبث بقدر قابلیت و فیض امکان خاص ذات بحت سے وقوع مین آتا ہے اور یہ سب بواسطہ محبت و اتباع حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم نصیب ہوتا ہے ؎

| | |
|---|---|
| درین راہ جز مرد داعی نرفت | گم آن شد که دنبال راعی نرفت |

شعر

| | |
|---|---|
| دہد حق عشق احمد بندگان چیدۂ خود را | بخاصان شاہ می بخشد مئی نوشیدۂ خود را |

مگر مراتب تعینات مختلفہ متوارد ہین جب تک نسبت نہو ایک دوسرے سے اپنا حصہ رہتا ہے نہین سکتا چہ جائے ترقی اور یہ تکمیل ہم ذرہ خاک وہ نیر اعظم- ہم ظلمت بیحد وہ سراپا نور- ہم ذاتاً معدوم واصلاً مفقود - وہ موجود مصرعہ

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بساط قرب کجا و من خراب کجا + رہ وصال کجا و کجا من مہجور

وہ مہر درخشان کہان یہ ذرہ خاک + کہان یہ ظلمت بیحد کہان وہ عالم نور - ؎

| | |
|---|---|
| کلیکہ چرخ برین طور اوست | ہمہ نور ہا پرتو نور اوست |

یہ اور اس سے بڑھکر جہانتک الفاظ ترقی و تعلی کے ملین مرتبہ تعبیر ہے وہ عین معبر

توکہین نہین ہوتا مگر معبر بلحاظ معنویۃ اس سے سمجھا جاتا ہے - ہمارے معلی القاب اللّٰھم صل علے محمد و علی الہٖ واصحابہ اجمعین کی حقیقۃ و قرب قضا رمحبوبیت جو منشا ہمارے انتزاع و اختراع کا ہے دونون ایسے عالی عن الادراک ہین کہ مُعبّر و تعبیر کو وہانتک رسائی ہو تو کیونکر ہو

محمد ہے بنی ممدوح ذات کبریائی کا
گر ون گرمدح اوسکی مین تو دعوی ہو خدائی کا

جان نثار بدو فطرت سے مجبور و مجبول الفت و انس ہین - اور یہ محال ہے کہ جب تک کہ خودی ہے ہر صغیر و کبیر پر ظاہر و باہر ہے کہ مکون اپنی کینونیۃ کے بعد بسبب اشیار کا عالم ہوتا ہے اور تمام علوم زوال ہو جائے مگر اپنی ہستی صفحہ خاطر سے نہین مٹتی اور اسپنے وجود کو فنا بھی کر دیجیئے تو موجود مطلق اور اوسکے تعینات سے فانی محض کو کیا نسبت یہ ضدین بلکہ نقیضین ہین - عجب مشکل ہے کہ ہستی ہی تو معشوق کی اوسکی تمنا مین مرمٹی وہ اور دور ہو گیا ہو

بیا فتادم و گفتم نیاز این قدر ست
سر کشید و بگفتا کہ ناز این قدر ست

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

فنا ئے محض و ہستی موہوم دونون بیکار ہین - ہان وہ فنا کہ مرتبہ ماہیت مین ہر مقید کو مفہوم مطلق کے روبرو ہے یا علے العکس ہر مصدر کو اپنی مشتقات مین اول انس و نسیان کا شعبہ بلکہ ابتدا و ثانی جذبات محبوب کی تجلی اور اوسکا فیض لا انتہا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ہو

| نتوان رہ بسوئے او بردن بخو | شر عاشق ست در طلب حرفت |
|---|---|

جذبات لاہوتیہ مرتبہ ناسوت سے تعلق نہین رکھتے اوسکا بیان محض طریق عرفان کو مفید ہے سلوک انس نسیان ہین منحصر۔ بلکہ غور کیا جاسے تو ثانی یعنی نسیان راہبر اور انس عین خبر فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ ذَالِكَ یُؤْمِنُوْن اِس لحاظ سے کہ مبادی وصول وایصال انہین دونون مین منحصر ہین میرے لایق دوست جوش محبت سے بہرے دریاے تعشق مین ڈوبے ہوئے خیال منصوری سر مین ذوق وشوق خاطر مودت اثر مین علوم علما ربانی کا اونکا سینہ گنجینہ لمعات نور حضور باطن کا دل آئینہ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب مہاجر سلمہ اللہ تعالے ورقاہ اعلے مدارج الکمال والجمال والجلال نے ایک رسالہ مدون فرمایا انس ونسیان کا معرکہ میدان محبت مین دکہایا۔ این کار از تو آید ومردان چنین کنند ؎

| آتش است این بانگ نای ونیست باد | ہر کہ این آتش ندارد نیست باد |
|---|---|

خاتمہ مین اخلاق محمدی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام وعلی آلہ الکرام واصحابہ العظام کا ذکر ہے کہ یہ طریق قویم کا وسیلہ وذریعہ ہین گویا ارشاد مرشد ذکر وفکر دونون دست وگریبان ہین۔ واہ کیا خوبی فکر وکیا لطف ذکر ہے افسوس یہ ہے کہ اس زمانہ مین فیصدی ایک بہی اوسکا سمجہنے والا نہین سمجہنے والا ورکنار جسکی کانون تک ایسی صدا پہونچی ہو وہ کون ہے اور کہان ہے نہ ہے ہمت مردانہ کہ ایسے وقت

شمع ہدایت کی روشنی میں گم کردگان راہ کا صراط مستقیم پر آنا یہ آپ ہی کا کام
ہے جزاک اللہ فی الدارین خیرا و اللہ متم نورہ و لو کرہ
الکافرون و تلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون -
هذا ما قاله بفمه و کتبه بقلمه العبد الضعیف قلیل البضاعة محمد بن
المدعو بانعام اللہ اللکھنوی الفرنگی محلی وطنا الانصاری
نسبا الحنفی مذهبا القادری مشربا ابن جامع العلم و العمل قامع
الخطل و الزلل مولانا المولوی محمد انعام اللہ لا زال مغبوطا بانعام
اللہ ابن قدوة المتاخرین زبدة المتقدمین البحر الذاخر السحاب
الماطر مولانا المولوی ولی اللہ ادخله فی دار النعیم و بواه

## تقریظ

حبر جلیل فاضل نبیل سالک مقصد موحد متحد مدرک شوارق شہود عارج شواہق وجود ماہر حقائق ہبوط الانسان ودقائق صعوده مصداق الصوفی الذی لا یوجد بعد عدمه ولا یعدم بعد وجوده فانی فی اللہ باقی باللہ صاحب دم صافی وقدم راقی خضر ہدام رخدا شاہ باقی خلیفہ حضرت پیر روشن ضمیر فرد الافراد وتد الاوتاد وقطب حق المنقطع بلون المطلق جناب سید احمد شاہ صاحب قبلہ صبغۃ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ مالا انتناہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ کلام ذوی الفضل والکمال الحمد للہ المعزیز عزوجل است کہ لسان انسان را باعزاز نطق فصیح نواختہ وفاتحہ سخن مقربان حضرت لایزال نعمت معزز ترین

انبیای مرسل است کہ منطوق وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی نطق وحی ترجمانش را برلب تفسیر و بیان مبین ساختہ و درود و سلام ازکی و برآل اطہار و اصحاب کبار او۔ و رحمت و رضوان اصفی بر اہل بیت و مہاجرین و انصار او من الباقی العلام الی بقاء الازمنۃ والایام ۔

| آمد آن ساعت کہ بکشایم زبان خامہ را | | بر کنم از گوہر اسرار جیب نامہ را |
|---|---|---|

پیدا است کہ چون حرف کاف از کلک قدرت صحیفہ نگار وجود کائنات بر صفحہ شہود حسن پیوستگی با نون دریافت ۔ از گنجینہ سخن چندین ہزار جواہر مختلف الانواع مضامین ارجمند بگرم بازاری نظم و نثر شتافت ۔ و این فیضان مفیض علی الاطلاق است بر عالم انفس و آفاق بتوسط اسمای متعالی جاری و ظہور آنہا با مسمی در مظاہر دمجالی بالتواتر والتوالی ساری ۔ ہر اسمی حکمی و اثرے وابستہ و بروز سلطنت ہر یکے باقتضار نوبت آن پیوستہ ہرگاہ اسم متکلم باظہار کمال خود پرداختہ و مے پردازد زبان قلم و قلم زبان نکات آموزان حقیقۃ را بہ رتبہ مظہریت نواختہ و مے نوازد بارک اللہ مصداق این مذاق صدق انطباق تصنیف واجب التوصیف کتاب الانسان است متضمن بحث انس و نسیان باربط ہمدیگر در وجود انسان گویا این دو جوہر متضاد بیک محل قرار گرفتہ و بر مثال دو قوس وجوب و امکان بیک دایرہ وجود اتصال پذیرفتہ ۔ یا دو تجلی فنا و بقا ہستی سالک بیک دفعہ متجلی و منور

با هر دو مرتبه قرب فرایض و نوافل بحالی و عینی حاصل نموده یک وقت مشهور و مصور بلکه این
مجموعه را آن جوهر بیانوان دانست که اشکال مراتب حدوث و قدم ازو پدیدار
و صور غوامض علوم و حکم بدو نمودار محتوی به آیات بینات و منطوی بکلمات طیبات
منتخب صحایف غیبی و مطلع لمعات لاریبی پرتو علم ربانی لوح محفوظ ثانی مرده
دردنان را نفس مسیحا و تیره بطونان را پنجه ید بیضا قدسیان را قابل اوراد
و وظایف و مراقبان را مقام کشف لطایف سواد توشش سویداے قلوب
احرار بیاض سطورش ضیاے صدور ابرار هر لفظش در توضیح حقایق کونیات
و آلهیات مدلل و محکم - و هر جمله اش در تصریح دقایق کلیات و جزئیات مسجل و مسلم
از هر نقطه معنی وحدت ذات عیان و از حرف صورت کثرت صفات نمایان
بینا چشمے که نظر حق بین بمطالعه مسطوره آن کشاید و دانا دلے که بفکر صحیح و سلیم
ادراک مطالب آن نماید - جمیع سرایر مستطاب را احسن المآب است و تمامی
کتب اولوالالباب را فذالکة الحساب و غایت مافی الباب مصنفش العظم
الله - اسم با مسمی عزیز الوجود سلمه الله العزیز الودود - نظم

| | |
|---|---|
| چون ذات خود بعلم و فضل امتیاز | چون نام خود عزیز اهل اعزاز |
| خدایش در عزیزی عبد خود ساخت | محمد سایه بر فرق وے انداخت |
| فضیلم بهر صراحت تو گریز است | محمد بر سر عبد العزیز است |
| لقب او را جهر در قبایل | خطاب او را عزیز در فضائل |

چنان واگرد رمز انس و نسیان — شود انسان کامل واقف آن

خلیل کعبهٔ کشف و شهود است — کلیم طور انوار وجود است

وجودش نقطهٔ پرکار ایقان — حریم اعتکافش قرب یزدان

بطبع او تموج ناز دارد — دلش روح الامین همراز دارد

صریر از خامهٔ او میزند جوش — چو صوفی کن صدائے سرمدی گوش

بمعنی آفرینی نیست ثانی — توانش خواند خلاق المعانی

نهد دست کسے بر حرفش انگشت — برون آید بحرف سینه از پشت

کلامش محو ساز هر شک و ریب — همه از ملهم غیب است بے عیب

شنیدش هر کسے بر داشت ناگاه — صدائے لوحش الله لوحش الله

اگرچه این تدوین اعجاز تمکین بلحاظ قریب الفهمی مستعدان سهولت قرین زبان خامه را بحرف اردو کشاده بلا تصنع و مبالغه داد بلاغت و متانت بجم داده از فصاحت الفاظ و عبارت گره کشائے السن الکن - و از سلاست مفهوم و اشارات محو ساز وهم و ظن قال صحیحش عین حال اوست و معارف و مقاصد کتاب الانسان ناطق بدو - که اصحاب ذوقِ مشرب را بعروج مراتب انس و محبت با حق میرساند و ارباب صدق و طلب را به نهایت مدارج نسیان و غیبت از خود و ماسوا واصل گرداند هم اهل شرع و کلام را بدان اعتراف و تصدیق و هم حکما و صوفیه کرام از ان انکشاف و تحقیق - به تقریظ این تصنیف جز بل دعوے لب کشائی بطبق محالات

فرضیه همه باطل وبه تاریخ این مصنف بعید ملزعم قلم نرسائی بوفق هفوات واهیه فاسده باطل نظم

| | |
|---|---|
| زبان کوتاه بحرفی واتوان کرد | برمدحت سرایان جاتوان کرد |
| نمیدانم ره وصفش سپردن | بمنزل پای لنگ خویش بردن |
| بلند این نخل ودست فکر کوتاه | ثمرچین تنگ دامن حاش لله |
| کنون باقی ازان گردان عنان را | بده رنگ وگر کلک وزبان را |
| بدین مصرعه دعابنماے ویرا | جزاک الله فی الدارین خیرا |
| اگرتاریخ این قدسی مقاله | کنی بر فکر پردازی حواله |
| بریده فرق فرانکار مخالف | شنو مرغوب اہل دل زہاتف |
| | ۱۳۱۷ھ |

## قطعه

| | |
|---|---|
| ز غیب العمر تیرہ مہاجر لقب | مرتب شد این نسخه دلپذیر |
| شنو از لب باقی بہره یاب | سن اختتامش عدیم النظیر |
| | ۱۳۱۷ھ |

صلی الله علیه و آله و اصحابه و سلم از حدیث شریعت بیرون و از وصلهٔ تعلق انسانیت
او نیست ۵

| | |
|---|---|
| محمد عربی کآبروی هر دو سراست | کسیکه خاک درش نیست خاک بر سر او |

اما بعد درین زمان مسرت توامان کتاب لاجواب هادی راه صدق و صواب
بدرقهٔ مسلک سالکان المسمی به کتاب الانسان تصنیف منیف مولوی محمد
عبدالعزیز صاحب مهاجر شریف وار علاقهٔ بال ضلع گلبرگه شریف ادام ظله
علی رؤس المشتاقین والتابعین است از بحر سینهٔ حق گنجینهٔ جناب
ممدوح چون دُرر غُرر بالنظم و نثر سلک انتظام و اختتام گرفته - الحق کتابے است
معدن حقایق صوری و معنوی و مخزن دقایق سفلی و علوی که رهروان طریق شریعت
را رهنمائیست چون مرشد حقانی و سالکان جادهٔ طریقت را دستاویزی
ست بوصول قرب یزدانی و یا حبل المتین است که طالبان حق و همادقان برحق
را وسیلهٔ جمیله است از آن بعروج مراتب تا نزهتگاه شهود ربانی رساند اگر آن را گنج
اسرار علم و عرفان بگویم سزا است و اگر خزینهٔ جواهر زواهر سخندانان نامم همی
بجا است بحمد الله تعالی که جناب مصنف سلمه الله الهادی بعرق ریزی شبانه روز
آن مجموعهٔ حقایق را بدستیاری توفیق الهی و یاوری فیض قدسی به انجام و اتمام رسانیدند
و از زبان حال نه از زبان قال برین بیت شاعری مترنم گردیدند ۵

| | |
|---|---|
| در سخن پنهان شدم مانند بو در برگ گل | هر که دارد میل دیدن در سخن بیند مرا |

پس ہر گاہ نظر بر جمال با کمال آن لیلائے حجلہ نشین معارف و اسرار را فند مجنون وار عاشق دلشیدا اگر دد و ہر کدام کہ بچشم ارادت حسن مضامین دل نشین وگل رخسار ہائے مطالب شعر رنگینش مشاہدہ کند بلسان فرہاد والہ و شیفتہ شود

| چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار | | متجلی است از در و دیوار |
|---|---|---|

فلہذا من عاصی ہیچمدان را کہ از ممدوح الیہ ارادت و محبت قدیمی و رابطہ مؤالفت و موافقت دلی بدرجہ است کہ گویا یک قالب و دو جان دریک بادام دو مغز توامان پس در خاطر داعیہ این معنی پیدا آمدہ کہ باوصف عدم لیاقت و ناقابلیت خود تقریظے ہیچمدان کہ در خریدان حضرت یوسف علی نبیا و علیہ الصلوٰۃ والسلام شرکت عجوزہ بارشتہ بافیدہ بحیطۂ تحریر در آرم و قطعۂ تاریخ منظوم نیز شاملش کنم تا ازین تدبیر و حیلہ خود را در منتسبان آن برگزیدۂ حضرت سبحان داخل نمودہ خدمتے ادا کردہ باشم و ہو ہذا

ہو العلیم

| المنۃ للہ تعالےٰ و تقدس | | از علم خود ش کرد عطا علم بانسان |
|---|---|---|
| تعلیم الٰہی نشدی لب کہ کشودی | | پس علم الانسان گواہ است ز قرآن |
| چون آدم خاکی ز حق آموختہ علمے | | در جملہ ملایک علم افراخت بکیوان |
| گر خاتم این علم بہ انگشت در آید | | البتہ شود پادشہ ملک سلیمان |
| مقصد جز ازین نیست کہ در وصف کتابی | | از بحر طبیعت بہ لب آرم در و مرجان |

کان طالبِ مولاے جهان عبد عزیز است ‌ ‌ ‌ ‌ روشن دلش از علم چو خورشید درخشان

نامی و گرامی و ملقب به مهاجر ‌ ‌ ‌ ‌ دانا دل و معروف به علامهٔ دوران

انوار شناسائی حق چون ید بیضا ‌ ‌ ‌ ‌ در سینه نهان وان بکف موسی عمران

چون داد سخن داد به تصنیف کتابی ‌ ‌ ‌ ‌ علمی که رساند به در قربت یزدان

شایان است اگر علم لدن فاش بگویم ‌ ‌ ‌ ‌ بی صد صفا طبع شد از حضرت سبحان

بیواسطه از حق چو بطبعش شده القا ‌ ‌ ‌ ‌ فیضی بگرفتند از ان جمله عزیزان

اعجاز مسیحا است به انداز کلامش ‌ ‌ ‌ ‌ هر مرده دلی زندهٔ جاوید شود زان

مشهور مثل هست که اسمی چو مسمی ‌ ‌ ‌ ‌ شک نیست شود عامل او اکمل انسان

یا رب بعنایات قدیم تو امید است ‌ ‌ ‌ ‌ مطبوع جهانش بکنی تا دم دوران

در هر دو جهان در صلهاش خیر جزا ده ‌ ‌ ‌ ‌ مسعود به اولاد کن از رحمت و احسان

چون ختم شد آن جان حقایق بلطافت ‌ ‌ ‌ ‌ از بهر سنش گشت علی سر بگریبان

این مصرعه تاریخ شد القا بدل او ‌ ‌ ‌ ‌ زیبا شده نامش بکتاب انسان

١٣١٧ هـ

## وله

مولوی عبد العزیز ذی فضل ‌ ‌ ‌ ‌ هست غواص بحار عرفان

از ره شفقت و هم لطف عمیم ‌ ‌ ‌ ‌ بهر تنویر قلوب انسان

کرد تصنیف کتابی مختصر ‌ ‌ ‌ ‌ متوافق بحدیث و قرآن

لفظ لفظش سوی حق راه‌نما | معنی معنیش مطلوب رسان

عشق حق راست چو اصطرلاب | موجد عشق بگویم شایان

دُرِ گنجینهٔ اسرار قدم | برجِ اوجِ فلکِ سرِّ نهان

بحر سان گرچه خموش است مگر | شورِ معنی بفلک موج زنان

گنج اسرار خدا دانی ها | زیورِ گوشِ عروسِ عرفان

شمع ایمان بره ظلمت کفر | سرمهٔ نور بچشمِ کوران

هستی مهر ز مهر است دلیل | وصف آن زا زبیانش برهان

جهل را ضد قدیم است بعلم | صلح کرد است میان ایشان

جهل را علم کند تاثیرش | عام را خاص کند دست کشان

جهل مانند شبی علم چو روز | گرد مه صبح شود شب پنهان

همه راین بحث نه پرسید دلم | علم را گرچه بود دقعت و شان

جهل از دل چو رود علم کجا | کردم ایما بکتاب انسان

هم سن ختم بقطع ول جهل | گفته شد هذا کتاب الانسان

۱۳۱۷ھ

## قطعہ تاریخ از نتائج افکار شاعر شیرین بیان رطب اللسان نازک خیال عدیم المثال باعلم و فضل مولوی محمد مظہر الدین صاحب المتخلص بہ معلی

دلا عبد العزیز خوش بیان نے
رقم کی جب کتاب تحقیق عرفان

معلیٰ نے لکھی تاریخ اوسکی
عجب نادر لکھی تعریف انسان

۱۳۱۷ھ

# تقریظ یکہ تاز

## میدان حقایق و معارف شہسوار عرصۂ اخلاق و عواطف

## سخن سنج و سخن گو جناب مولوی حکیم یعقوب حسین صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

| | محمد حامد حمد خدا بس | خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس |
|---|---|---|

سُبحانک لاعِلمَ لنا اِلّا ما علّمتنا اِنّک اَنتَ العلیم الحکیم

عزیز عزیز العزیز - مینے بہ تقاضائے منطوق لازم الوثوق اِنّ اللہ خلق آدم علی صورتہ آپکے (الانسان) کی بڑے ذوق و شوق سے دید کی ظاہر و باطن کا اوسکے اول سے آخر تک بجمع خاطر و امعان نظر کامل مشاہدہ و معائنہ کیا - فصاحت و بلاغت سلاست و متانت اوسکے چار عنصر نقطہ نقطہ نکتہ نکتہ حلاوت و نزاکت سے پر - عجیب و غریب ڈھنگ ہے - نیا اور نرالا رنگ ہے - طرفہ تر اوسکا پیرایہ ہے شافی و نادر سرمایہ ہے اسرار شریعت و طریقت رموز حقیقت و معرفت کا مظہر جامع آثار انوار مکاشفہ و مشاہدہ - احکام تجلیات معائنہ و مغائنہ لوح جبین سے اوسکے لامع - سالکان مسلک تعرج کے لئے معارج رہروان جادۂ طلب کا روشن سراج جواہر الحقایق کا معدن نفحات الانس کا گلشن فی نفس الامر چراغ ہدایت ہے فی الواقع

کحل الجواہر ارباب بصیرت باین محامد ومحاسن می باید شنید و می باید دید ہے
الانسان سری وانا سرہ کا راز سربستہ سربسر کہہ دیا۔عقدہ مالاینحل نسیان کا
جو سبھون نے بھول بیٹھا تھا بشری مو شگافی سے مومو حل کر دیا۔نہین نہین عقدہ
کشائی کیسی اور انکشاف کا کیا ذکر۔مشکل کشائی ہے۔کیون نہو مشکل سا
مشکل کشا اوسکے مظہر کا پیر دمشکل کشا ہے جسنے اوسکو دیکھا ساتھہ ہی انس
الہی پیدا ہونے کے ماسوا ماسوا اللہ سے نسیان پیدا ہوا۔جام جہان نما کیا بات
ہے یون کہیے کہ آئینہ خدا نما عاشقون کی جان کا گہات ہے کیفیت ظہور کی جانب
اِس لطف کیفیت سے مشیر ہے کہ گویا عارفون کی سچی اور صحیح وید ہے اور محبوبیہ تنزلات
سینہ کا بیان محمود ایسے احسن وجوہ سے گرگزرا کہ بے شش و پنج حضرات
خمسہ بھی آئینہ علم مین رونما ہوئے۔بوالعجب مجسم باخلاق منتخب مجموعہ آفاق ہے
کہ علم اخلاق کی بھی اوس اچھائی سے توضیح وتلویح کروی کہ مطبوع طبیع اہل ظاہر
و باطن ہوگیا۔تخلقوا باخلاق اللہ و تصفوا بصفات اللہ کی طرف اِس
حکمت کے ساتھہ توجہ دلائی ہے کہ سبحان انک لعلی خلق عظیم کیمیائے
سعادت وزاد لآخرت سمجہین تو سزاوار بجا مصراع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

اب بے ہیچمدان ہیچمرز بلکہ بے ہیچ بفحوائے مالا یدرک کلہ ولا یترک کلہ
از ہزار یکے واز بسیار اندکے صفحہ شہود پہ مرتسم کرکے بالآخر چارہ کار سوائے مفہوم

اس مصرع کے مصرعہ خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست ✽
نہ پایا تو ہاتھ دعا کے پھیلا سے بیٹھا ہے کہ موجود مطلق وقادر برحق تقدّس صفاتہٗ
عزلتساطتہ ترقیم الاقلام و تنزہ ذاتہ عن ادراک دوی الافہام
اوس حق گو وحق شناس وحق پرست وحق طلب انسان کو جسنے اس آرائش
و پیرایش کے ساتھ الانسان کا جمال باکمال مظہر لایزال جلّ عن الشبہ والمثال
بتایا و بیدار بے نگریستن دیافت سبے جستن سے کے مقام ارفع و اعلے میں واصل فرماوے
انہ قریب مجیب و بالاجابۃ جدیر۔

## قطعہ تاریخ

| | |
|---|---|
| الانسان رقم زد چو عبد العزیز | عدیم العدیل و عدیم المثال |
| ز قلبم ندا آمد از روے حیرت | کہ گلدستۂ معرفت ہست سال |

# غلط نامہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| | ۴ | یعلوا | یعلو |
| | ۲ | عن | من |
| ״ | ۳ | نطغہ | نطفہ |
| ״ | ۵ | فسونجی | سے بجنے |
| ״ | ۹ | علی | اسلے |
| ״ | ۱۰ | ومشاہدت | واکرمنا بمشاہدۃ |
| ״ | ۱۱ | لاحسان | الاحسان |
| ״ | ۱۶ | مہاجر | المهاجر |
| ۷ | ۲ | ذی علم | ہر ذی علم |
| ״ | ۴ | جدید | جدید جدید |
| ۸ | ۳ | کریا | کریان |
| ۹ | ۵ | ونچی | اونچی |
| ״ | ۹ | اسْتَنْدُفت | اُسْتُنْدِفَت |
| ۱۲ | ۱۱ | ذومَعنین | ذومَعْنَیَیْن |
| ۱۱ | ۱۶ | ״ | ״ |
| ۱۹ | ۳ | مشیب | مشاب |
| ״ | ۶ | سے | نے |
| ۲۲ | ۹ | سے | فی |
| ۳۰ | ۱۴ | فَمَن | فَمَنَ |
| ״ | ״ | آلحَشَتْ | آلرِحَتْ |
| ۳۴ | ۷ | قُبسے | تَہِسے |
| ״ | ۱۳ | بشکارسے | بشکار |
| ۳۶ | ۹ | ل | دل |
| ۳۷ | ۶ | مسائلی | سائیلے |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۸ | ۷ | پرر | بپہرو |
| ۳۹ | ۱ | را | یار |
| ״ | ۱۷ | بنا | بینا |
| ۴۰ | ۸ | بہ | بہا |
| ״ | ۱۲ | تجلی | تَجَلّی |
| ۴۳ | ۱ | مامت | امامت |
| ״ | ۱۳ | خلائف | خلفاء |
| ۴۴ | ۷ | منہ | ہ |
| ۴۵ | ۲ | لان | ان |
| ۵۱ | ۴ | سچلتے | چلتے |
| ۵۵ | ۷ | حیثیت | حیف |
| ۵۶ | ۱۲ | ״ | ״ |
| ۵۷ | ۲ | ״ | ״ |
| ۵۸ | ״ | شیٔ | شیئاً |
| ۶۳ | ۷ | و | تو |
| ۶۶ | ۱۷ | پہلے | پرپہلے |
| ۷۴ | ۱۴ | گوری | گودی |
| ۷۶ | ۹ | غربی | خوسپ |
| ״ | ۱۱ | قفسی وما | قفسی ما |
| ״ | ״ | مست دیوانہ | مست ودیوانہ |
| ۷۷ | ۱۲ | درخونوت | درخشون |
| ۸۰ | ۱۰ | دار | دراز |
| ۸۲ | ۵ | اعیار | عیار |
| ״ | ۱۱ | ہرمشکین | مشکین |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۴ | ۱۷ | جاویدانی | جاودانی | ۱۲۱ | ۷ | الا | الا این |
| ۸۸ | ۱۶ | مصرعہ | مصرعہ | ۱۲۲ | ۸ | آپ | آپ سے |
| ۸۹ | ۲ | بولہوس | بوالہوس | ۱۲۳ | ۴ | باتیلک | یاتیلک |
| ۹۴ | ۸ | ور | اور | ۱۲۴ | ۴ | علی | فی |
| ۱۰۴ | ۸ | یعنی خوسعادت کرنیکی | یعنی خوسعادت کرنیکی اختیار کر | ۱۲۹ | ۱۷ | الاسکام | الازلام |
| " | ۵ | یعنی خصلت بڑی نیکی ہے | نیکی حسن خلق ہے | " | " | فاجتنبوۃ | فاجتنبوہ |
| ۱۰۵ | ۵ | کے | کی | ۱۳۱ | ۲ | علی | فی |
| " | ۱۱ | علوم | عدم | ۱۳۲ | ۱۳ | اعتبار | امتیاز |
| ۱۰۶ | ۱۵ | مثل | مثیل | " | ۹ | سشروبًا | مشروبًا |
| ۱۰۷ | ۸ | از | ازو | ۱۳۵ | ۱۴ | رفت | زفت |
| ۱۱۲ | ۱۷ | اس | اسکا | ۱۳۶ | ۱ | علی | فی |
| ۱۱۳ | ۱ | استدلات | استدلالات | ۱۳۷ | ۴ | حسنہ | حسنہ کو |
| " | ۱۰ | علی | فی | ۱۳۸ | ۹ | واللہ | اللہ |
| ۱۱۴ | ۵ | اومیتم | اومیتھم | " | ۷ | افتم | انتم |
| " | ۶ | کے | سے ہیں | " | ۲ | کسب | کسب و |
| ۱۱۵ | ۱۲ | داعی | راعی | " | ۷ | بڑہاپے | بڑہاپے |
| ۱۱۶ | ۷ | تخلقوا باخلاق | تخلقوا باخلاق اللہ | ۱۳۹ | ۹ | علمی | عملی |
| " | ۵ | ہمارے | ہمارے حضور | " | ۱۳ | " | " |
| ۱۱۸ | ۲ | وحیًا | وحیًّ | ۱۴۱ | ۱۴ | بس | پس |
| " | ۷ | رہی | گئی | ۱۴۲ | ۷ | بتانا | بتانا |
| ۱۱۹ | ۴ | علی | فی | " | ۱۱ | خرق | خرق و |
| " | ۶ | سے | سے | " | ۱۲ | بشیر | بشر |
| " | ۱۱ | علی | فی | ۱۴۳ | ۱۷ | عقل اور | عقل |
| ۱۲۰ | ۱۵ | باقی | باقی رہتی | ۱۴۴ | ۹ | ہیں | رہیں |
| ۱۲۱ | ۲ | شفیانہ | شفیقانہ | ۱۵۰ | ۴ | ماخلق العقل | ماخلق اللہ العقل |

# غلط نامہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۴ | یعلوا | یعلو | ۳۸ | ۷ | پیرو | بپیرو |
| ۶ | ۲ | عن | من | ۳۹ | ۱ | را | یار |
| " | ۳ | نطفہ | نطفۃ | " | ۱۷ | ببنا | بینا |
| " | ۵ | فنوبخی | سبحنے | ۴۰ | ۸ | ہ | بہا |
| " | ۹ | علی | اسلے | " | ۱۲ | تجلی | تجلّی |
| " | ۱۰ | وشاہدست | واکرمنا بمشاہدہ | ۴۳ | ۱ | مامت | امامت |
| " | ۱۱ | لاحسان | الاحسان | " | ۱۳ | خلائف | غلغلہ |
| " | ۱۶ | مہاجر | المہاجر | ۴۴ | ۶ | مشہ | ہ |
| " | ۲ | ذی علم | ہر ذی علم | ۴۵ | ۶ | لان | ان |
| " | ۶ | جدید | جدید جدید | ۵۱ | ۴ | سے چلتے | جیتے |
| ۸ | ۳ | کریا | کریان | ۵۵ | ۷ | حیثیت | حیف |
| ۹ | ۵ | ونچی | اونچی | ۵۶ | ۱۳ | " | " |
| " | ۹ | استشہرت | اَستہدیتَ | ۵۷ | ۶ | " | " |
| ۱۰ | ۱۱ | ذو معنین | ذو معنیین | ۵۸ | " | شیئ | شیئاً |
| ۱۱ | ۱۶ | " | " | ۶۳ | ۲ | و | تو |
| ۱۹ | ۳ | مشیب | شباب | ۶۶ | ۱۷ | پہلے | پہیلے |
| " | ۶ | سے | نے | ۷۴ | ۱۷ | گوری | گودی |
| ۲۲ | ۹ | سے | فی | ۷۶ | ۹ | خوبی | خوب |
| ۲۳ | ۱۴ | فَمِنْ | فَمَنْ | " | ۱۱ | قفسی دما | قفسی ما |
| " | " | [illegible] | [illegible] | " | " | مست دیوانہ | مست و دیوانہ |
| ۳۴ | ۶ | [illegible] | [illegible] | ۷۷ | ۱۲ | درخوتوت | درختون |
| " | ۱۳ | بشکارے | بشکار | ۸۰ | ۱۰ | دار | دراز |
| ۳۶ | ۵ | لب | دل | ۸۲ | ۵ | اعیار | عیار |
| ۳۷ | ۶ | مسائلی | سائیلے | " | ۱۱ | ہر مشکین | مشکین |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۴ | ۱۷ | جاوید انی | جاودانی | ۱۲۱ | ۷ | ۲۱ | الآیت |
| ۸۸ | ۱۶ | مصریہ | مصرعہ | ۱۲۲ | ۸ | آپ | آپ کے |
| ۸۹ | ۶ | بولہوس | بوالہوس | ۱۲۳ | ۴ | باتیلک | یاتیلک |
| ۹۲ | ۸ | در | اور | ۱۲۴ | ۴ | علی | فی |
| ۱۰۴ | ۸ | یعنی خوسعات کرنیکی | یعنی خوبصورت کرنیکی بغایتہ | ۱۲۹ | ۱۷ | الاستکام | الاسلام |
| " | ۵ | یعنی خصلت بڑی نیکی | نیکی حسن خلق سے بند | " | " | فاجتنبوۃ | فاجتنبوہ |
| ۱۰۵ | ۵ | کے | کی | ۱۳۱ | ۹ | علی | فی |
| " | ۱۱ | علوم | عدم | ۱۳۲ | ۱۳ | اعتیاد | امتیاز |
| ۱۰۶ | ۱۵ | مثل | مشتمل | " | ۹ | ستمرویا | مشہرویا |
| ۱۰۷ | ۸ | اثر | ازو | ۱۳۵ | ۱۳ | رفت | زفت |
| ۱۱۲ | ۱۷ | اس | اسکا | ۱۳۶ | ۱ | علی | فی |
| ۱۱۳ | ۱ | استدلات | استدلالات | ۱۳۷ | ۴ | حسنہ | حسنہ کو |
| " | ۱۰ | علی | فی | ۱۳۸ | ۹ | واللہ | اللہ |
| ۱۱۴ | ۵ | اومیتم | اوتیتم | " | " | افتم | انتم |
| " | ۶ | سے | سے ہیں | " | ۶ | کسب | کسب و |
| ۱۱۵ | ۱۶ | داعی | راعی | " | ۷ | بڑہاپے | بڑہاپے |
| ۱۱۶ | ۷ | تخلقوا باخلاق | تخلقوا باخلاق اللہ | ۱۳۹ | ۹ | علمی | عملی |
| " | ۵ | ہمارے | ہمارے حضور | " | ۱۴ | " | " |
| ۱۱۷ | ۲ | وحشی | وحشی | ۱۴۱ | ۱۴ | بس | پس |
| " | ۷ | رہی | گئی | ۱۴۲ | ۷ | نبانا | بتانا |
| ۱۱۹ | ۴ | علی | فی | " | ۱۱ | خرق | خرق و |
| " | ۶ | سے | سے | " | ۱۶ | بشیر | بشر |
| " | ۱۱ | علی | فی | ۱۴۳ | ۱۷ | عقل اور | عقل |
| ۱۲۰ | ۱۵ | باقی | باقی رہتی | ۱۴۴ | ۹ | مین | ہین |
| ۱۲۱ | ۶ | شفیانہ | شفیقانہ | ۱۵۰ | ۴ | ماخلق العقا | ماخلق اللہ العقل |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱۵۰ | ۴ | ماخاق العلم | ماخلق اللّٰہ العلم |
| ۱۵۲ | ۳ | بافاعنہ | افاعنہ |
| 〃 | ۸ | لغرض | الغرض |
| ۱۵۵ | ۶ | القوا | اتقوا |
| ۱۵۶ | ۱۵ | دبین | دین |
| ۱۵۷ | ۵ | وشناس | وستاس |
| 〃 | ۱۶ | میتواسلتے | میتوانی |
| ۱۶۰ | ۱۷ | تواب | ثواب |
| ۱۶۱ | ۶ | گر | مگر |
| ۱۶۳ | ۱۲ | محقق | مخفی |
| ۱۶۳ | ۱۱ | ثم | ثم |
| 〃 | ۱۳ | حشراور | حشر |
| 〃 | 〃 | بدن | اوربدن |
| 〃 | ۱۷ | انانی | انسان |
| ۱۶۴ | ۲ | وجود | وجوب |
| 〃 | ۱۴ | بلیقین | بالیقین |
| ۱۶۵ | ۲ | مادی | مادّی |
| 〃 | ۳ | کرسکے | کرسکے |
| 〃 | 〃 | مادہ | البتہ |
| 〃 | ۶ | اکامر | اکابر |
| 〃 | ۱۱ | مطروبات | مشروبات |
| 〃 | 〃 | نظرہیگی | نظر نہ رہیگی |
| 〃 | ۱۲ | ہماری | ہماری روح |
| ۱۶۶ | ۵ | کا | کے |
| 〃 | ۶ | کالمبداء | کا مبداء |
| ۱۶۶ | ۱۷ | تقید | تقفیہ سے کے |
| ۱۶۷ | ۲ | بالغیب | بالغیب سے |
| 〃 | ۱۱ | ذوق | وزاق |
| ۱۶۸ | ۳ | اسی | اسس |
| 〃 | ۵ | تہاثر | متاثر |
| 〃 | ۱۰ | ستم | مستتم |
| 〃 | ۱۴ | دکھے | دیکھئے |
| ۱۶۹ | ۱۰ | تولین | تو تین |
| ۱۷۰ | ۱۴ | وجون | کیا |
| ۱۷۲ | ۵ | متحق | مستحق |
| 〃 | ۱۰ | خالصیت | خالقیت |
| ۱۷۳ | ۹ | مقولات | معقولات |
| ۱۷۴ | ۱۲ | مشاہر | مشاہدہ |
| ۱۷۵ | ۷ | اوٹھہ | روٹھہ |
| ۱۷۶ | ۱۵ | لصدق | صدق |
| ۱۷۷ | ۴ | علت العلل | علت العلل کا |
| 〃 | ۵ | تک | لگ |
| 〃 | ۸ | فارجع البصرے | فارجع البصر |
| 〃 | ۱۲ | اقلم | افلم |
| ۱۷۸ | ۵ | یا | ما |
| 〃 | ۸ | اوسیہ | اویسیہ |
| 〃 | ۱۱ | علیہ و | علیہ وآلہ |
| ۱۸۰ | ۴ | دقفنا | ووقفنا |
| 〃 | ۷ | المجبی | المجتبی |
| 〃 | ۹ | بعزا | لعزا |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۸۲ | ۷ | مایوسس | مانوس | ۱۸۸ | ۳ | مراد | بیرا |
| " | ۳ | اختیرعات | اختراعات | " | ۵ | محفوظ | محوظ |
| " | ۱۴ | وحدانی | وجدانی | " | ۱۳ | اوس سے بہتر | اوس بہتر |
| ۱۸۳ | ۱ | ثم | تم | ۱۸۹ | ۵ | سعۃ ایجیا | اسبعۃ ایجیا |
| " | ۳ | مروہ | مروۂ | ۱۹۰ | ۸ | طرت | طرت سے |
| " | " | پردہ | پردۂ | ۱۹۱ | ۴ | آئینون | آیتون |
| " | ۱۱ | کریتا ہے | بیان کرتا ہے | " | ۵ | آ | ا |
| " | ۱۲ | بحث | بحت | " | ۱۶ | ہیک | ہیک |
| ۱۸۴ | ۴ | دمی | فی | ۱۹۲ | ۶ | اسپر | اسیر |
| " | ۱۴ | نسبت | نسبت ہوئی | " | ۱۶ | پاسے گا | پیئے گا |
| ۱۸۸ | ۲ | ان لذاہی | ان الذی | | | | |

# اعلان



المشتہر
محمد عبد العزیز مہاجر سررشتہ دار محکمہ تعلقداری ضلع گلبرگہ شریف

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۸۲ | ۷ | پایوس | پابوس | ۱۸۸ | ۳ | مراد | برا |
| " | ۳ | اختزعات | اختراعات | " | ۵ | محفوظ | محفوظ |
| " | ۱۴ | وحدالی | وجدانی | " | ۱۳ | اوس سے بہتر | اوس سے بہتر |
| ۱۸۳ | ۱ | ثم | تم | ۱۸۹ | ۷ | سعة ابحر | اسبعة ابحر |
| " | ۳ | مردہ | مردہ | ۱۹۰ | ۸ | طرف | طرف سے |
| " | " | پردہ | پردہ | ۱۹۱ | ۴ | آئیون | آیئون |
| " | ۱۱ | کرلیتا ہے | بیان کرلیتا ہے | " | ۵ | آ | ا |
| " | ۱۲ | بہت | بہتا | " | ۱۵ | ٹہیک | ٹہیک |
| ۱۸۶ | ۴ | دمی | فی | ۱۹۲ | ۱۰ | اسپر | اسیر |
| " | ۱۴ | نسبت | نسبتہ بہ صوق | " | ۱۷ | پاسے گا | پہنچے گا |
| ۱۸۸ | ۲ | ان لذی | ان الذی | | | | |

# اعلان

اس کتاب کے تمام حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں کوئی صاحب بغیر میری اجازت طبع کا قصد نکرین ورنہ نفع کے نقصان اوٹھائینگے۔ جسقدر نسخہ مطلوب ہون قیمت مقررہ پر مجھ سے طلب کرلین فقط

المشتہر

محمد عبدالعزیز مہاجر سررشتہ دار محکمہ تعلقداری ضلع گلبرگہ شریف